زوال حیدرآباد اور پولیس ایکشن

محمد مظہر الدین

معاصر "صدق جدید" لکھنؤ کا تبصرہ

حیدر آباد کے پولیس ایکشن پر اگرچہ ایک قرن سے بھی زائد مدت گزر چکی ہے لیکن اس کے ایک "عینی شاہد" کے قلم سے یہ پُر الم داستاں اب بھی کسی طرح پرانی نہیں ہوئی ہے۔

اور ہر درد مند دل "اس سانحہ عظمیٰ" اور اس کے سلسلہ حوادث پر آنسو بہائے بغیر نہیں رہ سکتا۔

* * *

نوٹ :۔ درباریوں اور اغیار کی سازباز سے مملکت آصفیہ اسلامیہ حیدر آباد کے المناک زوال اور بھیانک تباہی کے چالیس سال بعد پہلی مرتبہ برصغیر ہند و پاک میں تحریر کردہ اس معرکۃ الآرا کتاب "زوال حیدر آباد اور پولیس ایکشن" کے کئی ہزار جلدیں ملک اور بیرون ملک" تھوڑے ہی عرصہ میں ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو گئے۔ بعض ناگزیر وجوہات کی بنا پر کتاب پھر سے شائع نہ ہو سکی تھی۔

قارئین کے مسلسل اصرار اور خواہش پر کتاب کا پانچواں ایڈیشن (صرف ۲۰۸ صفحات پر مشتمل) شائع کیا گیا۔

"نئی نسل کے زیادہ سے زیادہ استفادہ کی خاطر" کاغذ کی بے انہ پہ طباعت کے باوجود کتاب کی !

قیمت :۔ پینتیس روپے =/۳۵ روپے رکھی گئی ہے،

انتساب

اُس آنسو کے نام جو

سقوطِ حیدرآباد پر دکن کی سپوت آزادیٔ ہند کی رہنما
بلبلِ ہند سروجنی نائیڈو کی آنکھ سے ٹپکا

آزاد حیدرآباد کی اس محبِ وطن نے بھیگی پلکوں اور
لرزتے ہونٹوں سے کہا تھا!

"میں اپنے وطن کی شکست پر ماتم کناں ہوں
مجھے دُکھ ہے کہ میرے ملک کو ہتھیار ڈالنا پڑا۔"

مولف

حقوق بہ حق مولف ــ محفوظ

مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی

از خواجہ عبید اللہ ایم اے ۔ سابق رکن عاملہ مرکزی انجمن نوجوانان ملت

(مولف کے بارے میں)

پولیس ایکشن کے فوری بعد جبکہ ہندوستانی فوج کا قبضہ ہوگیا تھا ۔ ریاست حیدرآباد میں ہر طرف قتل و غارت گیری تباہی و بربادی اور دارو گیر کا بھیانک راج تھا اور مسلم دشمنی کا جنون لاکھوں بے گناہ مسلمانوں کو تہہ تیغ و تباہ تاراج کر رہا تھا ۔ اس وقت آواز حق بلند کرنا "موت سے" پنجہ آزمائی کرنا تھا ۔

اس خوفناک ماحول میں مظہر ملت جناب محمد مظہر الدین صدر مرکزی انجمن نوجوانان ملت نے (جو قائد ملت بہادر یار جنگ کے تربیت یافتہ نوجوان اور جناب قاسم رضوی قائد رضا کاران کے باڈی گارڈ دستے کے ایک سالار تھے) ۴۹ء میں اپنی رہائی کے فوری بعد سے جابرانہ طاقتوں کے خلاف سینہ سپر ہوتے ہوئے شعلہ بیانی اور گھن گرج سیاسی اور مذہبی تقریروں سے مسلمانوں کے حوصلوں کو بلند کرنے مجاہدانہ رول ادا کیا ۔

ہندوستان کی آزادی کے بعد تقسیم ہند کی تلخی تازہ تھی کہ ۱۹۴۸ء میں حیدرآباد کی قدیم مسلم حکومت کے سقوط پر بدلے ہوئے حالات کے تیرہ و تار گھٹاؤں میں سفاکی و بے دردی اور فرقہ پرستی کا مہیب دیو مسلمانان دکن کو نیست و نابود کردینے کیلئے سرگرم تھا ۔

ایسے پر خطر بھیانک دور میں مظہر ملت نے ۔ جواں سال ولولے اور جرأت رندانہ سے جور و ستم کے شکار شکست خوردگی کے احساس سے مایوس مسلمانوں میں ۔ نئی امنگ اور برتری کے جذبہ کو اجاگر کرنے کے علاوہ کانگریس کی پہلی "بی رام کشن راو" حکومت کے دور استبداد ۵۲ تا ۵۶ء میں!

---

[1] ملاحظہ ہو آپ کی کتاب ۔ پولیس ایکشن کے خوفناک ماحول میں "

انجمن نوجوانان ملت کی نمائندہ تنظیم کے پلیٹ فارم اور ریاستی جمعیت العلماء ہند (جس میں سابق مجلسی ارکان کا غلبہ تھا) کے اشتراک سے (مولانا حمید الدین قمر، مولانا نور اللہ حسینی امجد قادری، مولانا انور خان جامعی، مولانا عبدالسبحان، مولانا حافظ ابو یوسف، جناب غوث پیر، جناب عبدالقادر جیلانی اور دیگر دردمندان ملت کے ساتھ) جدوجہد کرتے ہوئے جناب مظہر ملت صدر انجمن بنے۔ ہزاروں بیواؤں اور یتیموں کے امدادی کام، اغواء شدہ مسلم خواتین کی بازیابی، اجڑے ہوئے بے خانماں مسلمانوں کی باز آبادکاری، دار و گیر میں مبتلا مسلمانوں کی رہائی، عبادت گاہوں کا تحفظ جبکہ ان میں بت بٹھائے جارہے تھے اور مسمار کئے جارہے تھے، مسلم وقف بورڈ کا قیام اور دیگر ملی مسائل کو حل کرانے تاریخی کارنامہ انجام دیا۔ علاوہ ازیں ناموس رسالتؐ و قرآن اور اسلام پر منصوبہ بند رذیل حملوں اور شدھی تحریک کے فتنہ کے خلاف احتجاجی جلسوں اور جلوس کے ذریعہ مسلم رائے عامہ کو متحرک کرتے ہوئے مظہر ملت نے ان اسلام دشمن شیطانی فتنوں کے سدباب اور حکومت کے جبر و استبداد کے خلاف جو مجاہدانہ رول ادا کیا ناقابل فراموش ہے۔ پولیس ایکشن کے بعد پہلی بار ۵۳ء میں منعقدہ یوم قائد ملت کے عظیم الشان تاریخی جلسہ عام میں آپ کو ملی خدمات کے اعتراف میں "مظہر ملت" کا خطاب دیا گیا۔

جناب مظہر ملت محمد مظہر الدین نے بڑی جانفشانی و تحقیق اور جرات سے **زوال حیدرآباد اور پولیس ایکشن** کے المناک حقائق کو، برصغیر ہند میں پہلی بار قلمبند کرکے چالیس سے جاری متعصبانہ پروپگنڈہ کو بے نقاب کردیا جو ایک اہم کارنامہ ہے۔

مختصر یہ کہ جناب مظہر ملت کی قومی اور ملی زندگی ایثار و قربانیوں کا بیش بہا گنجینہ ہے جو حکومت وقت کے جبر و استبداد کے خلاف لاٹھی گولی کا مقابلہ کرتے ہوئے نہ صرف بیسیوں مرتبہ جیل کی صعوبتیں جھیل چکے ہیں بلکہ اپنی دولت و جائداد کو بھی اس راہ میں قربان کیا۔ پولیس ایکشن کے بعد کا پُرخطر اور خوفناک ماحول اکتوبر ۵۶ء تک رہا ریاست حیدرآباد کو تقسیم کرکے نومبر ۵۶ء میں آندھرا پردیش کا قیام عمل میں آیا اور سابقہ حیدرآباد اسٹیٹ کانگریس اور اس کی مجلس عمل نے تخریب کار گروہ کی بورگل حکومت ختم اور بے دست و پا ہوگئی۔ جس کا ماقبل سقوط آزاد حیدرآباد کے مسلم اقتدار اور رضاکاروں سے راست ٹکراؤ تھا۔

اَلْعَظَمَۃُ لِلّٰہِ ؕ

مملکت آصفیہ اسلامیہ حیدرآباد دکن کا ناقابل تسخیر آزاد تر اور عظیم الشان ماضی

مختصر جائزہ

دکن جو کسی زمانہ میں نہ صرف تاریخی تمدن کا گہوارہ تھا جس کے آثار ماقبل تاریخ کا بھی پتہ دیتے ہیں۔ جس کا عروج "بہمنی اور بریدشاہی" سلاطین کے شاندار کارناموں سے ہوتا ہے۔ جس نے شمالی ہند" کی زبردست سلطنتوں کی مسلسل یورشوں کا مقابلہ کرتے ہوئے ہمیشہ اپنی علحدہ سلطنت اور وجود کو برقرار رکھا۔

حیدرآباد دکن (گولکنڈہ) کی عظیم الشان قطب شاہی سلطنت پر قبضہ کرنے کے لئے "ہندوستان کی عظیم تر مغلیہ حکومت" بار بار حملہ آور ہوتی رہی۔ لیکن

حیدرآباد پر قبضہ کے لئے "ہندوستانی فوجوں کو" اس وقت تک کامیابی نہیں ہوئی تاوقتیکہ خود حیدرآباد کے ایک میجر جنرل (کمانڈر عبداللہ خاں پنی) اور درباری حکومت ہند سے سازباز کرکے "غداری" نہیں کی۔

۲۱ ستمبر ۱۶۸۷ء کو سازش اور غداری کے طفیل حیدرآباد کی آزاد اور خودمختار سلطنت پر جارحانہ قبضہ کرنے والی "ہندوستان کی طاقتور سلطنت کا شیرازہ بکھرا" تو!

دکن کے مغل صوبہ دار، اٹھارھویں عیسوی کے مشہور مدبر حضرت مغفرت مآب نظام الملک، چین قلیچ خاں "آصف جاہ اول" میر قمرالدین خاں نے کسی غیر کی مدد کے بغیر بفضل ایزدی اپنی

قوت بازو سے دکن میں ایک ہزار سالہ مسلم اقتدار کو بچانے کے لئے "۱۷۲۴ء میں حیدرآباد دکن آزاد و خود مختار عظیم الشان آصفی سلطنت" قائم کی۔ اور اس طرح حیدرآباد دکن کی سابقہ عظمت اور وحدت پھر ایک بار عود کر آئی۔

شاہان آصفیہ کے زیر نگیں حیدرآباد میں انتہائی عظیم الشان ہمہ جہتی ترقیاں ہوئیں۔ بہت سی باتوں میں حیدرآباد نے پورے مشرق کی رہنمائی کی اور خاص کر

تاجدار دکن اعلیٰ حضرت جلالۃ الملک حضور نظام میر عثمان علی خاں بہادر سلطان العلوم **آصف جاہ** سابع کی سرپرستی میں نہ صرف علم و ہنر کی شعاعیں تمام دکن اور سارے برطانوی ہندوستان میں پھیل گئیں بلکہ

"ہر لحاظ سے سلطنت آصفیہ اسلامیہ حیدرآباد دنیا کی تمام
سلطنتوں سے بڑھ چڑھ کر رہی"

حیدرآباد کے شخصی دور حکومت کا یہ طرۂ امتیاز ہے کہ اس نے پہلی بار "عدلیہ کو عاملہ سے عملاً علاحدہ کر کے" جمہوریہ ہندوستان اور دیگر بڑے ممالک کے لئے عظیم رہنمائی کی۔

بہتر سے بہتر طرز جمہوریت کے مقابلہ میں:

دنیا کے جن ممالک میں مختلف مذاہب اور تہذیبوں کی اقوام متوطن ہوں وہاں (عدم مساوات او انتشار کے باعث) عمومی طرز حکومت کی پائیداری کی کوئی ضمانت نہیں۔ لیکن حیدرآباد کی شاہی طرز حکومت میں "جہاں مختلف مذاہب اور تہذیبوں کی اقوام متوطن تھیں" وہاں ہر کل پرزہ اپنی اپنی جگہ اسی طرح جمایا گیا تھا کہ دو سو سالہ نظام حکومت میں کہیں بھی عدم استحکام پیدا نہ ہونے پایا۔

حضور نظام کے دور سلطنت انسانی میں مساوات اور عدل و انصاف کا جو نظام حکومت تھا وہ "دور حاضر کے بہتر سے بہتر جمہوری طرز حکومت کے مقابلہ میں نظیر کے طور پر آج بھی پیش کیا جا سکتا ہے":

بلبل ہند کے تاثرات: ہم نہیں بلکہ سروجنی نائیڈو جو ہندوستان کی جنگ آزادی کی رہنما کانگریس کے صف اوّل کی لیڈر جس کی نشست گاندھی جی اور جواہر لال نہرو کے صف میں تھی، انہوں نے حضور نظام کے شخصی دور حکمرانی سے متاثر ہو کر یہ قصیدہ کہا تھا۔

⁖ جس کے زیر سایہ ہم آہنگی کے ساتھ سب رہتے ہیں ⁖
⁖ وہ تمام لوگ جنہیں تیرے قانون نے اپنے دامن میں جگہ دی ⁖
⁖ رنگا رنگ کی قومیں اور نسلیں ⁖
⁖ گوناگوں ذاتیں اور مذاہب ترے زیر سایہ ہم آہنگی سے بسر کر رہے ہیں ⁖
⁖ تیرا نام قوم اپنی دعاؤں میں لیتی ہے ⁖
⁖ تیرا ترانہ قوم کی زبان پر ہے ⁖
⁖ تیرا عہد اتنا تاباں اور درخشاں ہے ⁖
⁖ جو فردوسی کے نغموں سے آب و تاب میں کہیں بڑھ گیا ⁖

ہندو رعایا سے حسن سلوک: خانوادہ آصفجاہ کی رواداری اور بے تعصبی ضرب المثل رہی جس کے بہی خواہ ہی نہیں بلکہ عیب جو دشمن بھی معترف ہیں۔ دولت آصفیہ میں معاش کے تقریباً تمام ذرائع ہندوؤں کے ہاتھوں میں رہے۔ زراعت و تجارت ان کی رہی، حکومت کے دیہی عمال بھی تقریباً تمام تر ہندو ہی رہے مسلمانوں نے صرف سرکاری ملازمت پر ہی قناعت کی۔ مسلمانوں کے لئے کوئی سیول عہدہ موروثی نہیں تھا جب کہ دیہی عہدوں پر ہندوؤں کو موروثی طور پر برقرار رکھا گیا۔

حیدرآباد میں رعایا سے "انکم ٹیکس یا سیل ٹیکس" نہیں لیا جاتا تھا اور اس کا فائدہ سب سے زیادہ ہندو رعایا کو ہوتا تھا۔ کیوں کہ کروڑوں روپیوں کی سیٹھ ساہوکاری اور آمدنی کے بڑے ذرائع ہندو رعایا کے پاس تھے۔

مذہبی رواداری کا یہ عالم تھا کہ ہندو رعایا کے مذہبی جذبات کا لحاظ کرتے ہوئے

حکمران طبقہ کو گائے کی قربانی سے منع کیا گیا۔ ضلع "گلبرگہ" میں قریب قریب واقع ایک مندر اور مسجد کی درمیانی زمین کی ملکیت کا جھگڑا تھا۔ مسلمان اور ہندو دونوں ہی فریق اسے اپنی اپنی ملکیت بتاتے تھے حکومت نے اس نزاعی زمین کے تصفیہ کے لئے قائد ملت نواب بہادر یار جنگ کو حکم بنایا۔ آپ نے اپنی تحقیق اور چھان بین میں ہندو برادران وطن کے کیس کو زیادہ قوی و درست پایا اور حکومت کو رائے پیش کی کہ مندر اور مسجد کی درمیانی زمین ہندوؤں کو دے دی جائے۔ نواب بہادر یار جنگ کی اس رپورٹ اور تصفیہ پر حکومت آصفیہ اسلامیہ حیدرآباد نے مندر اور مسجد کی درمیانی زمین کو ہندو رعایا کے حوالہ کر دیا۔ سکھوں کی خاطر ضلع "ناندیڑ" کے "سنہری" گردوارہ سے متصل قدیم عیدگاہ کو حضور نظام کے حکم پر بند کر دیا گیا یہ ہی نہیں بلکہ وہاں ایک قبر کی جگہ پر غیر مسلموں نے اپنی زمین کا ادعا پیش کیا تو وہاں سے "مسلمان بزرگ کی نعش کو قبر سے نکال کر دوسری جگہ دفن کیا گیا" اس مطلق العنان مسلم دور حکومت میں ہندوؤں کے مذہبی مقامات کا احترام اسی طرح کیا جاتا تھا جس طرح مساجد کا۔

سرکاری عمارات کے پہلو میں تعمیر کے وقت اگر کوئی چھوٹی سی دیول (مندر) بھی آجائے تو نمایاں بدنمائی کے باوجود اس کو وہاں سے ہٹایا نہیں جاتا تھا۔ چنانچہ ہائی کورٹ (عدالت العالیہ) کی عالی شان پرشکوہ عمارت کے دونوں پہلوؤں میں چھوٹی سی دیولوں کو نہ صرف قائم رکھا گیا بلکہ اس کی سرکاری طور پہ توسیع کی گئی۔ جب کہ ہندو مذہب کے لحاظ سے مقررہ رسم کے ذریعہ مندر کو دوسری جگہ منتقل کیا جاسکتا تھا مگر

اقتدار و حکمرانی کے زریں اصولوں اور رواداری
کی خاطر ایسا نہیں کیا گیا۔

حکومت کی طرف سے مسلمانوں کے مذہبی خدمات جیسے کہ قضاۃ و درگاہوں اور عاشور خانوں کے لئے جو معاشیں تھیں ان میں بھی کئی معاشیں ہندوؤں کے نام تھیں اس کے علاوہ کئی عاشور خانوں اور درگاہوں کے متولی بھی ہندو تھے "مسلمانوں کے آثار قدیمہ سے زیادہ ہندوؤں کے آثار قدیم

کی نگہداشت پر رقم خرچ کی جاتی تھی۔ اور مساجد سے زیادہ مندروں کی تعمیر کی اجازت دی جاتی" امور مذہبی سرکار عالی کی رپورٹ کے مطابق ۱۳۳۸ فصلی تا ۱۳۴۱ فصلی تک صرف ۳ سال کے اندر "۲۹۳ منادر" اور "۱۹۳ مساجد" تعمیر کئے گئے۔ مملکت اسلامیہ حیدرآباد میں ہندو منادر کی تعداد پندرہ ہزار پانچ سو کے قریب تھی، جن میں سینکڑوں مندروں کی اجازت آصف سابع حضور نظام کے شاہی دور حکومت میں دی گئی۔ (جب کہ آج کے جمہوری اور سیکولر دور میں کتنے ہی مساجد کو مسمار اور بند کر دیا گیا۔ اور کتنے مساجد کو بت خانوں اور گودام میں تبدیل کر دیا گیا۔ مسلمانوں کے مذہبی و معاشی اور ثقافتی حقوق کو پامال کیا گیا اور کیا جا رہا ہے)

مملکت اسلامیہ آصفیہ کی اس غیر جمہوری اور غیر سیکولر حکومت میں، سرکاری طور پر مندروں اور ان کے پجاریوں کے لئے لاکھوں روپے کے جاگیرات اور عطیات تھے۔ اس کے علاوہ ہندو رعایا کے مذہبی واعظین اور پنڈتوں (مبلغین) کے وظائف کے لئے ہزاروں روپے کی معاشیں عطا کی گئیں۔

راجن بابو کا اعتراف: انڈین نیشنل کانگریس کے سابق صدر، اور ہندوستان کے پہلے صدر جمہوریہ ڈاکٹر راجندر پرشاد نے اپنی کتاب "ہندوستان کا مستقبل" مطبوعہ ۱۹۴۶ء میں لکھا ہے کہ!

"آج بھی حیدرآباد دکن میں ایک (مسلمان) مشہور بزرگ کی درگاہ کا متولی ایک "برہمنوں" کا خاندان ہے، نظام نے اس درگاہ کے لئے ایک بڑی جاگیر دے رکھی ہے۔ موجودہ زمانہ میں بھی حیدرآباد میں "سیتارام (باغ) کے مندر" کے لئے ریاست کی طرف سے (کثیر) امداد مقرر ہے۔ ایک دوسرے مندر کے لئے بھی جو مہور ضلع عادل آباد میں واقع ہے ایک جاگیر وقف ہے۔ جس کی سالانہ آمدنی "ساٹھ ہزار روپے" ہوتی ہے۔ نظام نے سکھوں کے "گردوارہ" ناندیڑ کے لئے جو جاگیر دے رکھی ہے اسکی آمدنی سالانہ بیس ہزار روپے ہے"۔

(یہ وہ ہیں حقائق جس سے شمالی ہند کے مسلم دشمن متعصب تنظیموں اور ہندو یونین کے شر انگیز

پروپگنڈہ کی قلعی کھل جاتی ہے۔ جو مملکت اسلامیہ حیدرآباد اور اس کے فرمانروا کو بدنام کرنے اور مسلم اقتدار کو ختم کرنے کے لئے کیا گیا۔)

ہند کے دورِ غلامی میں

آزاد حیدرآباد کے مسلم بادشاہ کی جانب سے، ہندوستان کے دورِ غلامی میں جس طرح وہاں کے مسلمانوں کے تعلیمی و مذہبی اور تہذیبی اداروں کی خاطر خواہ مالی اعانت اور سرپرستی کی جاتی تھی اسی طرح وہاں کے ہندوؤں اور دیگر غیر مسلم مذاہب کے تعلیمی اداروں اور ان کے مذہبی عبادت گاہوں کو بھی گراں قدر مالی امداد دی جاتی تھی۔ چنانچہ ہندوستان کے کئی منادر کی امداد کے لئے "۲۶ ہزار ۴۹۱ روپے آٹھ آنے چھ پائی" کی رقم حیدرآباد گورنمنٹ کی جانب سے سالانہ مقرر تھی۔ "ہندو بنارس یونیورسٹی" اور "بنارس کے مشہور مندر" اور سکھوں کی مقدس عبادت گاہ "سنہری گردوارہ" امرتسر کو اعلیٰ حضرت حضور نظام نے خطیر رقمی امداد اور بیش بہا قیمتی تحفے عطا کئے۔ برطانوی ہند کے بڑے بڑے شعراء، ادیب اور مصنفین کو بلا لحاظ مذہب حکومت نظام کی جانب سے ماہانہ وظیفہ مقرر تھا۔ علاوہ ازیں عالم اسلام کے کئی ادارے اور وہاں کے عوام بھی حضور نظام جلالۃ الملک کی فیاضی سے مستفید ہوتے تھے۔"

حیدرآباد میں سکھوں کے بچوں کی تعلیم کے لئے سرکاری وظیفہ مقرر تھا۔ علاوہ ازیں اگر کوئی سرکاری ملازم سکھ لاولد فوت ہو جاتا تو اس کے قریبی رشتہ دار و وارث کو تلاش کر کے (اگر وہ پنجاب میں بھی ہوتا) متوفی سکھ کی جگہ اس کا تقرر کیا جاتا۔ اگر وارث نابالغ ہو تو نصف تنخواہ بطور وظیفہ دی جاتی۔ اور بالغ ہونے پر تقرر کیا جاتا۔ عـه اسی طرح عیسائی، پارسی، پست قوم اور دیگر تمام غیر مسلم رعایا "حیدرآباد کی مسلم حکومت کی رواداری اور عدل و انصاف سے بہرہ مند ہوتی رہی"۔ ملاحظہ ہو مشتے نمونہ!

ایک ذی اثر شخص نے ایک لاوارث پست قوم کی لڑکی کی عصمت ریزی کی تو ایک مسلمان پولیس کے جوان سے لیکر ایک مسلمان جج تک اس لاوارث لڑکی کی اس طرح حمایت کی کہ شاید اس کے ہم قوم و وارث بھی نہ کرتے۔ چنانچہ معزز جج ہائی کورٹ نواب ناظر یار جنگ نے خاطی کے مسلمان یا ذی مرتبہ ہونے کا خیال کئے بغیر اس کو طویل قید بامشقت کی سزا دی۔ (آج کے جمہوری دور میں

عـه تاریخ حیدرآباد (ذکاء اللہ)

تقریباً روزانہ ہی معصوم لڑکیوں کی عصمت ریزی' سنتری سے لے کر منتری تک کرتے ہیں اور سزا سے بچے رہتے ہیں۔ سفارش' رشوت' عہدہ اور حکومت کا اثر کام کرتا ہے) مختصر یہ کہ دورِ حاضر میں

"حیدرآباد دنیا کی وہ واحد مسلم سلطنت تھی جو مسلمانوں سے زیادہ اپنی غیر مسلم رعایا کے معاشی و مذہبی اور تمدنی مفاد کی حفاظت کرتی تھی۔"

ہماری وسیع النظری

مسلمان جو دکن میں سات سو سال سے زائد حکمران طبقہ کی حیثیت میں رہے ہیں رواداری کے پیش نظر "ان تمام ترمراعات" پر کوئی تعرض نہیں کیا' کیوں کہ "ہم مسلمانوں نے دکن کی ہندو رعایا کو کبھی الگ نہیں سمجھا" یہی وجہ ہے کہ! دکن میں مسلمان اور ہندو حقیقی معنوں میں میل ملاپ اور بھائی چارگی (یکجہتی) کے ساتھ زندگی بسر کر رہے تھے۔ کسی ہندو کو مسلمانوں سے اور کسی مسلمان کو ہندوؤں سے " ہندو یا مسلمان ہونے کی بنا پر کوئی شکایت کبھی نہیں ہوئی "

آزاد حیدرآباد کا سیاسی موقف :

ہندوستان کی اکثر ریاستیں انگریزوں کا عطیہ یا سیاسی لین دین کی بنا پر وجود میں آئیں' اور ان کے استحکام و بقا کا انحصار بالکلیا انگریزوں پر ہی رہا۔ "جب کہ خود انگریز اس وقت حیدرآباد کی خودمختار مستحکم حکومت کی امداد و اعانت کے محتاج تھے"۔

جب کبھی برطانوی حکومت پر بُرا وقت آیا تو ایک طاقتور حلیف کی حیثیت میں حیدرآباد نے اپنی بہادر افواج اور بے شمار دولت سے ہمیشہ اس کی حفاظت اور اعانت کی۔ حیدرآباد کی تاریخ اور روایات نے کسی غیر کی مدد کے بغیر اپنے اقتدار اعلیٰ کو برطانوی ہندوستان کی ریاستوں کے مقابلے میں ہمیشہ ممتاز رکھا۔

ہندوستان کی اکثر دیسی ریاستوں سے انگریزوں کے جو معاہدات ہوئے' ان میں ماتحتانہ اتحاد و عمل کے الفاظ برتے گئے ہیں۔ لیکن حیدرآباد اپنے برابر کے معاہدوں' رقبہ کی وسعتوں'

کثرت آبادی، دولت کی فراوانی اور امور دفاع و خارجہ اور مواصلات (ٹپہ، سکہ، ریلوے و داخلی امور) کی موجودگی میں ایک آزاد و خود مختار ملک اور سیاسی وحدت تھا!

برطانیہ سے مساویانہ تعلقات: جس کے تاج برطانیہ سے تعلقات اور معاہدات مساویانہ حلیف کے رہے ہیں۔ آزاد حیدرآباد کے عظیم احسانات اور حلیفانہ امداد پر "ملک معظم برطانیہ اور ہندوستان" نے اپنی ممنونیت کا اظہار کرتے ہوئے سنہ ۱۹۱۸ء میں خود اپنے دستخطی مکتوب کے ذریعہ، جلالتہ الملک تاجدار دکن حضور نظام کو — "یار وفادار" کا خطاب پیش کیا۔

ہمارے مقبوضات: حیدرآباد جو اپنی افواج کی زیادتی اور عصری اسلحہ کے اضافہ میں بالکلیہ آزاد رہا ہے، امدادی افواج کے مصارف کی پابجائی" کے لئے اپنے چند علاقے "اضلاع مچھلی پٹنم، نظام پٹنم، شمالی سرکار، راجمندری، ایلور، مصطفےٰ نگر، گنٹور، کڑپہ، کرنول، بالاگھاٹ، کرناٹک، ارکاٹ، بیجاپور، بھدراچلم اور علاقہ برار کو معاہدات کے ذریعہ برطانوی حکومت کے تفویض کئے جن کی حیثیت از روئے معاہدہ، "مشروط الخدمت" جاگیرات اور "پٹہ" (قول) کی تھی۔ نیز معاہدات کے ذریعہ پایا کہ!

متذکرہ مفوضہ علاقوں کا نذرانہ و خراج سالانہ حکومت برطانیہ، حکومت حیدرآباد کو ادا کرتی۔

ریزیڈنٹ بارٹن کا اعتراف: ایک برطانوی ریزیڈنٹ "مسٹر بارٹن" نے اپنی کتاب "انڈین پراونس" میں اس معاہدہ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ!

اضلاع مفوضہ کی ایک کثیر رقم حیدرآباد کو برطانیہ کی جانب سے واجب الوصول قرار پائی لیکن "گول میز کانفرنس" کے دوران میں حیدرآباد نے وہ بقایاجات معاف کر دئے۔ بقایہ کا معاف کر دینا اس بات کی دلیل ہے کہ "حیدرآباد ان علاقوں کا مالک اور مقتدر اعلیٰ ہے۔ معاہدہ برار" [illegible] اکتوبر سنہ [illegible]ء میں بھی حکومت برطانیہ نے حکومت حیدرآباد کو اقتدار اعلیٰ کا حامل تسلیم کیا ہے۔

قائدِ ملت کا اعلان : اس ٹھوس حقیقت کی بنا پر حضرت قائدِ ملت نواب بہادر یار جنگ علیہ الرحمہ صدر مملکتی مجلس اتحاد المسلمین نے مارچ ۱۹۴۳ء میں یوم خود مختاری کے جلسہ سالگرہ میں مملکتی مجلس کی بنیادی پالیسی والی یادداشت و نصب العین کا اعلان اور مستقبل میں ہندوستان میں برطانوی اقتدار کے خاتمہ پر ہونے والی تبدیلیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا تھا کہ!

مسٹر گاندھی اور کانگریس کے ارباب اقتدار کو واقف ہونا چاہیئے کہ حیدرآباد اپنی تاریخ کے ہر دور میں ایک آزاد سلطنت رہا ہے اور آئندہ بھی ایک آزاد سلطنت رہے گا۔ سلطنت برطانیہ کے ساتھ حیدرآباد کے دوستانہ اور حلیفانہ تعلقات ایسے نہیں ہیں جو کسی دوسرے کے ہاتھ فروخت یا منتقل کئے جائیں۔

دو سو سالہ غلام ہندوستان کو مقبوضاتی مرتبہ حاصل ہوتے ہی حیدرآباد کی سابقہ عظیم تر حیثیت عود کر آئے گی اور حیدرآباد ہر قسم کی داخلی اور خارجی مداخلت سے بالکل آزاد ہوگا۔ اور مملکت آصفیہ اسلامیہ کے مقبوضات کی واپسی کے بعد ہمارے حدود اس قسم کے ہوں کہ!

∵ ہم مشرق میں خلیج بنگال پر وضو کریں گے۔
∵ جنوب میں سلطان شہید کی مزار فاتحہ پڑھیں گے۔
∵ شمال میں واردھا کی سرحد پر کھڑے ہو کر گاندھی جی کو نمسکار کریں گے۔

یہہ مطالبہ نہیں بلکہ ہمارا حق ہے اور :۔ حیدرآباد کی ایک آزاد اسلامی سلطنت کی حیثیت سے' آزاد ہندوستان اور دنیا کے دوسرے آزاد ممالک سے اپنے تعلقات قائم کرنے کا بالکلیہ مجاز اور مختار ہوگا۔ (اسی نصب العین پر مجاہد دکن قاسم رضوی کاربند رہے)۔

برٹش سپریم کورٹ کا فیصلہ : برطانوی "پریوی کونسل" نے ایک مقدمہ کے فیصلہ میں لکھا ہے کہ! ـــ حیدرآباد کو قانونی اقتدار اعلیٰ حاصل ہے۔ " برطانیہ اور حیدرآباد' دونوں ایک دوسرے کی سیادت یا برتری سے قطعی طور پر

مبرا اور آزاد ہیں"۔

لارڈ ڈلہوزی کا اعتراف: تاج برطانیہ کا مشہور نمائندہ "لارڈ ڈلہوزی" گورنر جنرل ہند نے ۲۷ مئی ۱۸۵۱ء کی یادداشت میں' مملکت آصفیہ اسلامیہ کی خود مختاری کو تسلیم کرتے ہوئے لکھا ہے کہ! ہم اعتراف کرتے ہیں نظام خود مختار ہیں اور معاہدات کے ذریعہ ہم خود کو پابند کر چکے کہ (ان کی خود مختاری کو خطرہ لاحق ہو تو) ہم ان کی اعانت کریں گے۔

علاوہ ازیں حکومت برطانیہ نے اپنے نمائندہ "لارڈ کارنس" کے ذریعہ اس امر کا وعدہ کیا تھا کہ —— اگر حیدرآباد کے خلاف کوئی قوت برسر پیکار ہوگی تو انگریز حکومت' سرکار نظام کی مدد کرے گی۔

احسان فراموشی: افسوس کہ ایسا نہیں ہوا۔ جب حیدرآباد پر مصیبت آئی تو اس احسان فراموش قوم نے عملاً کچھ نہیں کیا۔ جب کہ حیدرآباد کی کثیر دولت برطانیہ کے بُرے وقتوں میں کام آئی جو بطور امداد دی گئی —— یورپ کی جنگوں اور خاص کر "دوسری جنگ عظیم" میں اعلیٰ حضرت حضور نظام خسرو دکن و برار کی بہادر فوجوں نے عظیم جرأت کا مظاہرہ کرتے ہوئے جان کی بازی لگاکر "برطانیہ کو تباہ ہونے سے بچایا" حیدرآباد کے کتنے ہی بہادر سپوت میدان کارزار میں کام آئے' جن کی بے گور و کفن لاشیں یورپ کے میدانوں میں پڑی رہیں۔

ہندوستان سے "دفع" ہوتے وقت اس کے آخری وائسرائے لارڈ مونٹ بیٹن اور حکومت برطانیہ کو یار وفادار کی معنویت اور حکومت آصفیہ اسلامیہ کے احسانات یاد رہے نہ مورخ "الفنسٹن"[1] کے یہ الفاظ کہ! —— "اگر نظام نے ہمارا ساتھ نہ دیا ہوتا تو ہم کہیں نہ رہتے"۔ انگریزوں نے یہ بھی فراموش کر دیا" جب کہ فرانسیسیوں نے ان سے مدد اس کے عوض لیا تو انگریزوں نے فریادی کی حیثیت سے حضرت آصفجاہ اول کے دربار میں حاضر ہو کر مدد

---

[1] برطانیہ ایک اعلیٰ فوج افسر اور بمبئی کا گورنر جو ایک قابل مورخ بھی تھا

کے لئے فریاد کی تھی"۔ اور فرمانروا حیدرآباد نے اپنے کرناٹک کے گورنر کو انگریزوں کی دادرسی کا حکم دے کر ان کی التجا کو پورا کیا تھا۔

دولت آصفیہ کے عظیم احسانات اور حضور نظام کی عظیم تر مالی و فوجی امداد اور گراں قدر حلیفانہ احسانات پر شہنشاہ انگلستان و ہندوستان سے لے کر انگریزی قوم کے ہر فرد نے تحسین و آفریں اور ممنونیت کے پھول تو برسائے لیکن جب عمل احسان شناسی کا وقت آیا تو اپنی روایتی بدعہدی اور احسان فراموشی کے سوا کیا کیا ؟۔

تاریخ شاہد ہے کہ ہم نے جس سے بھی معاہدہ کیا اس کو نبھایا۔ جو قوم معاہدات کی پابندی کی کوئی وقعت نہیں رکھتی، وہ سیاسی، اخلاقی اور مذہبی قانون کی نظر میں بدترین مجرم ہے۔

جغرافیائی موقف : حیدرآباد کے جغرافیائی موقف اور اس کی ناقابل شکست آزادی کا برزور اعتراف کرتے ہوئے مسٹر "چرچل" نے ۳۱ر جولائی ۴۸ء کو دارالعوام میں کہا تھا !

(حیدرآباد، ہندوستانی علاقہ سے گھیرا ہوا ہے اور وہ ارضی اعتبار سے بھی چاروں طرف سے محصور ہے اور سمندر تک اس کی رسائی نہیں ہے۔ لیکن اس قسم کے حالات کا "حق آزادی" سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ حیدرآباد بالکلیہ آزاد ناقابل تسخیر ملک ہے۔

"سوئزرلینڈ" بھی ارضی اعتبار سے چاروں طرف محصور ہے اور اس کی کوئی بندرگاہ بھی نہیں ہے۔ لیکن اس کے باوجود سینکڑوں سال سے اپنی آزادی کو برقرار رکھے ہوئے ہے۔ "آسٹریا" اور "زیکوسلواکیہ" بھی جن کی رسائی سمندر تک نہیں ہے۔ لیکن اس کے باوجود ان کی آزادی برقرار ہے)

ہم اس بات کو مانتے ہیں کہ دولت آصفیہ اسلامیہ حیدرآباد چاروں طرف سے ہندو یونین سے گھیری ہوئی تھی لیکن یہ کوئی نئی بات نہیں تھی، کیوں کہ وہ حضرت آصفجاہ اول کے عہد سے اسی طرح گھیری ہوئی تھی۔ اس کے باوجود اس نے حملہ آوروں سے مقابلہ کرتے ہوئے اپنی مدافعت بھی کی۔ اور غنیموں کو پسپا بھی کیا۔ کبھی ان سے صلح کی، کبھی کسی کو باجگذار بنایا اور کبھی کسی

سے معاہدات کرکے اپنی وحدت اور آزادی کو باقی رکھا۔

اگر سازش و غداری نہ ہوتی تو ۱۹۴۸ء میں
ناقابل تسخیر حیدرآباد کا ہتھیار ڈالنا محال تھا۔

مولف : محمد مظہر الدین

نوٹ :۔ مملکت آصفیہ اسلامیہ حیدرآباد، دنیا کے کئی آزاد ممالک کے مقابلہ نہ صرف رقبہ میں کئی گناہ بڑا، بلکہ آبادی و دولت اور آمدنی میں ایشیا اور یورپ کی خودمختار مملکتوں سے بہت بڑھ کر تھا:۔ مثلاً رقبہ میں یونان ۴۹ ہزار، بلغاریہ ۴۰ ہزار، پرتگال ۳۵½ ہزار، البانیہ ۲۰ ہزار، ڈنمارک ۱۵ ہزار، ہالینڈ ۱۲ ہزار ۶۷۰ مربع میل ہے۔ اور حیدرآباد کا رقبہ ۸۲ ہزار ۶۹۸ مربع میل ہے۔

آبادی میں البانیہ ۱۰ لاکھ، بلغاریہ ۵۵ لاکھ، نیپال ۵۶ لاکھ، یونان ۷۰ لاکھ، حجاز ۱۵ لاکھ، عراق ۴۲ لاکھ، افغانستان ۶۳ لاکھ ۸۰ ہزار، ایران ایک کروڑ، مصر ایک کروڑ ۴۰ لاکھ، ترکی ایک کروڑ ۲۰ لاکھ اور حیدرآباد کی آبادی ایک کروڑ ۷۲ لاکھ تھی اور سالانہ آمدنی ۲۶ کروڑ سے زیادہ تھی۔ جب کہ، نیپال کی ایک ملین پونڈ ۱½ کروڑ افغانستان کی ۱½ کروڑ، ایران کی ۷ ملین ۱½ کروڑ روپے سالانہ آمدنی تھی۔

دنیا کی بڑی بڑی حکومتیں امریکہ اور برطانیہ کی قرض دار تھیں جب حیدرآباد اپنی ترقیاتی اخراجات کی زیادتیوں کے باوجود کسی کا مقروض و احسان مند نہیں رہا بلکہ دنیا کے کئی ممالک کے علاوہ برطانیہ جیسا دنیا کا بڑا ملک اور ہندوستان، حیدرآباد کی اسلامی مملکت کے مرہون منت اور مقروض رہے۔

(مولف)

ہندوستان سے برطانوی اقتدار کے خاتمہ پر آزاد حیدرآباد کا موقف

ہندوستان میں برطانوی اقتدار کے خاتمہ پر ہونے ولے تبدیلیوں پر ریاستوں کے موقف کو "قرطاس ابیض" کے ذریعہ ۱۶؍ مئی ۱۹۴۶ء کی تجاویز میں تاج برطانیہ نے بالکل واضح کر دیا تھا کہ اقتدار اعلیٰ کی حیثیت سے حکومت برطانیہ کو جو اختیارات حاصل ہیں، اسے وہ برطانوی ہند کی "کسی حکومت کے حوالہ نہیں کرے گی"۔ اور ریاستیں[1] با اختیار ہوگی کہ کل ہند مرکز کا جز بن جائے یا علحدہ رہیں۔ "حیدرآباد اپنی آزادانہ حیثیت کی بناء پر بدرجہ اولیٰ اس سے مستثنیٰ ہوگا کہ کل ہند مرکز کا جز بن جائے۔"

انڈیا بل: برطانیہ عظمیٰ نے ۳؍ جون ۱۹۴۷ء کو ہندوستان کی تقسیم کا اعلان کر دیا اور اس منشور آزادی "انڈیا بل" کے ذریعہ" ریاستوں کو یہ حق دیا گیا کہ وہ ۱۵؍ اگست ۴۷ء کو وجود میں آنے والے ڈومنین "ہندوستان یا پاکستان" میں شامل ہو جائیں یا خود مختار رہیں۔

---

[1] مسٹر جواہر لال نہرو نے بھی عارضی حکومت کی مجلس دستور ساز میں کہا تھا، کسی ریاست کے عوام خاص طرز حکومت اختیار کرنا چاہیں" خواہ شاہی طرز حکومت ہی کیوں نہ ہو" انہیں کامل آزادی رہے گی۔

اتحاد المسلمین، سید محمد قاسم رضوی، رضاکار تنظیم

(مختصر تعارف)

مجلس کا قیام : پہلی جنگ عظیم کے بعد برطانوی ہند میں سیاسی ہلچل پیدا ہو چکی تھی۔ جب کہ حیدرآباد دکن ایک خوشحال و خود مختار آزاد سلطنت کی حیثیت سے پُر امن اور دیگر اقطاع ہند کے سیاسی و فرقہ واری ہنگاموں سے الگ تھلگ، قومی اتحاد اور ہندو مسلم میل ملاپ کا خوب صورت گلدستہ تھا۔ جس طرح سمندر کی طوفانی موجیں جزیرہ کے کنارے سے ٹکراتی رہتی ہیں۔ اسی طرح ہندوستان کے علاقوں کی شورشوں نے ۱۹۲۴ء سے یہاں بھی اپنا سایہ ڈالنا شروع کیا۔ اور حیدرآباد کے پر امن ماحول و فقید المثال ہندو مسلم اتحاد پر بیرونی فرقہ پرستوں کی نظر اور "شدی سنگھٹن" کی تحریک بجلی بن کر گری۔

جس کی وجہ سے یہاں کے چند مسلم دردمندوں نے مملکت حیدرآباد کے بے فکر اور خواب غفلت میں پڑے ہوئے مسلمانوں کو "اتحاد بین المسلمین" کے ایک پلاٹ فارم پر متحد کرنے کی تدبیریں کیں۔ جس کا پہلا جلسہ مشاورت (اکابرین ملت کا) ۱۹۲۸ء میں منعقد ہوا۔

چنانچہ "مجلس اتحاد المسلمین" کا قیام ان ہی محرکات و جذبات کا نتیجہ تھا۔ جس کا باضابطہ قیام ۴؍ بہمن ۱۳۳۸ فصلی مطابق ۱۹۲۹ء کو لفظ "بین" کو حذف کر کے عمل میں آیا۔

بہادر یار جنگ کی مسیحائی : جب دھیرے دھیرے برطانوی ہند کے سیاسی حالات دھماکو ہونے لگے اور حیدرآباد کے مسلم اقتدار کی عظمت و آزادی پر، شمالی ہند کے فرقہ پرستوں کی للچائی ہوئی نگاہیں پڑنے لگیں تو،

حیدرآباد کے مخصوص ماحول میں بھی نیا موڑ پیدا ہوا اور دیکھتے ہی دیکھتے ۳۸ء میں ملکی مجلس اتحاد المسلمین" نواب بہادر یار جنگ کی رہنمائی میں مسلمانانِ دکن کی "واحد اور نمائندہ سیاسی جماعت بن گئی"۔ جس کا بنیادی نصب العین دیگر اغراض و مقاصد کے علاوہ غیر مسلم برادرانِ وطن کے ساتھ روادارانہ تعلقات کو برقرار رکھتے ہوئے،

"مملکت اسلامیہ آصفیہ کی وحدت و خود مختاری کا تحفظ تھا۔"

نواب بہادر یار جنگ نے "مہدوی منزل" کو نہ صرف "بیت الامت" میں تبدیل کردیا" بلکہ جاگیر و منصب اور خطاب شاہی سے بھی دستبردار ہوگئے" اور ایک مخصوص طبقہ سے نکل کر آپ نے مسلمانانِ دکن اور مسلمانانِ ہند میں مرکزیت و اجتماعیت کا وہ عظیم جذبہ پیدا کیا کہ ! دکن کے حکومتی حلقے بوکھلا گئے' حیدرآباد ریذیڈنسی سے دہلی کے وائسرائے لاج تک زلزلہ کی کیفیت طاری ہوگئی اور وار دھائیں بھی مچ گئی :۔ عاشق رسول نواب بہادر یار جنگ کی خداداد بصیرت اور مسیحائی نے سرزمین دکن کو ایک نیا رنگ و آہنگ عطا کیا۔ ان کی آتش نواؤں میں زندگی کا پیغام تھا' ان کی خطابت میں پژمردگی کے لیے شادابی اور ناامیدی کے لیے بہار جاوداں کی بشارت تھی جس نے خواب غفلت میں پڑے ہوئے مسلمانوں کو چونکا دیا۔ بلحاظ فرقہ ملت کا ہر فرد اس مقناطیسی آواز کی طرف لپکا۔

قاسم رضوی :۔ مولوی سید محمد قاسم رضوی ایڈوکیٹ کو بطل جلیل حضرت قائد ملت کے ان قریبی ساتھیوں میں شمار کیا جاتا تھا جو اتحادی حلقوں میں گروہ مخلصین کے نام سے مشہور تھا پیکر اسلام نواب بہادر یار جنگ جب ۱۳۵۸ھ مطابق ۱۹۳۹ء میں متفقہ ملکی مجلس کے صدر منتخب ہوئے جب سے رضوی صاحب مجلس عاملہ کے رکن تھے۔

صدیقی ایثار : سید محمد قاسم رضوی کی شہرت "صوبہ گلبرگہ" کی مجلس کے اس تاریخی جلسہ ۳۹ء سے ہوئی۔ جس میں آپ نے مجلس کے سرمایہ کے لئے قائد ملت کی اپیل پر ملی مفاد اور وطنی صیانت' فلاح قوم اور دارالسلام کے لئے اپنی جملہ منقولہ اور غیر منقولہ جائداد کو جو "لاتور" میں تھی ملکی مجلس اتحاد المسلمین کو "ہبہ" کر دیا اور اپنے مالکانہ حقوق سے

جلسہ گاہ میں ہی بہ حق مملکتی مجلس تحریراً دستبردار ہو گئے۔ یہ کارنامہ کوئی معمولی نہ تھا آپ کے صدیقی کردار کے اس تاریخی ایثار و قربانی کی خبر بوئے گل کی طرح ملک کے گوشہ گوشہ میں پھیل گئی۔ جس وقت قاسم رضوی صاحب نے اپنے پورے اثاثہ زندگی کو ملت کے حوالہ کیا ہے وہ منظر بڑا ہی درد انگیز اور سبق آموز تھا۔ جب آپ نے مکان، ملکیات، کاشت کی زمین اپنے اور بیوی بچوں کے کپڑے و زیور، گھر کا ساز و سامان، پیشہ وکالت کی کتابیں اور نقد رقم جو گھر اور بنک میں جس قدر موجود تھی سب کچھ قوم کے حوالے کر دیا۔

صدیق دکن، جنون مجسم، رہبر فرزانہ :

فاروق اعظمؓ کے شیدائی لسان الامت نواب نواب بہادر یار جنگ نے اس ایثار و قربانی سے متاثر ہو کر جناب سید محمد قاسم رضوی کو گلبرگہ کے اس تاریخی جلسہ میں "صدیق دکن" کے معزز و مفتخر خطاب سے نوازا تھا۔ نیز "لاتور" کے ایک جلسہ میں بطل جلیل نواب بہادر یار جنگ نے رضوی صاحب کو "رہبر فرزانہ" کہتے ہوئے فرمایا تھا کہ ! یہاں جو واقعات رونما ہوئے ہیں، مجلس لاتور کے صدر سید محمد قاسم رضوی کی فراست بے لوث صداقت اور جوش جنون محبت ان کو سلجھا دے گی۔ قائد ملت علیہ الرحمہ نے مزید ارشاد فرمایا تھا! ـــــ اللہ کے فضل سے مجھے ہر مقام پر ایسے کارکن مل گئے ہیں جن پر میں کامل اعتماد رکھتا ہوں، لیکن مجھے تلاش تھی "جنون مجسم" کی وہ لاتور میں مل گیا۔

سنہ ۱۹۴۴ء میں حضرت قائد ملتؒ کے انتقال کے بعد مولوی ابوالحسن سید علی ایڈوکیٹ (جن کا قائد ملت کی زندگی میں ان سے اختلاف[1] ہو گیا تھا) مملکتی مجلس کے صدر بنے لیکن کچھ عرصہ بعد ہی ملت کے

---

[1] قائد ملت نواب بہادر یار جنگ کے بام عروج سے تلملا کر چند مفاد پرست حاسدین اور اغیار کے آلۂ کار درباری ٹولے نے قائد ملت کے خلاف حضور نظام کے دل میں بدگمانی پیدا کرنے کی ایسی شرمناک سازش کی کہ آپ پر عتاب شاہی نازل ہوا۔ چنانچہ حضور نظام نے در پردہ مولوی ابوالحسن سید علی کو (جو مجلس کے قدیم لیڈر اور مہدوی طبقہ کے اہم فرد تھے) نواب بہادر یار جنگ کے مدمقابل کرنے کی کوشش میں باریاب کرتے رہے۔ واضح ہو موصوف سقوط حیدرآباد کے بعد کانگریس میں شریک ہو کر راجیہ سبھا کے ممبر بن گئے تھے۔

عدم اعتماد کی بناء پر صدارت سے ہٹنا پڑا۔ اور محترم مولانا میر مظہر علی کامل ایڈوکیٹ کو مجلس شوریٰ نے مملکتی مجلس کا صدر منتخب کیا۔ مولانا مظہر کے بعد

صدارت اور رضا کار تنظیم : سنہ ۱۹۴۶ء میں مملکتی مجلس اتحاد المسلمین کی صدارت جلیلہ پر صدیق دکن سید محمد قاسم رضوی کا انتخاب اس دور میں ہوا جب کہ برطانوی ہند میں اہم سیاسی تغیرات رونما ہو رہے تھے اور ہندوستان کی تقسیم و آزادی کے امکانات روشن تھے۔ اس صورت حال کے مد نظر مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت کے صدر اور قانون ساز اسمبلی میں مجلس کی اکثریتی پارٹی کے قائد صدیق دکن قاسم رضوی نے ملک کو درپیش خطرات سے بچانے کے لئے عظیم جدوجہد شروع کی۔

۱۱ر جون سنہ ۱۹۴۷ء کو فرمانروائے دکن جلالتہ الملک حضور نظام نے عالم وجود میں آنے والے نوزائد ڈومنین، ہندوستان یا پاکستان میں شمولیت نہ کرنے اور آزاد رہنے کے دستوری حق کا اعلان کیا۔

۱۵ر اگسٹ ۴۷ء کو ہندوستان کی آزادی کے بعد جب کہ سارے ہندوستان میں مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلی جا رہی تھی، لوٹ مار، اغوا، عصمت ریزی اور قتل و غارت گیری کا بازار گرم تھا۔ ہند کی فوج اور پولیس بھی علانیہ اپنے ہی ملک کے مسلمانوں کی تباہی اور خونریزی میں شریک تھی، حکومت ہند کی مشنری مفلوج، قانون کا احترام ختم اور امن و آمان تباہ ہو گیا تھا۔

اس وقت :۔ برصغیر ہندوستان میں صرف اور صرف ایک حیدرآباد کی آزاد اسلامی سلطنت ہی ایسی تھی جہاں امن و آمان، ہندو مسلم اتحاد و بھائی چارگی، مذہبی آزادی اور خوشحالی کا دور دورہ تھا۔ حیدرآباد کی "ہندو رعایا" چین و سکون کی بانسری بجا رہی تھی۔ لیکن شمالی ہند کے فرقہ پرستوں کی نظر میں حیدرآباد کے مسلم اقتدار کی عظمت ایک عرصہ سے خار بن کر کھٹک رہی تھی۔ چنانچہ دو سو سال کی غلامی سے آزاد ہوتے ہی ہند یونین اور اسٹیٹ کانگریس نے حیدرآباد کے مسلم اقتدار کے خاتمہ اور اس کی ہند یونین میں شرکت کے لئے دباؤ ڈالنے اور حیدرآباد کے اندرونی امن و امان کو درہم برہم کرنے کے لئے جب اپنے تخریبی منصوبوں پر عمل کرنا شروع

کیا تو ! صدر مملکتی مجلس قاسم رضوی نے حالات کی سنگینی
کے پیش نظر ملک کی سرحدوں کی حفاظت اور
بیرونی حملوں کی مدافعت اور اندرونی امن واتحاد
کی برقراری کے لئے اپنی حکومت کی مدد کرنے
"رضاکارانہ تنظیم" کو نیم فوجی بنیادوں پر مستحکم
کرنا شروع کیا۔

حیدرآباد کا کوئی محب وطن مسلمان ایسا نہ تھا جو اس "حب الوطنی تحریک" میں شریک نہ ہوا ہو یہاں تک کہ پردہ نشین خواتین بھی اس تنظیم سے وابستہ تھیں۔ عثمانیہ یونیورسٹی، کالجوں و مدارس کے طلباء اور عام نوجوانوں نے فوجی تربیت کو اپنا مطمح نظر بنا لیا تھا۔ ہر جگہ تجربہ کار ماہر فوجیوں کی نگرانی میں تربیت کے مراکز قائم کئے گئے تھے۔ مجلس کا ہر رکن اپنا روزمرہ کا لباس ترک کر کے ہمیشہ رضاکار ڈریس ہی میں ملبوس رہتا تھا کاروبار و نماز اور عیدین کے وقت بھی وردی میں رہتا حتی کہ اپنی شادی کے موقع پر بھی دولہا کے روایتی لباس کے بجائے اکثر و بیشتر رضاکار یونیفام ہی زیب تن کرتا تھا۔

"تنظیم رضاکاران میں ہندو برادران وطن بھی (جن میں لنگایت، سکھ، مرہٹے، راجپوت، ریڈی، کایستھ اور پست کردہ اقوام شامل ہیں)۔ ہزاروں کی تعداد میں شریک تھے اور کئی علاقوں میں رضاکار دستے کے سالار بھی تھے۔

ملک کی غیر مسلم اکثریت، رضاکار تنظیم اور اس کے قائد کو اپنے جان و مال اور عزت آبرو کا محافظ اور اپنے وطن کی سرحدوں کا نگہبان سمجھتے تھے۔ اسی لئے تو ۴۸ء میں حکومت ہند نے، حیدرآباد کی آزادی کی برقراری یا ہند یونین میں شرکت کے فیصلہ کے لئے اپنی ہی پیش کردہ "استصواب عامہ" کی شرط سے انحراف کیا تھا۔

رضاکار نظم و ضبط اور ڈسپلین کے پابند تھے۔ لیکن جب ملک دشمن تخریب کاروں اور

کمیونسٹوں کی شر انگیزی حد سے بڑھ جاتی اور حیدرآباد کے علاقوں پر ہندوستان کی سرحدوں سے مسلح دھاوے کئے جاتے تو رضاکار دستے ان کی سرکوبی اور مدافعت کا فرض بڑی دلیری سے انجام دیتے، بعض موقعوں پر خود قائد محترم رضوی صاحب بھی ہمارے ان دستوں کی سرکردگی کا فریضہ انجام دیتے تھے رضاکار تنظیم دیکھتے ہی دیکھتے انتہائی سرعت کے ساتھ پورے ملک میں پھیل گئی اور عالمی شہرت حاصل کرلی تھی۔

فیلڈ مارشل مجاہد اعظم سید محمد قاسم رضوی صدیق دکن نے چند ہی مہینوں میں جو جذبہ حریت و حب الوطنی اس تنظیم اور اہل ملک میں اُجاگر کیا تھا۔ اس کی نظیر دور حاضر میں بمشکل ملے گی۔ اس حقیقت کا اعتراف عالم اسلامی کی صحافت کے علاوہ یورپ کے مشہور اخبارات (ٹائمز آف امریکہ اور لندن ٹائمز) نے بھی اپنے آرٹیکل میں کرتے ہوئے نمایاں طور پر لکھا تھا!

حیدرآباد دکن کی آزادی کی محافظ تنظیم رضاکاران کے لیڈر مسٹر سید محمد قاسم رضوی نے قلیل عرصہ میں اپنی تنظیم اور "۲۵" لاکھ مسلمانان حیدرآباد میں
"آزاد رہنے کے لئے جو مرنے کا جذبہ پیدا کر دیا
وہ عصر حاضر کی تاریخ حریت کا اہم واقعہ ہے"

مولف

حیدرآباد میں جمہوریت مسلمانوں کی غلامی کا باعث ہوگی

جمہوریت کے شیدائی جمال الدین افغانی کا حیدرآباد کے دورِ ملوکیت میں وُرُود

جمہوریت کا شیدائی اور عمومیت کا وہ فدائی جس کا سرِ نیاز امیر شیر علی جیسے مستبد بادشاہ، خدیو اسمٰعیل جیسے..... سلطان اور ناصر الدین شاہ قاچار جیسے عظیم المرتبت شہنشاہ کے سامنے نہ جھکا اور جس کی آنکھیں فرنگی سیاست (وطاقت) کا مردانہ وار مقابلہ کرتی رہیں۔ ان کے راستے میں اگر شاہانہ اور ملوکانہ طاقتیں پڑتی تھیں تو وہ ان کو ہٹا کر آگے بڑھتے اور ان کی پروانہ کرتے تھے۔

پھر کیا وجہ ہے کہ شہنشاہیت کا دشمن ملوکیت کا قاتل جمال الدین دو سال حیدرآباد میں رہتا ہے اور یہاں کی با اقتدار ملوکیت کے خلاف ایک لفظ نہیں کہتا۔ اس لیے کہ وہ جانتے تھے کہ! ـ "جمہوریت حیدرآباد میں کیا حیثیت اختیار کرے گی اور کس جانب منتقل ہوگی" علامہ کے پیشِ نظر تسلط اسلامیہ کا استحکام تھا۔

علامہ جمال الدین کی دوربین نگاہیں مستقبل کے پردوں کو چاک کر کے سو برس آگے کی طرف دیکھ رہی تھیں کہ! ترکی، ایران، افغانستان اور مصر میں ملوکیت کی تباہی ایک اسلامی جمہوریت کے احیاء کا باعث ہوگی: ـ "لیکن حیدرآباد میں جمہوریت اسلام کی بیخ کنی اور مسلمانوں کی غلامی کے نتائج پیدا کرے گی۔" [۱]

---

[۱] علامہ جمال الدین افغانی کی صد سالہ یادگار کے جلسہ منعقدہ ۲۳ ڈسمبر ۱۹۳۹ء میں قائد ملت نواب بہادر یار جنگ کے بصیرت افروز خطبہ کا اقتباس، ماخوذ "بہادر یار جنگ کی سیاسی تقاریر" مرتبہ جناب نذیر الدین احمد۔

اغیار کے ایجنٹ سر مرزا اسمٰعیل کا وزارت عظمیٰ پر تقرر

قائد اعظم کی مخالفت حضور نظام کی ناراضگی

یہ حیدر آباد کی بدبختی تھی کہ! اگسٹ ۱۹۴۶ء میں وزارت عظمیٰ کے جلیل القدر عہدہ پر سر مرزا اسمٰعیل کا حضور نظام نے تقرر فرمایا۔ جس میں درباری سازش کار فرما تھی سر مرزا غیر حیدرآبادی کے علاوہ شمالی ہند کے ہندو زعمائے کے آلہ کار اور کانگریسی خیالات کے تھے۔

سر مرزا نے ۱۵ ر اگسٹ ۱۹۴۷ء سے پہلے ہی اپنے کانگریسی آقاؤں کو تحریری تیقن دیا تھا کہ حیدر آباد کو برطانوی اقتدار کے خاتمہ پر انڈین یونین میں شریک کرادیں گے۔

قائد اعظم محمد علی جناح اس سازش سے واقف ہو گئے تھے، اسی لیئے آپ نے مرزا اسمٰعیل کے تقرر کو منسوخ کردینے کا مشورہ دیتے ہوئے ایک مکتوب جناب زاہد حسین صدر المہام آصفیہ کے توسط سے حضور نظام کو بھجوایا تھا، اور پھر خود ہی حیدر آباد تشریف لاکر اعلیٰحضرت سے بالمشافہ گفتگو کی۔ لیکن پہلی ہی ملاقات میں کچھ ایسی، بدمزگی پیدا ہوگئی کہ،

قائد اعظم نے حیدر آباد میں ایک ہفتہ قیام کے دوران دوبارہ حضور نظام سے ملاقات نہیں کی۔ گفتگو کے ٹوٹنے کا سبب قائد اعظم کا حضور نظام کے سامنے سگار پینا کہا جاتا ہے (جیسا کہ کیمبل جانسن نے لکھا ہے) لیکن یہ غلط ہے بلکہ حضور نظام کی ناراضگی کا سبب صرف یہ تھا کہ، حضور نظام اپنے مصاحبین کی سازش کے زیر اثر اتنے متاثر تھے کہ اسمٰعیل کے خلاف کچھ سننے آمادہ نہ تھے۔

قائد اعظم اسلامیہ ہند نے اپنے قیام کے دوران سکندر آباد میں مسلمانوں کے

ایک عظیم اجتماع کو مخاطب کیا۔ قائدِ اعظم کی تقریر کو حضور نظام نے اخباروں میں پڑھا تو بہت پسند فرمایا اور خوشنودی کا اظہار کیا اور چاہتے تھے کہ!
قائدِ اعظم جناح سے ملاقات کر کے "پچھلی بدمزگی کو دور کریں"۔ لیکن "درباری سازش" نے اعلیٰحضرت کو ایسا کرنے نہ دیا۔

اگر حضور نظام اور قائدِ اعظم کی دوبارہ ملاقات ہو جاتی تو ممکن تھا کہ مرزا کا تقرر منسوخ ہو جاتا اور آزادیٔ ہند کے بعد مرزا اسمٰعیل کو دلی میں حیدرآباد کے خلاف شرمناک سازشوں کا وہ موقع نہ ملتا، جو انہوں نے سابق وزیرِ اعظم کی حیثیت میں کیں۔

سازش کا اقرار

قائدِ اعظم سے حضور نظام کی ملاقات کو روکنے کے لئے جو چال چلی گئی، اس سازش کا اقرار خود ایک درباری نواب ہوش یار جنگ نے اپنی کتاب "مشاہدات" میں کرتے ہوئے لکھا ہے کہ! ۔

(جب مسٹر جناح کی تقریر اعلیٰ حضرت نے اخباروں میں پڑھی تو بہت پسند فرمایا، چونکہ دوبارہ بالمشافہ ملاقات کا مسٹر جناح سے کوئی موقع باقی نہ رہا تھا۔ اس لئے "مہرِ سکوت" توڑنے کا ایک ذریعہ تحریر کو قرار دیا گیا۔ ایک مسودہ اسٹاف کی آنکھوں کے سامنے مکمل کر لیا گیا۔ جس میں اور باتوں کے علاوہ یہ لکھ دیا تھا کہ "جاتے وقت مل کر جائیے"۔
جس پر میرے دماغ میں تھوڑی دیر کے لئے ایک "سناٹا سا" پیدا ہوا، اور مجھے عرض کرنا پڑا کہ "پیر و مرشد قدرِ قدرت اعلیٰ حضرت ظلِ سبحانی کی شاہانہ خودداری کے منافی ہے کہ ان سے ملنے کی خواہش کی جائے۔

"راج ہٹ" چند ساعت تو رہی پھر سوچنے اور نتیجہ یہ ہوا کہ وہ مسودہ "مبیضہ" نہ ہو سکا۔ شہید یار جنگ (ایک دوسرے درباری) بھی یہی چاہتے تھے، انہوں نے بعد میں میرے مشورہ کی داد جیب سے دو سو روپے نکال کر دی۔ یہ واقعہ ایک ایسی شام کا ہے اگر انتہائی ہوتی تو کوئی (دین یار جنگ) اعلیٰحضرت کو یہ مشورہ بھی دیتے کہ ملاقات باز دیجئے

چلے سے "راک لینڈ" (جہاں مسٹر جناح کا قیام تھا) پہنچ جائیے تقریر کی داد بھی دیجئے اور پچھلی بدمزگی کو بھی دور کر لیجئے، یہ مشورہ اتحادی گروپ کے منشاء کے مطابق ہوتا۔ لیکن اس وقت ہم (ہوش یار جنگ اور شہید یار جنگ) وہاں موجود تھے۔

سر مرزا نے وزیر اعظم بننے کے بعد باب حکومت کا دستور بدلا تو سب سے پہلے زاہد حسین نے اس پر نکتہ چینیاں کیں۔ زاہد حسین کو ان کی مدت مقررہ کی تنخواہ دے دی گئی اور وزیر اعظم نے رخصتی دعوت کھلا کر فینانس وزیر کو رخصت کر دیا۔ اعلیٰحضرت نے باب حکومت (وزراء کی کونسل) میں ہندوؤں کے اضافہ کی۔ سر مرزا اسمٰعیل کی تحریک کو مسترد کر دیا۔ اور اعلیٰحضرت کے خیالات میں تبدیلی شروع ہو گئی) :-

مرزا کا استعفیٰ : قارئین ملاحظہ کر چکے ہیں کہ، قائد اعظم کی شدید مخالفت اور مشورہ کے خلاف حضور نظام نے اپنے درباری صاحبین کی سازش کے زیر اثر سر مرزا اسمٰعیل کا تقرر وزارت عظمیٰ پر کیا لیکن جب مرزا جی کے اغیار سے شرمناک تعلقات اور سازش کا بھانڈا پھوٹا تو، وہ خود ہی گھبرا کر موسم گرما کے بہانے چھٹی لے کر "نویں مہینے" میں سبکدوش ہونے اپنے میکے بنگلور چلے گئے۔ اور وہیں سے ۱۶ مئی ۱۹۴۷ء کو اعلیٰحضرت حضور نظام کی خدمت میں اپنا استعفیٰ بھیج دیا۔ نواب مہدی یار جنگ منصرم وزیر اعظم بنائے گئے۔

نواب چھتاری، وزیر اعظم : سر مرزا کے بعد نواب احمد سعید خاں چھتاری دوسری بار ۲۱ جولائی ۱۹۴۷ء کو وزارت عظمیٰ پر فائز کئے گئے۔ نواب صاحب چھتاری اپنے گذشتہ چھ سالہ دور میں چاہتے تو حیدرآباد ایک بہت بڑی طاقت بن سکتا تھا۔

حیدرآباد میں کسی چیز کی کمی نہ تھی، اگر کمی تھی تو صرف "باب حکومت" میں ملک کے بہی خواہ کی جس کا شکوہ حضرت قائد ملت نواب بہادر جنگ ہمیشہ کیا کرتے تھے

(مولف)

کسی بھی ڈومنین میں شمولیت نہ کرنے حضور نظام کا فیصلہ

(محکمہ اطلاعات سرکار عالی)

اعلیٰحضرت جلالۃ الملک حضور نظام میر عثمان علی خان بہادر خسروئے دکن و برار نے ہندوستان سے برطانوی اقتدار کے خاتمہ پر کسی بھی ڈومینین میں شمولیت نہ کرنے اور کامل خود مختار و آزاد رہنے کے فیصلہ کا اعلان ۱۱؍جون ۱۹۴۷ء کے فرمان مبارک میں فرمایا تھا۔ اور اپنے دستوری موقف پر مہر توثیق ثبت کرتے ہوئے ۲۱؍اگسٹ ۴۷ء کو شاہی فرمان صادر کیا کہ!

۱۵؍اگسٹ ۱۹۴۷ء

کے بعد

"جس طرح بھارت اور پاکستان آزاد و خود مختار مملکتیں ہیں۔ اسی طرح حیدرآباد بھی ایک آزاد و خود مختار مملکت ہے جو

کسی بھی ڈومنین میں شرکت نہیں کرے گا"

ہند یونین سے گفت و شنید۔ وفد کی تشکیل
باعزت معاہدہ کے لئے حضور نظام کی ہدایت

ہندوستان کی آزادی کے بعد ظل سبحانی جلالۃ الملک حضور نظام نے حکومت ہند سے باعزت سیاسی سمجھوتہ کی گفت و شنید کے لئے ایک وفد ہز اکسلنسی نواب صاحب چھتاری صدر اعظم بہادر کی قیادت میں تشکیل فرمایا۔ وفد کے ارکان میں حضور نظام کے مشیر دستوری سر والٹر مانکٹن اور سر سلطان احمد[ل] شامل تھے۔

کئی مذاکرات کے بعد ۱۶ ر اکٹوبر ۴۷ء کو شاہ دکن بندگان اقدس حضور نظام نے حیدر آبادی وفد کو اس ہدایت کے ساتھ دلی روانہ کیا کہ !

حیدر آباد کی آزادی و خود مختاری کو متاثر کئے بغیر
ہند یونین سے امور خارجہ و دفاع اور مواصلات پر
"مساویانہ" حیثیت سے دوستی کا معاہدہ کیا جائے"۔

اسی بنیاد پر وفد اپنے ساتھ ایک تجویز جو کونسل کی متفقہ تھی لے کر دلی گیا۔

[ل] موصوف وہ ذات شریف ہیں جو قائد اعظم کی ہدایت کو نظر انداز کر کے وائسرائے ہند کی کونسل میں شامل ہو گئے تھے اور مسلم لیگ سے نکالے گئے۔ پھر حیدر آباد آکر ایک اعلیٰ عہدہ پر فائز ہوئے اور حق نمک اس طرح ادا کیا کہ آزادی ہند کے بعد انڈین یونین سے ساز باز کر لی۔

(مولف)

وفد کا دلّی میں سازشی رویہ : دلّی میں حیدرآبادی وفد سے بات چیت کے لئے حکومت ہند حیدرآباد کے تجاویز کو مسترد کرتے ہوئے اپنا تیار کردہ' ایک مسودہ معاہدہ حیدرآبادی وفد کے ہاتھ میں تھمادیا کہ وہ اس پر حضور نظام کے دستخط حاصل کرکے لائے۔ اس مسودہ معاہدہ کی شرائط وہی تھیں جو کہ' حکومت ہند اور دیگر چھوٹے والیان ریاست کے مابین طے پائے "دستاویز شرکت" میں درج ہیں۔

اس مسودہ معاہدہ پر جو شرکت اور غلامی کے مماثل اور حضور نظام کی ہدایت و منشا' کے خلاف تھا' اس پر وفد نے دلی میں اپنی رضامندی کا اظہار کیا (یہ حیدرآباد کے خلاف ایک سازش تھی جس کے سرغنہ سر سلطان احمد اور شریک کار سر والٹر تھے)۔

مسودہ غلامی کے ساتھ وفد کی واپسی : حیدرآبادی وفد دلّی میں لارڈ ماؤنٹ بیٹن گورنر جنرل ہند' پنڈت جواہر لال نہرو وزیر اعظم' سردار ولبھ بھائی پٹیل نائب وزیر اعظم و وزیر داخلہ اور مسٹر وی پی مینن معتمد داخلہ ہند سے تقریباً ایک ہفتہ گفت و شنید کے بعد ـــــ حیدرآباد کی تجاویز کو جمنا میں غرق کرکے' ہندوستان کے مسودہ معاہدہ کو سر پر رکھ کر ۲۲ر اکٹوبر کو حیدرآباد واپس آیا تاکہ حضرت اقدس و اعلیٰ کی منظوری حاصل کی جائے ـــــ اس مسودہ معاہدہ کو رودِ موسیٰ میں ڈالنے کی بجائے قائد وفد نواب صاحب چھتاری وزیر اعظم نے ۲۶ر اکٹوبر کی شام توثیق کے لئے کونسل میں پیش کیا کونسل میں ملک و مالک کے بہی خواہ وزراء عزت مآب پنگل وینکٹ راما ریڈی' عبدالرحیم' عزت مآب معین نواز جنگ نے جو ٹھیٹ حیدرآبادی ہیں' غلامی کے اس مسودہ کی شدید مخالفت کی (جس کو لے کر وفد نے ۲۷ر اکٹوبر کی صبح دلی پرواز کرنے والا تھا)۔

اس سازش کو عین وقت پر کس طرح مجلس نے ناکام بنایا ملاحظہ ہو!

مجلس کا راست اقدام : اسی رات (۲۶ر اکٹوبر ۱۹۴۷ء کو) ملت اسلامیہ دکن کی واحد اور نمائندہ سیاسی جماعت مجلس اتحاد المسلمین

کی مجلس عاملہ کا ہنگامی اجلاس منعقد ہوا، اجلاس میں، اجرائی کار کے اس راضی نامہ کے متن پر تفصیلی غور و خوص کیا گیا۔ جو حیدرآبادی وفد نہرو یونین کی جانب سے لایا ہے۔ اجلاس میں طے پایا کہ حکومت اسلامیہ دکن کی آزادی و خود مختاری کی بقا اور پرچم آصفی کی سربلندی جو مجلس کا بنیادی نصب العین اور مسلک ہے[1]

قطعاً اس امر کو برداشت نہیں کر سکتی کہ، تخت و تاج آصفی پر وار چلانے کی اس طرح کوئی سعی کی جائے۔ مجلس عاملہ نے راست اقدام کے طور پر سب سے پہلے ملت کے نمائندے مولوی محمد عبدالرحیم صدر المہام کو ہدایت کی کہ وہ وزارت سے مستعفی ہو جائیں اور فوراً بارگاہ جہاں پناہی میں اپنا استعفیٰ گزران دیں۔ مجلس عاملہ کا اجلاس رات دیر گئے تک جاری رہا۔

آنریبل رحیم کا استعفیٰ : چنانچہ اس راضی نامہ کے مسودہ کے خلاف پیش کردہ ضروری اور بنیادی ترمیمات کی کونسل کے اجلاس میں عدم قبولیت کے خلاف، عین جذبہ وفاداری و جاں نثاری کے ساتھ احتجاج کرتے ہوئے مجلس کی ہدایت پر، آنریبل صدر المہام مولوی عبدالرحیم نے حضرت اقدس و اعلیٰ جلالۃ الملک کی خدمت میں اپنا استعفیٰ اس معروضہ کے ساتھ پیش کیا کہ !

فدوی جاں نثار حضرت جہاں پناہی کے مشیر کے اعزاز پر فائز رہتے ہوئے یہ نہیں دیکھ سکتا کہ، شاہان آصفیہ کی عزت خاک میں مل جائے اور دولت آصفیہ غلامی کا دوامی پٹہ اپنی گردن میں ڈال لے۔ خادم اپنا فرض سمجھتا ہے کہ، آقائے ولی نعمت اور ملت اسلامیہ پہ سے قربان ہو جائے۔

---

[1] قائد ملت نے مئی ۱۹۴۱ء میں مملکتی مجلس کے سالانہ اجلاس میں آصفی پرچم کی رسم کشائی انجام دیتے ہوئے اعلان کیا تھا !

ہم اقتدار آصفیہ اسلامیہ میں ذرہ برابر کمی کو برداشت نہیں کر سکتے۔ پرچم آصفی کی عظمت کو گھٹنا گوارا کرو گے تو موت (غلامی) سے دوچار ہونا پڑے گا۔ تخت و تاج آصفی کے اقتدار میں ذرہ برابر کمی کا عقیدہ رکھنے والا، میرے نزدیک باغی ہے اور واجب القتل ہے۔

شاہ منزل پر عدیم النظیر پُرامن مظاہرہ سازش ناکام

۲۶ / اکتوبر ۱۹۴۷ء کی شب اجلاس عاملہ کے بعد رات ڈھائی بجے مجلس کے ہیڈ کوارٹر دارالسلام سے یہ اطلاع شہر میں گشت کرائی گئی کہ انتظام جاریہ سے متعلق سمجھوتہ کی دستاویز وفد صبح ۹ بجے (۲۷ / اکتوبر ۱۹۴۷ء) کو نئی دہلی لے جارہا ہے تاکہ اسے لارڈ ماؤنٹ بیٹن گورنر جنرل ہند کے حوالے کیا جائے۔

(رضاکار سالاروں نے جن میں راقم الحروف (مظہر الدین) بھی شامل تھا' اپنے اپنے علاقوں میں مسلمانوں کو ان کے گھروں پر جاکر اٹھایا اور بتایا کہ اجرائی کار کے راضی نامہ میں جو تجاویز درج ہیں' اس سے حیدر آباد کا آزادانہ موقف باقی نہیں رہے گا) اس لئے مسلمان "شاہ منزل" وزیر اعظم کی قیام گاہ پہنچ کر وفد کی روانگی کو روک دیں ـــــ یہ خبر جنگل کی آگ کی طرح سارے شہر میں پھیل گئی اور مسلمان جو اس وقت اپنے گھروں میں محوِ خواب تھے. بستروں سے اٹھ کر جوق در جوق شاہ منزل کی طرف روانہ ہونے لگے

مسلمانوں کا پہلا دستہ قریب چار بجے صبح شاہ منزل پہنچ گیا اور صبح فجر تک پچاس ہزار سے زائد مسلمان جمع ہوگئے۔ اور وہیں شاہ منزل کے سامنے وسیع میدان میں نماز فجر ادا کی۔ اس موقع پر اسلامی اخوت اور نظم و ضبط کا ایک ایسا روح افزا سماں بندھ گیا تھا کہ قرونِ اولیٰ کی یاد تازہ ہوگئی۔ نماز کے بعد مسلمانوں نے انتہائی خشوع و خضوع سے مملکت اسلامیہ آصفیہ کی آزادی کی برقراری کے لئے دعا مانگی۔ مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد طیران گاہ حکیم پیٹ بھی پہنچ گئی تھی.

لیک ویو گیسٹ ہاؤز پر جہاں سر والٹر مانکٹن اور سر سلطان احمد ارکان وفد مقیم

تھے، فوج اور پولیس کا پہرہ متعین کر دیا گیا تھا۔ مجمع بہت ہی پرامن تھا اس عرصہ میں جب صدر محترم قاسم رضوی اپنے مجلسی رفقائے کے ساتھ شاہ منزل پہنچے تو شاہ عثمان زندہ باد کے فلک شگاف نعروں سے فضاء گونج اٹھی۔ ملت اسلامیہ دکن کے خدمت گذار رہنماؤں نے شاہ منزل میں وزیر اعظم سے ملاقات کی۔

وزیر اعظم کی بارگاہ ہمایونی میں طلبی

اسی دوران بارگاہ ہمایونی سے طلبی پر وزیر اعظم نواب سعید الملک بہادر چھتاری اور نواب دین یار جنگ صدر ناظم پولیس بارگاہ خسروی میں شرف باریابی کے لئے عازم "کنگ کوٹھی" ہوئے۔ مولوی عبد الروف صاحب رکن عاملہ مجلس بھی کنگ کوٹھی مبارک تک ساتھ رہے۔ آدھے گھنٹے بعد فضیلت مآب نواب سعید الملک بہادر، حضرت بندگان عالی کے فرمان مبارک کے ساتھ واپس تشریف لائے اور مولوی قاسم رضوی صاحب کو فرمان مبارک سے آگاہ کیا تب محترم قاسم رضوی صاحب نے اعلان کیا کہ!

حسب فرمان خسروی جلالتہ الملک" وفد کی نئی دہلی کو روانگی ملتوی کر دی گئی ہے" اور جلدی ہی آپ اس سے زیادہ خوشخبری سنیں گے، اس لئے مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ پرامن طور پر لوٹ جائیں مجمع اپنے قائد کے حکم کی پابندی کرتے ہوئے پرسکون طریقہ پر انتہائی نظم و ضبط کے ساتھ منتشر ہو گیا۔

کنگ کوٹھی میں کونسل کا اجلاس :

اسی دن ۲۷/ اکتوبر ۴۷ء کو جلالت الملک اعلحضرت حضور نظام کے حکم پر (تاریخ میں پہلی بار) کنگ کوٹھی مبارک میں کونسل کا خصوصی اجلاس صبح ۱ بجے طلب کیا گیا۔ جو ڈھائی گھنٹہ تک جاری رہا۔ تمام وزرائے کونسل نے شرکت کی، نواب دین یار جنگ بھی اجلاس میں موجود تھے لیکن سر والٹر مانکٹن اور سر سلطان احمد نے اس اجلاس میں

شرکت نہیں کی ۔۔۔ ظہرانہ کے بعد حضور نظام نے وزیر اعظم بہادر کو دوبارہ باریاب فرمایا۔ ۴ بجے شام کونسل کا اجلاس پھر منعقد ہوا۔

رضوی صاحب بارگاہ سلطانی میں: اسی شام ۶ ۱/۲ بجے ظل سبحانی جلالت الملک نے مولوی سید محمد قاسم رضوی صاحب کو کنگ کوٹھی مبارک میں باریاب فرمایا اور ایک گھنٹہ تک شرف تکلم بخشا۔ رات میں حکومت حیدرآباد نے وفد کی روانگی کے التواء کی اطلاع حکومت ہند کو دے دی۔

اس دن دونوں شہروں (حیدرآباد اور سکندرآباد) میں مکمل کاروبار اور بازار بند رہا۔ لیکن کہیں بھی کوئی خفیف سا بھی ناخوش گوار واقعہ نہیں ہوا۔ صدر مملکتی مجلس مولوی قاسم رضوی اور معتمد عمومی مولوی ابوالخیر صدیقی، مولوی یامین زبیری اور دیگر قائدین نے پورے شہر کی گشت کی اور جب صدیق دکن رات دس بجے دارالسلام لوٹے تو مسلمانوں کے کثیر اجتماع کو منتظر پایا جو کونسل کے اجلاس کا نتیجہ اور حیدرآباد کی قسمت کا فیصلہ سننے کے لئے بے چین تھا۔

صدیق دکن کی تقریر: صدیق دکن نے مسلمانوں کے اس کثیر اجتماع کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ! رات میں مسودہ کے کونسل میں پیش ہوجانے کے بعد ہمارے نمائندوں کو معلوم ہوا کہ "حقیقت میں کیا ہو رہا ہے"۔ ان سے اصل واقعہ رات دیر گئے معلوم ہوا، جب کہ وفد کو پرواز کرنے میں چند گھنٹے باقی رہ گئے تھے۔ آپ نے اپنے کو بچانے، اپنے بادشاہ کے اقتدار کلی کو بچانے کی کوشش کی اور وفد کو روک لیا۔ قائد ملت مرحوم نے اتحاد، تنظیم، نظم وضبط اور بیداری کا جو عظیم جذبہ پیدا کیا اور سیاسی مسلک متعین کیا تھا۔ آج اس کا آپ نے مظاہرہ کیا، جو شاید دنیا میں کوئی اور نہ کر سکتا تھا۔ آپ کے یہ عزائم اپنے ملک اور بادشاہ کے لئے وفاداری اور جانثاری کے ساتھ تھے۔ نیک نیتی کے ساتھ تھے۔

صدر محترم قاسم رضوی نے مسلمانوں کو اطمینان دلاتے ہوئے کہا کہ ! مسلمان پریشان خاطر نہ ہوں، تین دن کے لئے وفد کی روانگی ملتوی کردی گئی ہے اور اس عرصہ میں ایک باوقار اعلان کا امکان ہے۔ خدائے بزرگ و برتر سے امید ہے کہ حالات سازگار ہو جائیں گے۔ مسلمان اس پُرامن فضاء کو بہر قیمت باقی رکھیں اور اغیار کو جو آپ کے خلاف سازش کر رہے ہیں کسی شکایت کا موقع نہ دیں۔

(مولف)

کسی بھی یونین میں شامل نہ ہونے کا فیصلہ برقرار رہے گا

حکومت کا اعلامیہ (عذر گناہ)

۲۸ر اکٹوبر ۱۹۴۷ء کو سرکاری اعلامیہ میں حکومت نے کہا کہ !

بلدہ حیدرآباد میں ایک دو روز سے یہ افواہ عام ہے کہ حکومت حیدرآباد نے انڈین یونین میں شرکت کا فیصلہ کرلیا ہے یا عنقریب کوئی ایسی دستاویز تکمیل پانے والی ہے جو شرکت کے مماثل ہوگی۔ اس ضمن میں حکومت سرکار عالی اس امر کا اعادہ کرنا چاہتی ہے کہ،

اعلیٰحضرت بندگانِ اقدس نے اپنے متعدد "فرامین" میں جس حکمت عملی کو واضح فرمایا ہے اور اس امر کی صراحت فرمائی ہے کہ !

" حیدرآباد کا فیصلہ کسی بھی یونین (بھارت یا پاکستان) میں شمولیت کا نہیں ہے۔"

اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی ہے اور نہ ہی ایسی کوئی تبدیلی حکومت کے پیش نظر ہے ـــــ واقعہ صرف اس قدر ہے کہ، حکومت حیدرآباد اور انڈین یونین کے درمیان گزشتہ کئی ماہ سے اس امر کی نسبت گفت و شنید ہو رہی ہے کہ ان کے مابین باعزت سیاسی سمجھوتہ قائم ہو۔

(اعلامیہ میں یہ وضاحت کی گئی کہ) حیدرآبادی وفد آخری مرتبہ (۱۶ اکتوبر کو) اپنے ساتھ ایسی تجاویز دہلی لے گیا تھا جو "کونسل کی متفقہ تھیں" اور جن کی نسبت ملک کے بعض ایسے غیر سرکاری ذمہ دار نمائندوں سے بھی جو حکومت کے ساتھ تعاون عمل کر رہے ہیں مشاورت کرلی گئی تھی۔ لیکن یہ تجاویز یونین گورنمنٹ کے لئے قابل قبول ثابت نہیں ہوئیں اور نہ یونین اس کے بجائے دوسری تجاویز روانہ کیں۔ جن پر کونسل کے اجلاس میں اراکین نے جو آراء ظاہر کی تھیں، وہ ملاحظہ خسروی میں گزرانی جا چکی ہیں اور اب یہ مسئلہ حضرت حکیم السیاست کے زیر غور ہے۔ اور جو بھی قدم اُٹھایا جائے گا وہ حضرت بندگان اقدس کے حکیمانہ فیصلہ کا تابع ہوگا۔"

حکومت سرکار عالی اس موقع پر عوام کو اس امر کا اطمینان دلانا چاہتی ہے کہ: حضرت بندگانِ اقدس حضور نظام کے وقار اور اقتدار کا تحفظ ہر وقت اس کے پیش نظر رہا ہے اور آئندہ بھی ہمیشہ رہے گا۔

(اطلاعات)

خوشگوار تبدیلی نواب معین نواز جنگ کی قیادت میں جدید وفد کی تشکیل

حیدرآباد کے موجودہ سیاسی حالات میں ایک نیا موڑ اور خوشگوار تبدیلی رونما ہوئی :— ۲۴ر اکتوبر ۴۷ء کو اعلحضرت جلالت الملک حضور نظام نے حکومت ہند سے گفت و شنید کو جاری رکھنے کے لئے سابقہ وفد کو سبکدوش کر کے نواب معین نواز جنگ کی قیادت میں جدید دستوری وفد کی تشکیل کا حکم صادر فرمایا۔ وفد کے ارکان میں عزت مآب جناب پنگل وینکٹ راما ریڈی اور عزت مآب مولوی محمد عبد الرحیم تھے ——

حیدرآباد کا جدید دستوری وفد" اسی تجاویز" کو لے کر ۳۱ر اکتوبر کو دلی روانہ ہوا." جو سابق میں مسترد ہو چکا تھا"۔

اس وفد کے تعلق سے صدیق دکن قاسم رضوی صاحب نے کہا! اخلاق جراءت رکھنے والے ملک کے بہی خواہوں کو منتخب کیا گیا یہ وفد صرف مسلمانوں کی ہی نہیں بلکہ لنگایت ، پست اقوام، سکھ اور دیگر تمام غیر مسلم حیدرآبادیوں کی آواز ہے۔ یہ وفد ٹھیٹ حیدرآبادی ہے جب کہ سابقہ وفد غیر دکنی تھا۔

وزیر اعظم کا استعفیٰ : ہز اکسلنسی وزیر اعظم نواب صاحب آف چھتاری نے بارگاہ خسروی میں استعفیٰ پیش کر دیا۔ جس کو اعلحضرت جلالت الملک نے شرف قبولیت عطا فرماتے ہوئے یکم نومبر ۴۷ء سے سبکدوشی کا حکم صادر فرمایا اور

نواب مہدی یار جنگ کو منصرم وزیر اعظم مقرر فرمایا ـــــ حکومت حیدرآباد اور حکومت ہندوستان کے مابین ایک باعزت سمجھوتہ کے لئے مسلسل گفت و شنید کا سلسلہ جاری رہا۔ حیدرآبادی وفد دہلی میں کی گئی بحث و تمحیث کو سمع ہمایونی تک پہنچاتا رہا۔

مونٹ بیٹن اور سردار پٹیل کی پریشانی

جدید وفد کی تشکیل پر رّدِ عمل

عزت مآب نواب معین نواز جنگ کی قیادت میں جدید وفد کی تشکیل کے اعلان سے حکومت ہند کو سخت پریشانی لاحق ہوئی جس کا اظہار ہندوستان کی وزارت داخلہ کے سکریٹری مسٹر وی پی مینن نے اپنی کتاب " انٹیگریشن آف دی اسٹیٹس " (ریاستوں کا اتحاد) میں کرتے ہوئے لکھا ہے!

حیدرآباد کے ان نئے تغیرات سے لارڈ بیٹن سخت پریشانی تھے خاص طور پر سابقہ وفد کی جگہ نئے وفد کی تشکیل پر !

سب سے زیادہ مایوس کن سردار پٹیل تھے ؛ انہوں نے مجھ سے (وی پی مینن) سے کہا تھا، ہمارے لئے اب معقول چارہ کار صرف یہ ہے کہ !

جس طیارے پر یہ نیا وفد آئے، اسی طیارے سے اسے واپس کردیں۔

سردار پٹیل کی دھمکی : ہندوستان کے نائب وزیر اعظم و وزیر داخلہ سردار ولبھ بھائی پٹیل نے ۱۹ ر نومبر ۴۷ء کو پارلیمنٹ میں کہا حیدرآباد

ہی ایک غیر جانبدار ملک ہے جس کے ساتھ فی الحال ہند میں شمولیت کے مسئلہ پر گفت وشنید جاری ہے جس کی نوعیت تبانا مفاد عامہ کے خلاف ہے۔ سردار پٹیل نے پارلیمنٹ کو بتایا کہ اس مہینہ کی ۲۵ ر تاریخ کو حیدرآبادی وفد سے گفت وشنید پھر ہوگی اس کے بعد بات چیت کے لئے مزید وقت نہیں دیا جائے گا۔

قاسم رضوی کا جواب : مولوی سید محمد قاسم رضوی صدر مملکتی مجلس نے ۱۲ ر نومبر کے صحافتی بیان نے کہا کہ :

تاریخ اسلام خود کو دہراتی ہے : ـــــــ مسلمان حق و صداقت اور آزادی پر جان دے کر رسولؐ کے نواسہ علیؓ کے جگر گوشہ فاطمہؓ کے لخت جگر حسینؓ کی طرح حیات دوامی حاصل کرسکتے ہیں۔

" لیکن غلامی کے لئے بیعت نہیں کرسکتے " ۔ نہ لارڈ مونٹ بیٹن گورنر جنرل ہندوستان کو اسکی ضرورت ہے کہ وہ ہندوستان کی فوجی قوت سے مجھے ڈرائیں نہ سردار پٹیل کو اس کی ضرورت ہے کہ اپنی طاقت و تخریب کی دھمکی دیں۔

قاسم رضوی صاحب نے کہا ! مجھ سے سن لیں بے شک ہندوستان کی فوج کثیر ہے اور اس کی فوجی قوت بہت بڑی قوت ہے ـــ لیکن میری اور ملت اسلامیہ دکن کی اس سے بڑی قوت ہے " شوق شہادت "۔

نوٹ :ـــ صدیق دکن قاسم رضوی صاحب کے اس مجاہدانہ عزم کے اظہار کے دوسرے ہی دن بھارتی حکومت مفاہمتی بات چیت کے لئے آپ کو دلی آنے کی دعوت دی ۔ محترم قاسم رضوی نے اپنی زندگی کو لاحق خطرات کی پرواہ کئے بغیر دلی جاکر، بھارتی حکمرانوں کے سامنے بھارت کی سرزمین پر ڈنکے کی چوٹ، جس حق گوئی کا اعلان کیا، اور باعزت مساویانہ معاہدہ کے لئے اپنے ملک کی جو کامیاب نمائندگی مجاہدانہ جرأت کے ساتھ کی، وہ دور حاضر کی تاریخ میں بے مثال کارنامہ ہے۔

(مولف)

فیصلہ کن گفتگو کیلئے قاسم رضوی کو دلی آنے حکومت ہند کی دعوت

= سردار پٹیل کا برقیہ =

مملکت حیدرآباد اور مملکت ہندوستان کے مابین ایک باعزت معاہدہ کے تعلق سے جاری گفت و شنید کو اختتام تک پہنچانے کے لئے حکومت ہند کی جانب سے وزارت داخلہ کے سکریٹری مسٹر وی۔ پی۔ مینن کا ایک خصوصی پیام مورخہ ۲۱ر نومبر کو مولوی سید محمد قاسم رضوی کے نام آیا۔ اسی دن شام میں سردار پٹیل کا برقیہ بھی قاسم رضوی صاحب کو وصول ہوا، جس میں آپ کو فیصلہ کن بات چیت کے لئے دلی آنے کی دعوت دی گئی تھی۔

مجاہدانہ عزم کے ساتھ روانگی : چنانچہ ملت اسلامیہ دکن کے بااعتماد و مخلص قائد مولوی سید محمد قاسم رضوی مورخہ ۲۲ر نومبر کی صبح عازم نئی دہلی ہوئے۔ طیران گاہ حکیم پیٹ پر آپ کو خدا حافظ کہنے کے لئے قائدین مجلس زعماء دکن اور ہند و مسلم عوام کا کثیر اژدھام تھا۔ اس موقع پر صدر مجلس نے عوام کو مخاطب کرتے ہوئے اس بات کا اعادہ کیا کہ میرا دستوری مسائل میں وہی نصب العین ہوگا جو کہ حیدرآباد کی مساویانہ حیثیت کو ہر صورت میں باقی رکھے،

میں مملکت حیدرآباد کے آزادانہ موقف اور وقار کے خلاف کوئی چیز قبول نہیں کروں گا ـــــ

دِلّی میں مصروفیت و نمائندگی : نئی دہلی سے پریس ایکسچنج کے نمائندے نے اطلاع دی کہ، آج شام ۵½ بجے قاسم رضوی کی سردار پٹیل اور دیگر ارباب حکومت ہند سے گفتگو کو دہلی کے سیاسی حلقوں میں بڑی اہمیت دی جارہی ہے کل بھی دوبارہ گفتگو جاری رہے گی۔

(نئی دہلی میں مولوی قاسم رضوی کی مصروفیت اور عالمی پریس کے نمائندوں کو دئے ہوئے انٹرویو اور پریس کانفرنس کو ہندوستانی پریس اور بیرون ہند کے اخبارات نے نمایاں جگہ دی۔)

حیدرآباد اور ہند یونین میں باعزت سمجھوتہ کا امکان

مسٹر رضوی عقابی نظر و سنجیدہ منطق کے مالک ـــــ

ـــــ اسٹیٹسمن کی رپورٹ ـــــ

۲۵ر نومبر ۱۹۴۷ء، نئی دہلی سے اخبار اسٹیٹسمن کا نامہ نگار خصوصی رقمطراز ہے کہ ! حکومت حیدرآباد اور انڈین یونین کے مابین جو گفت وشنید ہورہی تھی وہ اب ایک آخری منزل پر پہونچ گئی ہے۔

مسٹر قاسم رضوی جو حیدرآباد آئے ہوئے ہیں "عقابی نظر اور سنجیدہ منطق کے مالک ہیں"۔ مسٹر رضوی نے یہاں کہا، ہندوستان پر بیجا اقتدار جتانے کا اور حیدرآباد کی شمولیت کا بھوت سوار ہے۔ جب کہ ہم ہندوستان کے دوست اور حلیف رہنا چاہتے ہیں۔ اگر ہندوستان ہماری آزادی و حریت کا خیال نہیں کرے گا تو ہم صرف یہی کرسکتے ہیں کہ !

آزاد جینے کے لئے مردانہ وار مرنے کا عزم کرلیں، میرے اس ارادے میں "۴۵" لاکھ مسلمان بھی شامل ہیں۔

مسٹر رضوی نے انٹرویو میں بتایا کہ ہم ہندوستان یا پاکستان کا " جوا " قبول کرنا نہیں چاہتے ہم صرف اپنے حق کی حفاظت چاہتے ہیں۔ فرقہ واری صورت حال کے متعلق مسٹر رضوی نے بتایا کہ حیدر آباد کے خلاف ہندوستانی پریس کا پروپگنڈہ شر انگیزی پر مبنی ہے۔ ہندوستان اور پاکستان کے مقابلہ میں حیدر آباد ایک جنّت ارضی ہے۔ مسٹر رضوی سے جب یہ سوال کیا گیا کہ "کیا آپ پاکستان میں شرکت چاہتے ہیں! موصوف نے پُر زور طریقے سے کہا " نہیں "۔

مسٹر رضوی نے پریس کانفرنس میں کہا! معاشی اور جغرافیائی وجہ کی بناء ہم ہندوستان سے دوستانہ تعلقات رکھنا چاہتے ہیں۔ موصوف نے طمانیت دلائی کہ وہ اور ان کی جماعت انتظام جاریہ سے متعلق عارضی سمجھوتہ کو قبول کرنے تیار ہے۔ بشرطیکہ اس کی بنیاد وہی ہو جو کہ حیدر آباد کا موجودہ دستوری وفد اپنے ساتھ لایا ہے۔

مسٹر رضوی نے کہا، اگر ہم اس مقصد میں ناکام رہے تو سمجھیں گے کہ یہ مشیعت ایزدی تھی، اگر چہ یہ ایک سانحہ ہوگا " مگر ہمیں اس کے لئے تیار رہنا چاہئیے "۔ اسٹیٹسمن نے اپنے اداریہ میں لکھا کہ!

ہندوستان کی آہنی شخصیت سردار پٹیل نے حیدر آباد کی مسلم نمائندہ جماعت کے صدر مسٹر قاسم رضوی کو گفت وشنید کے لئے مدعو کیا ہے۔ مسٹر رضوی کی اہمیت ان پر مسلمانوں کا اعتماد اور ان کے دوبارہ صدر منتخب ہونے اور سابقہ حیدر آبادی وفد کی سبکدوشی سے ظاہر ہے۔ لارڈ ماونٹ بیٹن کی حیدر آباد کے جدید وفد سے گفتگو کے لئے لندن سے دہلی کو واپسی اور مسٹر قاسم رضوی کی سردار پٹیل اور دیگر ارباب اقتدار سے گفت وشنید کے نتیجہ میں توقع بندھ جاتی ہے کہ " ہند یونین اور حیدر آباد کا مسئلہ چاہے عارضی ہی کیوں نہ ہو باعزت طے پاجائے گا "۔ مسٹر رضوی نے امور خارجہ دفاع اور مواصلات کے تین امور پر اپنا ادعاء

حکومت ہند پر واضح کیا۔"

قاسم رضوی کی واپسی' کامیاب نمائندگی

سردار پٹیل سے کھری گفتگو'

گاندھی جی اور راجہ جی سے ملاقات

۲۵ نومبر کی رات دار السّلام میں ہزاروں مضطرب و بے چین مسلمان اپنے قائد کی سردار پٹیل سے گفتگو کی تفصیلات سننے جمع ہوئے۔ صدیق دکن مولوی سید محمد قاسم رضوی نے اپنی آمد کے فوری بعد اجتماع کو مخاطب کرتے ہوئے کہا!

میری جان کی فکر کرنے والو' میرے لئے اللہ کی بارگاہ میں دعا کرنے والو' خدائے قدوس تمہیں اسلام کا مجاہد بنا کر زندہ رکھے۔ میں سردار پٹیل کی دعوت پر اتمام حجت کے لئے دہلی گیا تھا' وہاں دیکھا کہ حیدرآباد کی حکومت اور مسلمانوں کے خلاف پروپگنڈہ اپنی پوری قوت کے ساتھ جاری ہے' حیدرآباد اور مسلمانوں کے حالات ساری دنیا کے سامنے رکھنا بھی میرا مقصد تھا۔ سردار پٹیل نے مجھے دعوت نامہ بھیجا اگر میں اس دعوت کو قبول نہ کرتا تو دنیا کے سامنے ہندوستان کے پروپگنڈہ کو صحیح ثابت کرنا تھا۔ میں نے دہلی میں دیکھا کہ جو کچھ ہیں صرف سردار پٹیل گاندھی جی کی مہاتمائی بے بس' پنڈت نہرو بے کس' کانگریس ورکنگ کمیٹی معطل اور حکومت کی مشنری بے بس اگر کوئی برسرکار ہے تو صرف سردار پٹیل کی ذات۔

یہ ہماری بدنصیبی تھی کہ سابقہ وفد جن کو ہم سے دُور کا واسطہ تھا نہ پاس نمک' سردار پٹیل کے دروازہ پر جاکر بھیک مانگی' مونٹ بیٹن کے آستانہ کی جبہ سائی کی' مگر اللہ کا شکر ہے کہ

آج حیدرآباد کی نمائندگی حیدرآبادی کر رہے ہیں۔ صدر محترم نے بتایا کہ' سردار پٹیل سے پہلے دن مختصر اور دوسرے دن تفصیلی گفتگو ہوئی۔

سردار پٹیل نے جیسا کہ ان کی عادت ہے' مجھ سے بھی آمرانہ انداز میں گفتگو شروع کی لیکن کچھ ہی لمحوں میں انہیں اچھی طرح محسوس ہو گیا کہ میں غریب مسلمانوں کا نمائندہ ہوں حکومت کا نہیں۔

میں نے مسلمانوں کے نقطہ نظر کو غیر مبہم اور صاف طور پر واضح کر دیا۔ شاید ان کی عمر میں پہلا موقع تھا کہ انہوں نے اس درجہ "کھری کھری سنی"۔ میں نے سردار پٹیل پر ظاہر کر دیا کہ!

" حیدرآباد ہر باعزت سمجھوتہ کے لئے آمادہ ہے لیکن وہ اپنی آزادی کے بنیادی اصولوں سے کبھی ہٹ نہیں سکتا" اور امور خارجہ' دفاع اور مواصلات سے متعلق اپنی فطری حق سے دستبردار نہیں ہو سکتا۔ آپ نے بتایا کہ' گفت و شنید کے نتیجہ میں باعزت معاہدہ کا امکان ہے۔ کارگزار گورنر جنرل ہند مسٹر راج گوپال چاری سے بھی دو دفعہ بہت مفصل اور مخلصانہ تبادلہ خیال رہا' میں نے راجہ جی کو انتہائی سنجیدہ اور صلح کل پایا اور ان ہی کی خواہش پر میں نے گاندھی جی سے بھی ملاقات کی ـــــ اس ملاقات میں گاندھی جی نے پُرامن سمجھوتہ کی تمنّا کا اظہار کیا' میں نے گاندھی جی کو اطمینان دلایا کہ' میں بھی آپ کی اس تمنّا میں شریک ہوں اور آپ کو اس امر کا یقین دلاتا ہوں کہ!

مسلمان ہر قسم کے باوقار سمجھوتہ کے لئے جو حیدرآباد کی آزادی کو متاثر نہ کرے آمادہ ہے۔

سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے صدیق دکن قاسم رضوی نے کہا کہ حیدرآباد میں امن و امان کے تعلق سے ہندوستان کے غلط اور شر انگیزی پر مبنی پروپگنڈہ کے متعلق میں نے گاندھی جی کو حقیقی صورت حال سے واقف کرایا اور ان سے خواہش کی کہ' وہ "رانی امرت کور" کو جو اس وقت یہاں موجود ہیں' میرے ہمراہ حیدرآباد بھیجیں تاکہ وہ آزادانہ طور پر حیدرآباد کے صحیح حالات کا بطور خود مشاہدہ کر کے آپ کو اس سے آگاہ کر سکیں۔ آپ نے بتایا کہ' ریاستی محکمہ ہند

کے معتمد مسٹر وی۔ پی مینن سے بھی معاہدات کے مختلف اجزاء پر بہت تفصیلی گفتگو ہوئی اور بڑی حد تک اختلافات کو رفع کرنے کی کوشش کی گئی۔ اب یہ حیدرآباد کے دستوری وفد کا فرض ہے کہ، وہ گفتگو کو کامیاب بنائے۔

آخر میں مولوی سید محمد قاسم رضوی صدر مملکتی مجلس نے کہا کہ، میں اپنی حد تک دہلی سے مطمئن آیا ہوں اور یہ واضح کر کے آیا ہوں! حیدرآباد سے کسی باعزت معاہدہ کے سواء کوئی دوسرا معاہدہ اب نہیں لکھایا جاسکتا۔

باعزت معاہدہ کا اعلان، حکومت ہند کا اعلامیہ، قائد وفد نواب معین نواز جنگ کی مساعی،

معاہدہ انتظام جاریہ کی تفصیل

۲۶ نومبر ۱۹۴۷ء نئی دہلی۔ حکومت ہند کی وزارت داخلہ و ریاستی امور کے جاری کردہ ایک اعلامیہ میں کہا گیا ہے کہ ہند یونین اور حیدرآباد کے مابین معاہدہ انتظام جاریہ، حیدرآبادی وفد کے اتفاق سے طے پایا۔ اس معاہدہ کی حضور نظام سے منظوری حاصل کرنے، حیدرآبادی وفد کے قائد نواب معین نواز جنگ ارکان وفد کے ساتھ آج حیدرآباد واپس ہو گئے۔ توقع ہے کہ وفد معاہدہ پر حضور نظام کی منظوری اور دستخط لے کر ۲۸ نومبر کو دہلی واپس آئے گا۔

"اخبار ہندو" کا نامہ نگار دہلی رقمطراز ہے کہ! یہ معاہدہ ایک سال کے لئے ہے جو

۲۸؍ نومبر ۱۹۴۸ء تک جاری رہے گا' اس دوران ایک طویل المیعاد معاہدہ کے لئے آئندہ گفت وشنید ہوتی رہے گی۔

حیدرآباد کا دستوری وفد گذشتہ دنوں سے یہاں ہے اور وہ سردار پٹیل' مسٹر وی. پی مینن اور لارڈ مونٹ بیٹن سے باعزت معاہدہ کے لئے گفت وشنید کرتا رہا۔ باور کیا جاتا ہے کہ یہ معاہدہ انتظام جاریہ اس نوعیت کا نہیں ہے !! جو کہ ہندوستانی یونین نے دیگر ریاستوں سے طے کیا ہے۔" دیگر ریاستوں کے معاملہ میں " دستاویز شمولیت" اور معاہدہ انتظامات جاریہ ساتھ تھے۔ لیکن

حیدرآباد کا آزادانہ موقف : " حیدرآباد سے جو معاہدہ ہوا ہے اس سے ہندوستانی یونین میں شمولیت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔" اس معاہدہ انتظام جاریہ کے تحت حیدرآباد کی حد تک یہ مفہوم ہے کہ! ۱۵؍ اگسٹ ۱۹۴۷ء سے پہلے "جو موقف تھا وہ بدستور باقی رہے گا۔" اور ہندوستان اقتدار اعلیٰ کو اس طرح استعمال نہیں کرے گا' جیسا کہ ماضی میں تاج برطانیہ نے کیا۔

برار کا معاہدہ : اگسٹ ۴۷ء سے پہلے کے موقف کی برقراری کا مطلب یہ ہوگا کہ " برار" سے متعلق معاہدہ جو برطانوی اقتدار اعلیٰ کی تدفین کے ساتھ ہی دفن ہوگیا تھا۔ پھر سے تازہ ہوگیا ہے۔ چونکہ ہندوستان میں ہند یونین نے اب وہی جگہ لے لی ہے جو برطانوی ہند کو حاصل تھی۔ لہٰذا

اس معاہدہ کے تحت حکومت ہندوستان " برار" پر حضور نظام کے اقتدار کو قبول کرتی ہے اور یہ بھی قبول کرتی ہے کہ! حسب سابق حضور نظام کو سالانہ "۲۵" لاکھ رقم ادا کرے گی

امور دفاع' فوج واسلحہ : معاہدہ کے تحت حکومت ہند یونین' برطانوی ہند کی ہندوستانی فوج کو حیدرآباد سے واپس بلالے گی جو وہاں (سکندرآباد میں) موجود ہے۔ حضور نظام نے بیرونی ممالک سے حسب ضرورت اسلحہ اور آلات

حرب کے حصول سے متعلق اپنے حق پر اصرار کیا تھا' لیکن اب جو معاہدہ ہوا ہے اس کی رو سے طے ہوا کہ' اسلحہ کی فراہمی کی ذمہ داری حکومت ہند لیتی ہے جس کی خواہش حیدرآباد کرے گا اور جس کی حیدرآباد کو ضرورت ہوگی۔ نیز

معاہدہ کے تحت حکومت ہند کو اپنی فوج حیدرآباد کے کسی بھی علاقہ میں متعین کرنے کا کسی بھی صورت میں حق نہیں ہوگا۔

امور خارجہ : جہاں تک امور خارجہ کا تعلق ہے حضور نظام کی یہ خواہش تھی کہ' دنیا کے ممالک سے راست سفارتی تعلقات رکھیں۔ لیکن حکومت ہند خود اپنے تحفظ کے پیش نظر اس مطالبہ کو قبول کرنے سے قاصر تھی اور چاہتی تھی کہ' حیدرآباد بھی "میسور" کی طرح اسسٹنٹ کمشنروں کا تقرر عمل میں لائے۔ لیکن حیدرآباد جیسے وسیع رقبہ و آبادی اور اہمیت کی حامل بڑی مملکت کے لئے یہ خصوصیت بالکل غیر اہم تھی۔ گورجنرل لارڈ مونٹ بیٹن نے جو حیدرآبادی وفد سے گفتگو کر رہے تھے' کل شام کی آخری ساعتوں میں ان دونوں نزاعی امور کے بجائے ایک تیسری تجویز "ایجنٹ جنرل" کی پیش کی جس کو قبول کر لیا گیا ـــــ اور طے کیا گیا کہ معاہدہ کے تحت حضور نظام دولت مشترکہ کے ممالک میں اپنے ایجنٹ جنرل مقرر کر سکتے ہیں۔"

مواصلات و امور داخلہ : مواصلات ٹپہ و سکہ اور دیگر داخلی امور بھی حضور نظام کی حکومت کے تحت رہیں گے اور "ریذیڈنسی" پر حضور نظام کا قبضہ رہے گا۔ ایک اہم مسئلہ جس سے حکومت ہندوستان نے اتفاق کر لیا ہے وہ اس امر کا تیقن ہے کہ!

حکومت ہند' مملکت حیدرآباد کے خلاف باغیانہ سرگرمیوں
کی حوصلہ شکنی کرے گی ـــــ

ثالثی کی تجویز : حکومت ہند نے اس تجویز کو قبول کر لیا جس کو حیدر آبادی وفد نے پیش کیا تھا کہ، فریقین کے مابین کسی نزاعی اختلافات کی صورت میں نزاعی مسئلہ کو ایک ثالثی کے سپرد کر دیا جائے گا اور فریقین پر ثالثی کے فیصلہ کی پابندی عائد رہے گی۔

موجودہ شرائط قطعی مساویانہ : حیدر آباد کے جدید وفد نے نواب معین نواز جنگ کی قیادت میں ہند یونین سے مذاکرات کے بعد جو شرائط حاصل کی ہیں، وہ نواب صاحب چھتاری وفد کی حاصل کی ہوئی ہند یونین کی سابقہ شرائط کے مقابلہ میں جنہیں حیدر آباد نے قبول نہیں کیا تھا۔ موجودہ معاہدہ کی شرائط قطعی طور پر بہتر اور مساویانہ ہیں۔ (ہندوستانی پریس)

۴

محب وطن میر لائق علی، وزارت عظمیٰ پر

معاہدہ انتظام جاریہ سے ایک دن قبل اعلیٰ حضرت خلد اللہ ملکہ نے فرمان مبارک مورخہ ۲۸ نومبر ۱۹۴۷ء مطابق ۲۸ر دے ۱۳۵۷ فصلی کے ذریعہ حیدر آباد کے ایک نامور انجنیر وصنعت کار اور ملک کے مایہ ناز سپوت جناب میر لائق علی کو صدارت عظمیٰ پر فائز فرمایا۔ وزارت عظمیٰ جیسے جلیل القدر عہدہ پر کئی برسوں بعد ایک ملکی کے تقرر پر حیدر آباد کے ہند و مسلم عوام اور سیاسی لیڈروں نے خوشنودی اور اطمینان کا اظہار کیا۔

مولوی میر لائق علی نہ صرف حیدر آباد اور برصیغر ہند میں بلکہ یورپ اور امریکہ میں بھی ایک بڑے صنعت کار اور سیاسی سوجھ بوجھ کے ماہر کی حیثیت سے کافی مشہور رہے ہیں۔ موصوف نے ہی حیدر آباد میں ... برصیغر کی سب سے بڑی فیاکٹری، نظام شگر فیکٹری

کے نام سے قائم کی تھی اس کے علاوہ حیدر آباد سرسلک، سربلور پیپر ملز اور دیگر کئی صنعتی ادارے قائم کئے تھے۔

تقسیم ہند کے بعد مولوی لائق علی مجلس اقوام متحدہ میں پاکستان کی نمائندگی کا فریضہ انجام دے کر اعلیٰ صلاحیتوں کا لوہا منوا چکے تھے۔ پاکستان کی صنعتی ترقیات اور کراچی کی بندرگاہ کی توسیع و تعمیر نو کی ذمہ داریوں کے پیش نظر قائد اعظم گورنر جنرل پاکستان، مولوی "میر لائق علی" کی خدمات کو حیدر آباد کے حوالے کرنے تیار نہ تھے۔ لیکن پھر حالات کے مد نظر اور حضور نظام کی خواہش اور اصرار پر اجازت دے دی۔

(مولف)

معاہدہ انتظام جاریہ کی تکمیل مشترکہ دستخط

معاہدہ انتظام جاریہ جو حکومت ہندوستان اور حکومت آصفیہ اسلامیہ حیدر آباد دکن کے درمیان تکمیل پایا، حسب ذیل ہے:۔

معاہدہ جو آج بتاریخ ۲۸ نومبر ۱۹۴۷ء مابین ڈومینین آف انڈیا و اعلیٰحضرت حضور نظام خسروئے دکن و برار تکمیل پایا۔ ہرگاہ ڈومینین آف انڈیا و اعلیٰحضرت حضور نظام خسروئے دکن و برار کا مقصد و پالیسی یہ ہے کہ ہر دو کے باہمی مفاد کے لئے قریبی ارتباط اور دوستی کے ساتھ مل کر عمل کیا جائے۔

فقرہ اول: معاہدہ ہذا کے مندرجہ کسی امر سے ڈومینین آف انڈیا پر ایسا کوئی فرض عائد نہ ہوگا کہ،

(۱) اعلیٰحضرت حضور نظام کو داخلی امن کی برقراری میں مدد دینے کے لئے اپنی افواج بھیجے

اور نہ ہی اس کو یہ حق ہوگا کہ،

(۲) ممالک محروسہ سرکار عالی میں اپنی افواج متعین کرے۔

فقرہ دوم: اعلیٰحضرت حضور نظام اور گورنمنٹ آف انڈیا کو اس سے اتفاق ہے کہ حیدرآباد اور دہلی میں طرفین کے ایجنٹس جنرل کا تقرر عمل میں آئے۔

فقرہ سوم: معاہدہ ہذا کے مندرجہ کسی امر میں نہ تو پیرامونٹی (اقتدار اعلیٰ) کے کوئی اختیارات وجود میں آسکیں گے،

(۱) یا طرفین کے مابین ایسے تعلقات پیدا ہوسکیں گے جو اقتدار اعلیٰ کی نوعیت ہو نیز

(۲) معاہدہ ہذا کے مندرجہ کسی امر سے نہ اُس کی مطابق میں کئے ہوئے کسی فعل سے کسی ایسے حق کا متاثر ہونا متصور نہ ہوگا جو معاہدہ کے بعد جاری ہے۔

فقرہ چہارم: کوئی نزاع جو معاہدہ ہذا یا ایسے معاہدات یا انتظامات کے متعلق پیدا ہو، جو ذریعہ ہذا برقرار رکھے گئے ہیں تو اس کو تصفیہ کے لئے ثالثی کے سپرد کیا جائے گا۔

فقرہ پنجم: معاہدہ ہذا فی الفور نافذ ہوگا، اور ایک سال کے عرصہ کے لئے نافذ العمل رہے گا۔ معاہدہ ہذا پر گورنر جنرل آف انڈیا اور اعلیٰحضرت حضور نظام خسرو دکن و برار نے اپنے دستخط ثبت کئے۔

(محکمہ اطلاعات)

معاہدہ جاریہ کے قانونی نکات

شہرہ آفاق محقق و مورخ ماہر قانون پروفیسر ہارون خاں شروانی کا اہم تجزیہ

معاہدہ انتظامیہ جاریہ جس پر ۲۹ نومبر ۱۹۴۷ء کو ہز اکسیلنسی گورنر جنرل ہند اور ہز مجسٹی تاجدار دکن کے دستخط ہوئے ہیں ان میں نہایت اہم مکاتب ہیں یہاں اس کا موقع نہیں کہ اس معاہدہ کا اس مسودہ سے مقابلہ کیا جائے جو اس سے پیشتر والا حیدر آبادی وفد دہلی سے لایا تھا۔ یہاں اس راضی نامہ کا ذکر اس لئے کیا جا رہا ہے کہ‘!

حیدر آباد کے آزادانہ موقف کو حکومت ہند نے تسلیم کرلیا ہے۔ اس معاہدہ کا تجزیہ کریں تو حسب ذیل قانونی امور واضح ہوں گے۔

(۱) تمام معاہدات و انتظامات نظم و نسق اور وہ تمام امور جو قانون آزادی ہند ۱۹۴۷ء کے دفعہ ۷ (ج) میں مندرج ہیں برقرار رہیں گے۔

(۲) حیدر آباد کے داخلی امور میں مداخلت کے لئے ہندوستان پر کسی قسم کا فرض عائد نہیں ہوگا‘ اور قرار پایا کہ اس معاہدہ کی رو سے ہندوستان کو اپنی فوج سرزمین حیدر آباد میں متعین کرنے کا حق نہ ہوگا۔

(۳) بالادستی کے اصول کا بالکلیہ انفساخ اور خاتمہ کردیا گیا۔ جس سے ظاہر ہے کہ‘ جو مقصد قانون آزادی ہند دفعہ ۷ (ب) میں مضمر تھا اس کا نہ صرف اعادہ کردیا گیا ہے بلکہ اس کی بھی

توضیح کردی گئی کہ حیدرآباد ایک آزاد اور خود مقتدر ملک ہے۔"

(۴) فریقین کا "مساوی موقف" معاہدہ کے فقرہ ۴ سے ظاہر ہوتا ہے۔ جس کے بموجب نزاعات کی صورت میں ثالثی کا طرز کار تجویز کیا گیا ہے۔ کیوں کہ ثالثی کی بنیاد کامل مساوات پر ہی ہو سکتی ہے۔

(۵) اس معاہدہ پر جلالتہ الملک حضور نظام اور گورنر جنرل ہندوستان کے اسمائے گرامی مساوی طور پر مندرج ہیں اور تفوق کا شائبہ بھی نہیں، اور یہ کہ حیدرآباد کو اپنے ایجنٹ جنرلوں کے ذریعہ غیر ملکوں سے تعلقات و روابط پیدا کرنے کا اختیار بھی اس معاہدہ سے حاصل ہو گیا ـــــ اور حیدرآباد کا آزادانہ موقف پہلے سے کہیں زیادہ مستحکم ہو گیا ہے۔ بلاشبہ یہ معاہدہ ۲۸ نومبر ۱۹۴۸ء تک ـــ نافذ رہے گا۔ اور اس کے بعد قلمروئے ہند اور مملکت حیدرآباد کے مابین ایک جدید عہد نامے پر دستخط کی ضرورت ہوگی۔

حیدرآباد کی حیثیت بین الاقوامی ہے۔ اور وہ ادارہ اقوام متحدہ کا رکن بن سکتا ہے۔ حیدرآباد، اقوام متحدہ کی رکنیت کے منشور کی دفعہ ۴ کے تحت بالکلیہ آتا ہے اور انصافاً کوئی امر حیدرآباد کی رکنیت میں مانع نہیں ہو سکتا ـــــ (سالنامہ عظیم تر حیدرآباد ۴۷ء)

★

معاہدہ کے بعد حضور نظام پر بم کا شرمناک حملہ

مملکت اسلامیہ حیدرآباد کی آزادی کے دشمن، معاہدہ جاریہ کے حصول کی کامیاب سے تلملا گئے تھے۔ چنانچہ معاہدہ کی سرخی ابھی خشک بھی نہ ہونے پائی تھی کہ ۴ ڈسمبر ۴۷ء کو بیرونی اشارے پر دشمنوں کی سازش سے ایک فرقہ پرست غدار نے ظلِ سبحانی کی موٹر پر دستی بم سے حملہ کیا، جب کہ سواری شاہانہ حسب معمول شام کے وقت کنگ کوٹھی مبارک سے برآمد ہوئی اور عوام اپنے ہردل عزیز بادشاہ کے دیدار کے

اشتیاق سے جمع تھے ۔ بم کے پھٹنے سے تین ۳ افراد زخمی ہو گئے ۔ بندگان اقدس موٹر روک کر جو آگے بڑھ گئی تھی ، پیدل اس مقام پر تشریف لائے جہاں حملہ آور موجود تھا اور یہ حکم صادر فرمایا کہ حملہ آور کے ساتھ کسی قسم کی سختی نہ کی جائے ۔ اگر حضور نظام وہاں آکر یہ ہدایت نہ کرتے تو ، عوام جو اس شرمناک حادثہ پر غضبناک ہو گئے تھے حملہ آور کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتے ۔

(مولف)

حیدرآباد کے خلاف باغیانہ سرگرمیاں اور دہشت گردی کیلئے حکومت ہند کی مدد

" کانگریسی مجلس عمل کی رپورٹ "

(حکومت ہند نے معاہدہ قائمہ کے تحت طمانیت دی تھی کہ ، وہ مملکت حیدرآباد کے خلاف باغیانہ سرگرمیوں کی حوصلہ شکنی کرے گی ۔ لیکن ہند یونین نے معاہدہ کے خلاف ، حیدرآباد کے ملک دشمن عناصر کی جو بھرپور اعانت اور حوصلہ افزائی کی تھی اس کا اعتراف خود کانگریس کے ایک ذمہ دار لیڈر نے اپنی رپورٹ میں کرتے ہوئے جو انکشاف کیا ہے ، قارئین کے پیش نظر رہے ۔ مولف) :-

ملاحظہ ہو :-

حیدرآباد اسٹیٹ کانگریس کی مجلس عمل کے صدر اور پولیس ایکشن کے بعد پہلی کانگریسی حکومت کے وزیر داخلہ مسٹر ڈگمبر راؤ بندو کی مرتبہ رپورٹ میں بیان کیا گیا ہے کہ ؛ ہندوستان سے معاہدہ جاریہ کے اساس پر گفت و شنید کا سلسلہ شروع کیا گیا تھا

نومبر اسی میں گزرا۔ اس وقت حکومت ہند بھی شدید قسم کے مشکلات سے دوچار تھی اس کا فائدہ اٹھا کر حکومت ہند سے معاہدہ انتظام جاریہ حاصل کرنے میں حکومت حیدرآباد کامیاب رہی۔ معاہدہ انتظام جاریہ کرنے میں حکومت ہند کا خواہ کوئی نقطہ نظر ہو، لیکن اس کا یہ اثر ہوا کہ حیدرآباد میں اسٹیٹ کانگریس کی جدوجہد میں رکاوٹیں پیدا ہوئیں۔

معاہدہ جاریہ کے دوسرے دن حکومت حیدرآباد نے صدر اسٹیٹ کانگریس سوامی رامانند تیرتھ کو رہا کر دیا۔ سوامی جی کا اسٹیٹ کانگریس کے کارکنوں سے فوری تعلقات پیدا کرنا ضروری تھا۔ اس لئے (رہائی کے بعد) سوامی جی ریاست کے باہر سرحدوں پر قائم شدہ اسٹیٹ کانگریس کے کیمپوں کا دو ہفتے تک دورہ کیا۔ اعلیٰ حضرت اپنی ضد پر اڑے ہوئے تھے، حکومت ہند اور اسٹیٹ کانگریس کے ساتھ سمجھوتہ (یعنی ہند یونین میں شرکت اور ذمہ دارانہ حکومت) کی کوئی علامت حیدرآباد کی نظر میں نہیں تھی، حکومت حیدرآباد نے ایک بناوٹی دستور ساز اسمبلی کا اعلان کر دیا۔ ان حالات میں!

اسٹیٹ کانگریس نے ہند یونین سے اپیل کی ہے کہ وہ جلد از جلد "حیدرآباد میں مداخلت کرے"۔ "معاہدہ انتظام جاریہ کی وجہ" جو مایوسی چھا گئی تھی" اسے دور کرنے ڈسمبر و جنوری میں سوامی جی نے سرحدی علاقوں میں قائم کیمپوں کا دورہ کر کے "انڈین یونین" کی صوبائی اور اضلاعی کمیٹیوں کے ساتھ ربط پیدا کیا اور اپنے مقاصد کی تشہیر کی۔

"حکومت ہند کی فوجوں کے امدادی دستوں کی حیثیت سے اسٹیٹ کانگریس کی مجلس عمل کے والنٹیروں نے کام کیا۔"

مسٹر سندر کی رپورٹ میں اس امر کا بھی ذکر کیا گیا ہے کہ "حیدرآباد کے سرحدی علاقوں کے کئی پولیس اور کروڑ گیری (چنگی) کی چوکیوں کو نذر آتش کر دیا۔ کئی مقامات پر ریلوے کی پٹریاں اکھاڑی گئیں اور مختلف نقاط پر ٹیلیگراف کے تار کاٹے گئے، دیہاتوں پر حملے اور چھاپوں میں دو ہزار سے زائد دیہاتی مسلمان و رضاکار اور پولیس و چنگی کے

سپاہی مارے گئے۔

ہند یونین کے عوام میں حیدرآباد کے تعلق سے پروپگنڈہ اور نشر و اشاعت کا بہت اہم کام انجام دیا گیا۔ ہند کی صوبائی (حکومتیں) یونٹوں نے بھی الگ الگ زبانوں میں بلٹین نکال کر تشہیر کے کام میں نمایاں امداد دی! ـــــ

(ماخوذ)

—— ۴ ——

سوامی جی اور مسٹر بندو کے زیر قیادت ' عمری بنک کی لوٹ میں شامل اننت بھانے راؤ کا اقرار

بلوی ضلع نانڈیڑ میں منعقدہ ایک جلسہ عام کو مخاطب کرتے ہوئے سوشلسٹ لیڈر مسٹر اننت بھانے راؤ نے کہا کہ !

میں اس بات کا اعتراف کرتے ہوئے نہیں جھجکتا کہ میں ان لوگوں میں سے ایک ہوں، جنہوں نے پولیس ایکشن سے قبل عمری بنک کی لوٹ میں حصہ لیا تھا' اس موقعہ پر دس سے زائد جانیں تلف ہوئی تھیں۔

ہم نے یہ اقدام کسی اور کی قیادت میں نہیں بلکہ اہنسا کا راگ آلاپنے والے سوامی جی راما نند تیرتھ اور مسٹر ملی گمبر راؤ بندو کی رہبری میں کیا تھا۔

(۱۸ ڈسمبر ۱۹۵۱ء" رہنمائے دکن)

گاندھی جی کی ہدایات اور عدم تشدد سے اختلاف:۔

حیدرآباد سے معاہدہ کی وجہ، سردار پٹیل کی تقریر

جنوری ۸ ۴۸ء۔ بمبئی میں پچاس ہزار سے زائد کے اجتماع کو مخاطب کرتے ہوئے وزیر داخلہ ہند سردار ولبھ بھائی پٹیل نے کہا! گاندھی جی عدم تشدد اور کچھ نہ کرو کی تلقین کرتے ہیں۔ مگر ہم نے حکومت سنبھالی ہے اور ملک میں گڑبڑ ہوتی ہو یا ملک کو نقصان پہنچتا ہو تو اس کی ذمہ داری ہم پر ہے اور ہم خاموش نہیں رہ سکتے، حکومت چلانے کے لئے پولیس اور فوج سے کام لینے کی ضرورت ہوتی ہے۔

اس لئے ہم گاندھی جی کی ہدایات پر نہیں چل سکتے، ان کا کہنا اپنی جگہ ٹھیک ہوگا۔ مگر زمانے کے حالات ہمیں قوت استعمال کرنے پر مجبور کرتے ہیں۔

حیدرآباد کا ذکر کرتے ہوئے سردار پٹیل نے کہا کہ، بعض لوگ مجھ سے کہتے ہیں کہ "حیدرآباد سے سمجھوتہ کرکے حکومت ہند نے بڑی غلطی کی ہے" حیدرآباد سے سمجھوتہ کرنے میں ہمیں دو باتوں کا خیال رکھنا پڑا، ایک تو یہ کہ! حیدرآباد بہت قدیم اور بڑی ریاست ہے،۔ دوسرا یہ کہ! وہاں کا حکمران ایک (بڑی اہمیت کا حامل) مسلمان ہے۔

اس لئے حیدرآباد سے معاملہ کرنے میں ہی مصلحت تھی۔

گاندھی جی اور پنڈت نہرو سے سردار پٹیل کے شدید اختلافات

مسئلہ حیدرآباد پر برہمی ـــ گاندھی جی کا قتل

سردار پٹیل کے خاص بھگت مسٹر کے ایم منشی ایجنٹ جنرل ہند متعینہ حیدرآباد نے اپنی نوشتہ کتاب[1] میں، گاندھی جی اور پنڈت نہرو سے سردار پٹیل کے شدید اختلافات اور ۳۰ر جنوری ۴۸ء کو (گاندھی جی کے قتل سے چند گھنٹے قبل) خود اپنی سردار پٹیل سے مسئلہ حیدرآباد پر گفتگو اور پھر سردار پٹیل کی گاندھی جی سے ملاقات کے کچھ ہی دیر بعد گاندھی جی کے قتل کا جو انکشاف کیا ہے، اس کا مجموعی تذکرہ سطور ذیل میں ملاحظہ ہو۔ (مولف)

سردار پٹیل کا رویہ گاندھی جی کا برت: تقسیم ہند کے بعد سردار پٹیل نے "پاکستان کے حصے کا سامان جنگ روک لیا" اور پاکستان کو اپنے حصہ کا جو "۵۵ کروڑ روپے" ملنا تھا وہ بھی سردار کی ہدایت پر روک لیا گیا تھا۔ لیکن گاندھی جی پاکستان کے "حصے کا روپیہ" روک لینا پسند نہیں کیا اور بات پہ "برت" رکھا" آخر حکومت ہند کو اپنا رویہ تبدیل کرنا پڑا۔

مسٹر ایکس اور کے یم منشی: گاندھی جی کا ایک وفادار سرکاری افسر جو مسٹر منشی کے ساتھ حیدرآباد میں متعین تھا جس کا ذکر مسٹر منشی نے اپنی خود نوشت میں "ایکس" کے نام سے کرتے ہوئے لکھا ہے کہ!

میرے لئے سب سے بڑا مسئلہ "ایکس" کا تھا جو اپنے آپ کو (حیدرآباد سے

---

[1] دی اینڈ آف ان ایرا۔ (ایک عہد کا خاتمہ)

دوستانہ مفاہمت اور مصالحت کرانے کے لئے) حاکم مجاز تصور کرتا تھا۔ وہ لائق علی اور گاندھی جی کے درمیان ملاقات اور بات چیت کے لئے کوشاں تھا۔

لائق علی اور ایکس کی گاندھی جی سے ملاقات: ایکس، لائق علی (وزیر اعظم حیدرآباد) کے ساتھ ۲۷ر جنوری کو دلی گیا۔ میں بھی ۲۹ر جنوری کی صبح دلی پہنچا اور برلا ہاؤس میں (جہاں گاندھی جی کا قیام تھا) مقیم ہوا۔ مجھے معلوم ہوا کہ ایکس نے میرے خلاف گاندھی جی سے شکایت کی ہے کہ میں حیدرآباد کے تعلق سے غلط راستہ اختیار کیا ہوں اور وہ حالات کو بہتر بنانے کی کوشش کر رہا ہے۔ میں اسی دن شام کو گاندھی جی کی خدمت میں حاضر ہوا۔

گاندھی جی نے مجھ سے (غصہ میں) کہا منشی! تم نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ حیدرآباد سے گفت و شنید مفاہمت میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کرو گے، لیکن ایکس مجھ سے کہہ رہا تھا کہ تم غلط راستے پر جا رہے ہو، ایسا کیوں؟

میں نے بھی بہت صفائی کے ساتھ گفتگو کی اور کہا! باپو اگر آپ میرے کام سے مطمئن نہیں ہیں تو کہہ دیجئے، میں فوراً ہٹ جاؤں گا۔ لیکن آپ اس سے اتفاق کریں گے کہ میں اپنے اسٹاف کے کسی آدمی کو ان امور کی اجازت نہیں دے سکتا جو ایکس کر رہا ہے جب کہ حیدرآباد کے معاملات کا ذمہ دار میں ہوں نہ کہ ایکس۔ اتنے میں لائق علی، گاندھی جی سے ملنے آگئے اور میں وہاں سے رخصت ہو گیا۔

منشی کی سردار پٹیل سے گفتگو: ۳۰ر جنوری کو سہ پہر کے وقت میں نے حیدرآباد کے امور پر سردار پٹیل سے طویل گفتگو کی، میں محسوس کیا کہ سردار پٹیل بہت ناخوش اور برہم نظر آرہے تھے، اور شدید ذہنی کشمکش میں مبتلا تھے۔ پہلی مرتبہ سردار اور گاندھی جی کے درمیان اختلافات ابھرنے لگے تھے۔ جس کا ذکر گاندھی جی اپنی پرارتھنا کی تقریروں میں اشارتاً کرتے تھے۔ خود سردار نے

بھی بمبئی کی ایک تقریر میں ان اختلافات کی طرف اشارہ کیا تھا۔

یہ اختلافات جو گاندھی جی اور سردار کے مابین پیدا ہو گئے تھے "انہیں برداشت کرنا سردار کی طاقت سے باہر تھا۔" انہوں نے چند دن پہلے گاندھی جی کو اپنا استعفیٰ بھیج دیا تھا۔

میں نے گفتگو کے اختتام پر سردار کو ایکس کے متعلق وہ باتیں بتائیں جو گاندھی جی سے ہوئی تھی۔ "یہ سنتے ہی سردار بھڑک اٹھے" اور کہا کہ میں مینن سے کہہ دوں گا کہ وہ اسے علٰحدہ کر دے۔

سردار پٹیل کی گاندھی جی سے ملاقات: میں گفتگو کر کے رخصت ہوا، اور سردار پٹیل گاندھی جی سے ملنے برلا ہاؤس گئے، اور گاندھی جی سے اس بات پر گفتگو کی جو ان کے خلاف جاری تھی کہ "وہ بہت بڑے فرقہ پرست ہیں"۔ نہرو اور سردار میں اختلاف فکر و نظر نمایاں ہونے لگا تھا۔ گاندھی جی چاہتے تھے، ہندوستان کے مفاد کے مدنظر جواہر لال اور سردار پٹیل میں تفرقہ پیدا نہ ہو۔

گاندھی جی اور سردار کے مابین توقع سے زیادہ طویل گفتگو ہوئی، حتیٰ کہ گاندھی جی پرارتھنا کے لئے تاخیر پر مجبور ہو گئے۔ جب زیادہ دیر ہوئی تو گاندھی جی جلدی سے اٹھے اور پرارتھنا کے لئے جانے کی تیاری کرنے لگے۔

گاندھی جی کا قتل: سردار پٹیل کی واپسی پر، گاندھی جی اپنے پوتے کی بیوی "ابھا" اور پوتی "مانو" کے کندھے پر ہاتھ رکھے ہوئے پرارتھنا کے میدان کی طرف بڑھے۔ اچانک ایک آدمی لوگوں کو پھلانگتا ہوا گاندھی جی کی طرف اپنے دونوں ہاتھ جوڑے ہوئے بڑھا، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ ان کی قدم بوسی کرے گا۔

ایک لڑکی نے اسے اس حرکت سے باز رکھنے کی کوشش کی لیکن اس آدمی نے اسے دھکا دے کر ہٹا دیا۔ گاندھی کا عبادت نامہ جو اس کے ہاتھ میں تھا، وہ زمین پر گر پڑا لڑکی اسے اٹھانے کے لئے جھکی اور وہ آدمی گاندھی جی کے سامنے آگیا اور جھٹ سے پستول

نکال کر تابڑ توڑ تین فائر گاندھی جی پر کئے اور وہ لڑکھڑا کر گر پڑے۔ دو گولیاں گاندھی جی کے پیٹ کو چیرتی ہوئی پیٹھ سے نکل گئیں۔ تیسری گولی پھیپھڑوں میں اٹک گئی۔ اس طرح ۳۰ر جنوری ۱۹۴۸ کی ابتدائی شام ایک عظیم ہستی سرنگوں ہوگئی۔

اس حادثہ کا پہلا تاثر نہایت خوفناک تھا، ہمیں بتایا گیا کہ حملہ آور ایک مسلمان ہے۔ اس کے معنی یہ تھے کہ دوسرے ہی دن ہندوستان اور پاکستان میں خون کی ندی بہنے لگتی۔ لیکن بعد میں برلا ہاوس کا مالی جس نے حملہ آور کو پکڑا تھا، مجھے یقین دلایا کہ قاتل ایک ہندو (ناتھو رام گوڈسے) ہے ——

نوٹ :— اس افواہ پر کہ گاندھی جی کا قاتل مسلمان ہے۔ تردیدی اعلان ہونے تک کچھ ہی دیر میں دہلی اور اس کے اطراف و اکناف میں مسلمانوں پر حملے ہوئے اور کئی مسلمان مارے گئے۔ برخلاف اس کے جب حضور نظام پر ایک ہندو نے قاتلانہ حملہ کیا تھا تو حیدرآباد میں کسی ہندو پر کہیں بھی کوئی حملہ ہوا نہ کسی ہندو کو ذرا بھی خراش آئی۔

(مولف)

استصواب عامہ کی شرط

پنڈت نہرو کا اعلان

۱۴ر مارچ ۴۸ء کو ویزاک پٹنم کے ایک جلسہ عام میں پنڈت جواہر لال نہرو وزیر اعظم ہند نے حیدرآباد کی موجودہ صورت حال پر اظہار خیال کرتے ہوئے اعلان کیا کہ!

حیدرآباد کے متعلق ہماری حکمت عملی یہ ہے کہ، حیدرآباد کے عوام اپنے مستقبل کا فیصلہ اپنی مرضی (استصواب عامہ) سے کریں؛ ہم حیدرآبادی عوام کے فیصلہ کی اطاعت کریں گے یہ ایسی حکمت عملی ہے جو مہینوں پہلے ہم نے گزشتہ اگست ہی میں متعین کر لی تھی۔ یہ حکمت عملی

حیدرآباد اور دیگر ہر ایک ریاست پر منطبق ہوتی ہے اور ہم اس پر قائم ہیں۔ پنڈت نہرو نے کہا، ہم حیدرآباد کے رضاکاروں کی شرانگیز سرگرمیوں کو برداشت نہیں کریں گے، جمہوریت اور مطلق العنانی کے ساتھ ساتھ نہیں چل سکتے۔ اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ ہندوستان کی جمہوریت کو کوئی شخص نگل نہیں سکتا۔ لہٰذا خاتمہ مطلق العنانی ہی کا ہونے والا ہے۔ کسی ریاست میں ذمہ دارانہ حکومت کا مسئلہ یا شرکت کا فیصلہ خود باشندگان ریاست اپنی مرضی سے ہی کریں گے۔

رضاکاروں کے خلاف ہندیونین کی شرانگیزی

قاسم رضوی صاحب کا وضاحتی بیان

۲۰ مارچ ۴۸ء۔ حیدرآباد کے رضاکاروں کا انڈین یونین کی سرحدات پر حملہ کرنے سے کیا مقصد ہو سکتا ہے؟ قابل غور ہے۔

حیدرآباد کی حکومت یا مسلمان یا مجلس کا رضاکار اپنے پڑوسی صوبوں پر حملہ کر کے کیا ان کو اپنی مملکت میں ضم کر سکتے ہیں یا حیدرآباد کی مسلم اقلیت کو کچھ فائدہ پہنچا سکتے ہیں۔ کیا حیدرآباد کے مسلمان بلاوجہ خود بھی برباد ہونا اور دوسروں کو بھی برباد کرنا چاہتے ہیں۔ آخر وہ کونسا مقصد ہو سکتا ہے یا وہ کونسا مفاد ہو سکتا ہے؟ جس کی خاطر حیدرآباد ایسی لاحاصل حرکتوں پر آمادہ ہو جائے گا۔

برعکس اس کے حیدرآباد کی سرحدوں پر ہند کے علاقوں سے حملے کرنے کا مقصد حیدرآباد کو غلام بنانے پر مجبور کرنا ہے۔ بہرکیف دیکھنا یہ ہے کہ ' ہندواستھان پر حیدرآباد کے حملوں کا مقصد ہو سکتا ہے یا حیدرآباد پر ہندواستھان کے حملوں کا! یہ

دو اور دو جمع کرنے کا سوال ہے، ظاہر ہے کہ حاصل جمع چار ہی ہوگا۔ جنگ کے موجودہ طریقوں میں سب سے موثر طریقہ پروپگنڈہ کا محاذ ہوتا ہے۔ اسی لئے حکومت ہند، اس کے پریس اور ریڈیو نے یہی طریقہ اختیار کیا ہے۔ ہر روز حکومت حیدرآباد اور رضا کاروں کے خلاف شرانگیز پروپگنڈہ کیا جاتا ہے اور رضاکاروں کو زمانہ قدیم کا چنگیزی، زمانہ حال کا ہٹلری سپاہی ظاہر کیا جاتا ہے۔ تاکہ، حیدرآباد کی مدافعانہ قوت کو ختم کیا جائے۔ جبکہ رضاکار کا مقصد اپنے ملک کی آزادی کو بچانا اور اس کی خاطر جان دینا ہے۔ اور وہ وطن دوست ہندو بھائیوں کے ساتھ اپنے سرحدوں کی حفاظت کر رہا ہے۔

کیا یہ "چنگیزی اور ہٹلری ہے؟"

حکومت ہند گاندھی جی کے نظریہ کو غارت کرنا اور آئندہ نسلوں میں ہندو، مسلم اتحاد کو ختم کرنا چاہتی ہے

مولوی قاسم رضوی کا بیان

۳۱ / مارچ ۴۸ء۔ مولوی قاسم رضوی نے صحافتی بیان میں کہا کہ آل انڈیا ریڈیو، ہندوستانی اخبارات اور حکومت ہندوستان کے شرمناک پروپگنڈے کی رتی برابر پرواہ نہیں، اگر مجھے فکر ہے تو اس کی ہے کہ، حکومت ہند اپنے مقصد میں کامیابی کے لئے جھوٹ بول کر مسلمانوں کو اتنا بدنام کر کے اور بھیانک[1] بنا کر، کیا ہندوؤں کے دلوں میں مسلمانوں کا کچھ پاس و لحاظ باقی رکھے گی۔ اور کیا آنے والی نسلوں میں کبھی بھی ہندو مسلم اتحاد کی کوئی توقع باقی رہے گی؟

اس طرح حکومت ہند، گاندھی جی کے خواب کی تعبیر دے رہی ہے اور انکے مدت العمر کے نظریات کو غارت کر رہی ہے۔ وہ دکن میں ہندوؤں اور مسلمانوں کے سینکڑوں سالہ اتحاد اور برادرانہ تعلقات کو ختم کرنا چاہتی ہے۔

---

[1] دکن میں مسلمان روزانہ ہندو کو مار کر، ناشتہ کرتا ہے۔ ایسے پوسٹر اور پورٹریٹ جس میں رضوی صاحب کو "راکھشس" اور مسلمانوں و رضاکاروں کو بھیانک بنایا جاتا تھا، بھارت کے شہروں میں لگائے جاتے تھے اور اخبارات میں کارٹون شائع ہوتے تھے۔ مولف

حیدرآباد امن واتحاد کا مرکز

پنڈت شنکر راؤ کی ناندیڑ میں تقریر

یکم اپریل ۴۸ء - ضلع ناندیڑ میں ہندو مسلم مشترکہ جلسہ عام کو مخاطب کرتے ہوئے معزز ہندو لیڈر شنکر راؤ ایڈوکیٹ نے کہا! جبکہ آج سارے ہندوستان میں فرقہ واریت نے امن و امان کو متاثر کرکے ایک دوسرے کا دشمن بنادیا ہے، جس سے ہند میں بدامنی پھیلی ہوئی ہے - بھگوان کا شکر ہے کہ، ہمارا ملک اس سے بچا ہوا ہے اور امن واتحاد کا مرکز ہے -

جناب پنڈت شنکر راؤ نے ہندستانی لیڈروں اور وہاں کے اخبارات و ریڈیو کے شرانگیز پروپگنڈے کی مذمت کرتے ہوئے کہا! حیدرآباد امن وآمان کے لحاظ سے زمین پر جنت ہے - بلاشبہ مولوی قاسم رضوی اوران کی جماعت ملک کی آزادی اور اس کے امن وآمان کی محافظ ہے - یہاں پر رضاکاروں کے صدر مولوی اخلاق حسین زبیری بلالحاظ مذہب وملت خدمت انجام دے رہے ہیں -

ہندیونین کی سازشی مہم، منشی کی مہا سبھایت جبکہ ہم دوست اور حلیف رہنا چاہتے ہیں،

صدیق دکن کا دارالسلام سے اعلان

۱۱ اپریل ۴۸ء مسلمانان حیدرآباد کے بااعتماد قائد صدیق دکن سید محمد قاسم رضوی نے دارالسلام میں ایک کثیر اجتماع کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! ہندوستانی یونین چاہتی ہے کہ ہر اس طریقہ سے جو وہ اختیار کرسکتی ہے کرکے حیدرآباد کو شریک کرلے جو کوششیں اس آزاد مملکت کو غلامی کی زنجیروں میں جکڑنے کے لئے کی جارہی ہیں وہ جنگ سے

کسی طرح کم نہیں۔

ہندوستان میں جو لوگ برسرِ اقتدار ہیں، وہ خوب خوب اسٹیٹ کانگریس کی پیٹھ ٹھونک رہے ہیں اور یہ بھی ایک کھلا ہوا راز ہے کہ حکومتِ ہند نے اپنے صوبائی حکومتوں کو کہہ دیا ہے کہ، وہ نہ صرف اپنے علاقوں کے اخبارات میں فرضی اور من گھڑت قصے اور طوفان انگیز افترا پردازی اور نفرت و تنقید نگاری کی اشاعت کریں بلکہ حیدرآباد کے خلاف جو مہم چلائی جا رہی ہے اس میں دامے، درمے، سخنے ہر طرح سے مدد کریں ——— اور مملکت حیدرآباد اور اس کے حکمران اور رضاکاروں کو جس قدر ہو سکے بدنام کریں اور اس مملکت اسلامیہ کے خلاف ہر طرح کی دشمنی پیدا کرنے کی مساعی آئے دن منظر عام پر آتی رہی۔ ہندوستانی ایجنٹ جنرل حیدرآباد مسٹر کے۔ ایم۔ منشی نے اندرونی طور پر ایک مسلسل مہم جاری رکھی ہے اور حیدرآباد کے خود غرض افراد سے ملی بھگت رکھے ہوئے ہیں۔

قاسم رضوی صاحب نے مزید کہا، حیدرآبادی وفد نے دہلی کی گفت و شنید میں جو کچھ حاصل کیا اور جو باعزت مفاہمت کی! مسٹر منشی اس کا گلا گھونٹ دینے کی کوشش کر رہے ہیں۔ جب کہ پنڈت جواہر لال نہرو حیدرآباد کے خلاف، سرے سے کوئی معاندانہ کارروائی کرنا نہیں چاہتے اور اس طرح لارڈ مونٹ بیٹن بھی حیدرآباد کے مسئلہ کی کھینچ تان پسند نہیں کرتے کہ، یہ دنیا کے موجودہ نظام میں ایک اور بڑی اختلافی خلیج بن جائے۔ لیکن مسٹر منشی ہندوستان کا حیدرآباد سے ایسا کوئی معاہدہ ہونے دینا نہیں چاہتے جو ان کے "مہا بھائی" تصور کے مطابق نہ ہو ——— مولوی قاسم رضوی نے کہا کہ! حیدرآباد ایک آزاد ملک ہے اگر حکومت ہند حیدرآباد کی آزادی کو نیک نیتی کے ساتھ تسلیم کر لے تو، میں مسلمانانِ دکن کے صادق القول خادم کی حیثیت سے انڈین یونین کے اربابِ مجاز کو طمانیت دیتا ہوں کہ ہم ہر طرح تمہارے ساتھ ہیں اور حیدرآباد تمہارا دوست اور اچھا حلیف بن جائے گا" ———

قاسم رضوی کی فرضی تقریر کی سازش

ہند پارلیمنٹ میں ہنگامہ، حیدرآباد کا احتجاج، وزیر اعظم ہند کو برقیہ

۱۲؍ اپریل ۱۹۴۸ء۔ فضیلت مآب میر لائق علی وزیر اعظم حیدرآباد نے پنڈت جواہر لال نہرو وزیر اعظم ہندوستان کو برقیہ روانہ کرتے ہوئے لکھا کہ !

سر والٹر مانکٹن کل دلی سے اپنے ساتھ اخبار "ہندوستان ٹائمز" مورخہ ۷؍ اپریل کا تراشہ لائے ہیں۔ جس میں مسٹر قاسم رضوی کی ۳۱؍ مارچ کی تقریر، جہاد کی اپیل کے عنوان سے نمایاں طور پر شائع کیا گیا ہے ۔ اور

کل رات نشرگاہ دہلی سے بھی خبر نشر کی گئی تھی کہ، انڈین یونین کی پارلیمان میں مسٹر رضوی کی اس مبینہ تقریر کے تعلق سے سوالات کئے گئے اور تحریک التواء پیش کرنے کی کوشش کی گئی تھی، اور آپ نے بھی اس پر برہمی کا اظہار کیا۔

میں اس سازش کو بے نقاب کرنا چاہتا ہوں کہ مسٹر قاسم رضوی نے مبینہ تاریخ کو نہ کوئی تقریر کی اور نہ ہی حیدرآباد کے کسی ہندو مسلم اخبار میں شائع ہوئی اور نہ ہندوستان کے کوئی اخبار میں۔ اور یہ بھی ظاہر نہیں ہوتا کہ، ایسا کوئی جلسہ یا تقریر ان نیوز ایجنسی کے نمائندوں میں سے کسی ایک کے بھی علم میں آئی ہو، جو باہر کے حیدرآباد میں موجود ہیں۔ علاوہ ازیں

یہ بات بھی معنی خیز ہے کہ مسٹر قاسم رضوی کی تقریر ۳۱؍ مارچ کو ہونا بیان کیا جاتا ہے۔ اور اس کی اطلاع ہندوستان ٹائمز کو حیدرآباد سے ۶؍ اپریل کو روانہ کی جاتی ہے۔ اور یہ اخبار "ہندوستان ٹائمز" میں ۷؍ اپریل کو عین اس دن شائع ہوتی ہے جب

سر والٹر مانکٹن حیدر آباد کے مسائل پر گورنر جنرل ہند اور آپ سے گفتگو کرنے والے تھے۔

یہ غلط اطلاع عمداً تراشی گئی ہے اور اس کی اشاعت ایک خاص وقت پر عمل میں لائی گئی تاکہ ہندوستان اور حیدر آباد کے تعلقات پر اثر ڈالا جائے اور کسی طویل المیعاد دوستانہ سمجھوتہ پر پہونچنے کے امکانات میں رکاوٹ پیدا کی جائے۔

مجھے امید ہے کہ آپ اس شر انگیز سازش کے خلاف کوئی مناسب کارروائی کریں گے تاکہ آئندہ ایسی سازشوں کا سد باب ہو۔

نوٹ :۔ سطور ذیل میں اس شر انگیزی کی حقیقت ملاحظہ ہو جو سردار پٹیل کے خاص بھگت کے۔ یم۔ منشی اور ہندوستان ٹائمز کی منصوبہ بند تھی۔ مولف۔

مسٹر منشی کی سازش : ہندوستانی ایجنٹ جنرل حیدر آباد مسٹر کے۔ یم۔ منشی نے خاص مقصد کے تحت جناب قاسم رضوی صاحب کی ایک اشتعال انگیز اور انڈین یونین کی حکومت اور ہندوؤں کے خلاف انتہائی نفرت آمیز فرضی تقریر گھڑ کر، شاستری نامی ایک ہندو کے حوالے سے ٹائپ کر کے اپنے مربی سردار پٹیل کو بھیجی تھی۔ جس کا انکشاف مسٹر منشی نے اپنی خود نوشت میں کرتے ہوئے لکھا ہے کہ !

- "۷؍ اپریل کو سر والٹر مانکٹن گفت و شنید مفاہمت کے سلسلہ میں دہلی آئے یہ آمد بڑی اہمیت رکھتی تھی۔ اسی روز "ہندوستان ٹائمز" نے رضوی کی یہ تقریر شائع کر دی، یہ بکواس پڑھ کر لارڈ مونٹ بیٹن اور پنڈت جی غضبناک ہو گئے، پارلیمنٹ میں سوالات ہوئے اور گورنمنٹ میں لے دے، بیچارے سر والٹر کا چہرہ اتر گیا۔"

سر سلطان کی شرارت : انڈین یونین کے آلہ کار سر سلطان احمد نے جن کی سردار پٹیل اور کے۔ یم۔ منشی سے ملی بھگت تھی، ہندوستان ٹائمز کی اس خبر کو مونٹ بیٹن اور پنڈت نہرو کے ملاحظہ میں اس وقت پیش کیا جب کہ

ان سے کچھ ہی دیر بعد، اعلیٰحضرت حضور نظام کے مشیر دستوری سر والٹر کی طویل المعیاد سمجھوتہ کے امور پر گفتگو ہونے والی تھی

ہندوستان ٹائمز کی خبر : جناب قاسم رضوی صاحب کی لرزہ خیز طویل فرضی تقریر جو سازش کے تحت ۷؍ اپریل کے ہندوستان ٹائمز میں شائع کرائی گئی، اس کا اقتباس ملاحظہ ہو !

۳۱؍ مارچ کو رضا کار لیڈر مسٹر قاسم رضوی نے مسلمانوں کے ایک بڑے جلسہ عام "یوم اسلحہ اور جہاد" کو مخاطب کرتے ہوئے، ہندوستان کے مسلمانوں پر حکومت ہند کے ظلم و ستم کا تذکرہ کیا اور کہا کہ' ہندوستان کے ساڑھے چار کروڑ بے سہارا مظلوم مسلمان ہماری آزاد اسلامی سلطنت کی طرف امید و آرزو کے ساتھ دیکھ رہے ہیں کہ ہم کب لال قلعہ پر اسلامی جھنڈا لہراتے ہیں. تاریخ مسلمانوں کے مجاہدانہ کارناموں سے معمور ہے۔ آج ہندوستان کی آزادی بھی مسلمانوں کے جوش جہاد کا ثمرہ ہے - اگر ہندوستان نے حیدرآباد پر حملہ کیا تو اسے ہندوؤں کی جلی ہوئی لاشوں کے راکھ کا ڈھیر ملے گا ـــ بھارت میں ہندوؤں نے مسلمانوں کا خون پانی کی طرح بہایا' اس کا بدلہ لینے ہم شمشیر بکف دہلی کی طرف کوچ کریں گے۔ مسٹر رضوی نے حکومت ہند اور ہندوؤں کے خلاف انتہائی اشتعال انگیز اور منافرت آمیز باتیں کرتے ہوئے' اپنی جہادی تقریر میں ہندوستان کے ساڑھے چار کروڑ مسلمانوں کو اندرونی بغاوت پر اکسائے سے لال قلعہ پر اسلامی پرچم لہرانے کے لئے ان سے حیدرآباد کی حمایت میں جہاد کے لئے تیار رہنے کی اپیل کی ہے ـ

اپنے ہی پروپگنڈہ کا شکار : ارباب ہند اور ہندوستانی پریس کی اس منصوبہ بند' دھاکو اور لرزہ خیز فرضی تقریر کی اشاعت محترم قاسم رضوی کو بدنام کرنے اور ہندو عوام میں بدظنی پیدا کرنے اور

حیدر آباد کے خلاف دشمنی کے جذبات کو ابھارنے کے لئے عمل میں لائی گئی تھی۔ لیکن ہوا یہ کہ' اس مبینہ جہاد کی تقریر کی اشاعت کے بعد ہندوستان میں دہشت و سراسیگی پیدا ہو گئی' ہند پارلیمنٹ میں ہنگامہ برپا ہوا' حکومت پر سوالات کی بوچھاڑ ہوئی' جگہ جگہ احتجاجی جلسے منعقد کرائے گئے۔ اور بھارت کے قوم پرست کانگریسی مسلمان زعماء مولانا ابوالکلام آزاد' مولانا حسین احمد مدنی اور دیگر قائدین نے ہندوستان کے سیکولرازم اور اس کی برتری و طاقت اور ہندوستانی مسلمانوں کی قوم پرستی کا تذکرہ کرتے ہوئے اپنی اپنی تقریروں اور بیانات میں جناب قاسم رضوی اور رضاکار تنظیم کے خلاف شدید تنقید اور سخت غم و غصہ کا اظہار کیا۔

واضح رہے کہ' اس مفروضہ خدشہ کے پیش نظر حیدر آباد پر حملہ سے قبل دہلی اور دیگر صوبہ جات ہند میں فوج اور پولیس کے مسلح دستوں کو چوکس و متعین کر دیا گیا تھا۔ اور ہندوستانی مسلمانوں پر کڑی نگرانی قائم کر دی گئی تھی۔ حملہ کے بعد متصلہ صوبوں اور خاص کر "یوپی" میں وزیر اعلیٰ گوبند ولبھ پنت نے سخت اقدامات کرتے ہوئے کئی سربرآوردہ مسلمانوں کو نظر بند کر دیا تھا۔

(مظہر الدین)

مسلمانوں کی سیاسی قوت توڑ کر حیدرآباد کو ہضم کرلینا ہند یونین کا مقصد

رضوی صاحب کا بیان

۱۴، اپریل ۴۸ء۔ مولوی سید محمد قاسم رضوی صدر مملکتی مجلس و قائد رضاکاران نے ایک صحافتی بیان میں کہا کہ ۲۱، مارچ کو میری مبینہ تقریر کی تکذیب کے بعد بھی مسلسل دیکھ رہا ہوں، کہ ہندوستان کے اخبارات اور حکومت ہند کے ارباب اقتدار اپنی دروغ بافیوں کو محض مفسدہ پردازی کی خاطر جاری رکھے ہوئے ہیں۔ حکومت ہند کے ذمہ دار لوگوں میں ابوالکلام آزاد نے جو کچھ کہا[1]، اس کے سواء ان سے کوئی دوسری توقع نہیں کی جاسکتی تھی۔

میری صاف اور صریح واضح تردید کے بعد دہلی میں احتجاجی جلسے و بیانات اور پارلیمنٹ میں ہنگامہ، بجز اس کے اور کوئی نتیجہ نہیں نکالا جاسکتا کہ جس مقصد کیلئے فرضی تقریر میرے نام سے شائع کی گئی تھی وہی مقصد اب بھی کارفرما ہے کہ!

رضاکاروں اور مجھے بدنام کر کے مسلمانوں کی سیاسی قوت کو توڑ کر، حیدرآباد کو ہضم کرلینا انڈین یونین کی کھلی نیت معلوم ہوتی ہے؛ لیکن انشاء اللہ اس کے اس مقصد کی تکمیل نہ ہوگی۔

میں پھر انڈین یونین پر اپنے حقیقی جذبات کا واضح طور پر اظہار کردینا چاہتا ہوں کہ "حیدرآباد کا مسلمان اپنے پڑوسی سے اچھے دوستانہ تعلقات رکھنا چاہتا ہے۔"

---

[1] مولانا آزاد وزیر ہند نے کہا تھا، قاسم رضوی جوش جنون اور جذبات میں ہوش و خرد کھو دیا ہے مولانا کے اس ارشاد پر علامہ اقبال کا شعر بے اختیار یاد آگیا ہے
"بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق" اور یہ دعا بھی "میرے مولا مجھ کو صاحب جنوں کر"
(مولف)

رضاکاروں کے بھیس میں لوٹ مار و ڈاکہ زنی

دشمنوں کی سازش بے نقاب

حیدرآباد، ۲۰ر اپریل ۴۸۔ رضاروں اور عربوں کے لباس میں شرپسند تخریب کار ہندوؤں نے ڈاکہ اور دیگر جرائم کا حیدرآباد کے تعلقاجات اور مواضعات میں کس طرح ارتکاب جاری رکھا اس کی تازہ مثال "بھوکروں" ضلع اورنگ آباد میں ایک ہفتہ قبل سترہ ہندوؤں کی گرفتاری ہے جنہوں نے تعلقوں اور دیہاتوں میں ڈاکہ اور لوٹ مار کی کئی وارداتیں سرحد پار کی ٹولیوں کے ساتھ مل کر کی ہیں۔

گرفتار شدگان جو رضاکاروں اور عربوں کے لباس میں ملبوس تھے، انہوں نے اعتراف کیا کہ وہ ہندو ہیں اور جب کبھی وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ ارتکاب جرم کے لئے نکلتے ہیں تو رضاکاروں اور عربوں کے لباس میں ملبوس ہوتے ہیں۔ انہوں نے بتایا ہے کہ اس طرح ان کا مقصد لوٹ مار اور ڈاکہ زنی کے علاوہ مسلمانوں کو بدنام کرنا اور پولیس کو دھوکہ دینا ہوتا ہے۔

پولیس نے گرفتار شدگان کے قبضہ سے ہزاروں روپے کا مال مسروقہ برآمد کیا، اس کے علاوہ عرب جو صافہ اور لنگیاں باندھتے ہیں اور رضاکار جو ڈریس پہنتے ہیں، اس کے بھی کئی جوڑے ان لوگوں کے پاس سے برآمد ہوئے ہیں۔

ان گرفتار شدگان نے پولیس کو بتایا کہ ڈاکہ میں حاصل کیا ہوا مال جب بھی موقع ملے سرحد کے باہر قائم اسٹیٹ کانگریس کے دفتر کو امدادی مہم کے لئے دے آتے ہیں اور اس کے بدلے میں کانگریسی جو "دیوا گاؤں" کے راجہ کے مرکز پر متعین ہیں، ان کو اسلحہ د

گولہ بارود فراہم کرتے ہیں۔ انھوں نے یہ بھی بتایا کہ سرحد پار کئی تربیتی مراکز ہیں ان میں حیدرآباد اسٹیٹ کانگریس کے والنٹرز بھی ہیں جہاں سے حیدرآباد میں دہشت گردی کے لیئے دستے بھیجے جاتے ہیں۔ عزت مآب وزیر داخلہ نے مقننہ میں بیان کیا کہ اس طرح بھارت کی منصوبہ بند شرانگیزی سے دہشت گردی کے چند واقعات سرحدی مواضعات میں پیش آئے۔ چنانچہ جالنہ اور دیگر علاقوں میں بھی تخریب کار ہندوؤں کو جو رضاکاروں کی وردی پہن کر لوٹ مار اور دہشت گردی کرتے تھے گرفتار کیا گیا۔

”حیدرآباد کے لئے صرف دو ہی راستے ہیں“ جنگ یا شرکت“

پنڈت نہرو کا“ کانگریس کے کھلے اجلاس میں اعلان !

۲۴، اپریل ۱۹۴۸ء کو بمبئی میں منعقدہ آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے کھلے اجلاس بمقام گاندھی نگر میں‘ وزیر اعظم ہندوستان پنڈت جواہر لال نہرو نے حیدرآباد اور کشمیر کے مسئلہ پر تقریر کرتے ہوئے کہا کہ جغرافیائی اور معاشی حالات کے دباؤ کے تحت حیدرآباد کو انڈین یونین میں شریک ہونا ہی پڑے گا۔

اب حیدرآباد کے سامنے صرف دو ہی راستے ہیں؟ جنگ یا شرکت“ پنڈت نہرو نے کہا کہ جنگ ایک طوالت بخش طریقہ ہے؛ اور اگر ہم اس میں الجھ جائیں تو بہت سارے مسائل اٹھ کھڑے ہوں گے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم جنگ کے راستے پر قدم رکھتے ہوئے ڈرتے ہیں‘ حکومت ہند حیدرآباد پر بھی انہیں اصولوں کا اطلاق چاہتی ہے۔ جو اس نے کشمیر اور جوناگڑھ اور دوسر ریاستوں کے بارے میں اختیار کئے ہیں۔

پنڈت جی نے رضاکاروں اور مجلس اتحادالمسلمین کا ذکر کرتے ہوئے کہا رضاکاروں

کے لیڈر مسٹر قاسم رضوی کی اس تقریر کو چھوڑ کر بھی جس کی تردید کی گئی ہے، ایسی باتیں کہی جا رہی ہیں جو حکومت ہند کے خلاف معاندانہ جذبہ کی حامل ہیں۔ اور قاسم رضوی کی جوشیلی تقریروں سے جو سوال پیدا ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ "حیدرآباد پر حکومت کون کر رہا ہے" رضوی یا نظام ہے۔

* * *

کانگریس کے خفیہ اجلاس میں حیدرآباد کے خلاف

مسٹر منشی کے شر انگیز منصوبے

۲۵ر اپریل ۱۹۴۸ئہ کو بمبئی میں کل ہند کانگریس کمیٹی کے خفیہ اجلاس" کانگریس ہاؤس" میں مسٹر کے ایم منشی ایجنٹ جنرل ہند متعینہ حیدرآباد نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا!

انتظام جاریہ کے معاہدہ کے اختتام تک انتظار کرنا مناسب ہے۔ اور جب وہ ختم ہو تو حیدرآباد کو اپنے ہی پسینہ میں سڑنے کیلئے چھوڑ دیا جائے۔ پہل ہمارے ہاتھ میں رہے گی۔ حیدرآباد میں مجھے مشورہ دیا گیا ہے کہ، حکومت ہند جلد بازی نہ کرے اور اس دوران میں بغیر اعلان کئے خاموشی کے ساتھ حکومت ہند" اقتدار اعلیٰ" اختیار کر لے ____ مجھے افسوس ہے کہ نظام مجھ سے کبھی بغیر وزیر اعظم کی موجودگی کے خفیہ ملاقات نہیں کی، میں نے اس کا تذکرہ لارڈ لوئی گورنر جنرل ہند سے کیا تو انہوں نے فرمایا کہ وہ ایک خط نظام کو لکھیں گے اور ان سے مجھے تنہا باریاب کرنے کی درخواست کریں گے۔

میں اتحادی وزراء سے ربط قائم کرنے کی کوشش کی مگر ان سے نہ مل سکا۔ میں چونکہ

کانگریسی تھا۔ اسی خیالات کے لوگوں نے مجھ سے ملنا شروع کیا اور میں ان سے ربط قائم کئے رہا۔ میں نے سرکاری زاویہ نظر معلوم کیا کہ، حکمران طبقہ اقتدار چھوڑنے پر آمادہ نہیں ہے وہ اب بھی ـــــ دونوں فرقوں میں مساوات و تحفظات اور عدم شمولیت وغیرہ کی اصطلاحوں میں گفتگو کرتا ہے۔

"میں تعطل کو انتظام جاریہ کے معاہدہ کے ختم ہونے سے پہلے دور کرنا چاہتا ہوں۔" مسٹر منشی نے تقریر جاری رکھتے ہوئے ایوان کو بتایا!

میں نے محسوس کیا کہ" حکومت نظام معاہدہ جاریہ کی خلاف ورزیوں کا مواد فراہم کر رہی ہے۔" اگرچہ کہ سرکاری طور پر علاقہ جاتی مطالبات نہیں پیش کئے گئے لیکن اتحادی جماعت وقتاً فوقتاً یونین کے علاقوں کا (جو کبھی حیدر آباد کے تھے) مطالبہ کیا اور اس مطالبہ سے موقف اور بھی خراب ہو گیا ـــــ پاکستان کو جو بیس کروڑ روپے قرض کے نام سے حیدر آباد نے دئے ہیں، میں اس کو ایک اہم معاملہ سمجھتا ہوں اور جس طرح یہ معاملہ طے پایا تھا، میرے لئے زیادہ ہوشیار رہنے کا موجب ہوا۔ اور میں نے یہ رائے قائم کی ہے کہ ہم کو انتہائی سخت ہونے کا اظہار کر دینا چاہئیے۔

مسٹر منشی نے کہا کہ، مجھے کامل اتفاق ہے کہ اسٹیٹ کانگریس کوئی کامیابی حاصل نہ کر سکی۔ اتحادی جماعت اور اس کے معاونین کا مکمل طور پر حکومت پر قبضہ ہے اسٹیٹ کانگریس پوری طرح کبھی بھی منظم نہ ہونے پائی، عوام میں سیاسی شعور بھی پوری طرح بیدار نہیں ہوا حالانکہ یہہ خواہش تو موجود ہے کہ عوامی حکومت ہونی چاہئیے ـــــ میں نے اسلحہ اور سامان حرب کی خریدی کے بارے میں نظام کی مجنونانہ مساعی کے متعلق سنیں، معلوم ہوا کہ اسلحہ درآمد کرنے کے لئے حکومت نظام نے اپنے کارندوں کو مملکت متحدہ تک روانہ کیا ہے۔ یہہ اجلاس جو مسٹر راجندر پرشاد صدر کل ہند کانگریس کی زیر صدارت جاری تھا۔ اس اجلاس میں سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے

مسٹر منشی نے کہا میں ایوان کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ میں مقدور بھر کوشش کروں گا کہ مفاد ہند یونین اور حیدر آباد کی ہندو اکثریت بھی جو اتحادی جماعت (رضا کاروں) کی فولادی ایڑی کے نیچے تڑپ رہی ہے۔ محفوظ رہے۔

نائب وزیر اعظم سردار پٹیل کو پوری طرح باخبر رکھا جا رہا ہے اور ہم حالات پر نگرانی قائم کئے ہوئے ہیں۔ میں نے معلوم کیا کہ ہے کہ سرکاری طور پر رضا کاروں سے چشم پوشی کی جاتی ہے۔ حقیقی اعداد و شمار مہاجرین کی تعداد کے بارے میں حاصل نہ ہو سکے ــــ

اب وہاں یہ پروپگنڈہ کیا جا رہا ہے کہ ! اسٹیٹ کانگریس نے "مساوات" قبول کر لی ہوتی اور حکومت (لائق علی وزارت) میں شامل ہو گئی ہوتی' اگر میں نے مداخلت نہ کی ہوتی ــــ ہمیں چاہئیے کہ' معاہدہ انتظام جاریہ کے ختم ہوتے ہی اس کی کسی حالت میں بھی توسیع نہ کریں خواہ ایک ہی دن کے لئے کیوں نہ ہو ــــ مسٹر کے. ایم. منشی نے تقریر کے آخر میں زور دے کر کہا !

ہمیں یہ اعتراض نہیں کرنا چاہئیے کہ' حکومت نظام معاہدہ کی خلاف ورزی کی ہے' اگر ہم ایسا اعتراض کریں تو حکومت نظام اسے "ثالثی" کے سپرد کر دینے کی کوشش کرے گی ــــ" اور یہ وہ معاملہ ہے جو کسی طرح بھی ہمارے لئے سود مند نہیں۔"

★

فوجی نقطہ نظر سے ہم دو محاذ برداشت نہیں کرسکتے۔

کانگریس کے اجلاس میں پنڈت نہرو کی تقریر، قاسم رضوی کی اشتعال انگیزی کی وضاحت

۲۵ اپریل ۴۸ء کو کل ہند کانگریس کمیٹی کا بند اجلاس حیدرآباد اور کشمیر کے مسئلہ پر غور کرنے کے لئے، کانگریس ہاؤس بمبئی میں منعقد ہوا جس میں حیدرآباد کے پانچ لیڈروں کو بھی مدعو کیا گیا تھا، جنہوں نے اجلاس میں رضاکاروں کی پر تشدد دہشت انگیزیوں کی (فرضی اور خود ساختہ) داستانیں سنائیں اور طرح طرح کے الزامات لگائے مسٹر راجندر پرشاد صدر کل ہند کانگریس نے دو روزہ اجلاس کی صدارت کی۔

وزیر اعظم ہند پنڈت نہرو نے اپنی تقریر میں حیدرآباد کے تعلق سے حکومت ہند کی حکمت عملی کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ، ہندوستانی فوج حیدرآباد پر تین طرف سے حملہ کرنے کے لئے تیار ہے۔ اور یہ حملہ قلیل سی مدت کی اطلاع کے بعد ہی کیا جاسکتا ہے۔ لیکن فوجی نقطہ نظر سے ہم دو محاذ (کشمیر اور حیدرآباد) برداشت نہیں کرسکتے۔

پنڈت نہرو نے ارکان سے خواہش کی کہ وہ معاہدہ جاریہ کے اختتام تک صبر سے کام لیں مسٹر قاسم رضوی کی تقاریر کا حوالہ دیتے ہوئے وزیر اعظم ہند نے کہا! "جس طرح ہمارے ملک کے لیڈر جنگ کی اصطلاحات میں اشتعال انگیز باتیں کر رہے ہیں۔ اسی طرح مسٹر رضوی بھی اسی زبان میں جواب دے رہے ہیں" اگرچہ کہ مسٹر رضوی کی تقاریر حیدرآباد کی موجودہ حکومت کے پیش نظر حقائق پر مبنی ہوتی ہیں، لیکن ان تقاریر کو کسی صورت میں بھی حکومت کی سرکاری پالیسی کی ترجمان نہیں قرار دیا جاسکتا۔

پنڈت جی نے اجلاس میں سردار پٹیل کی عدم شرکت کا ذکر کرتے ہوئے اس پیام کا اعادہ کیا جو کہ انہوں نے کل ہند کانگریس کمیٹی کے اجلاس کو بھیجا تھا۔

پنڈت نہرو کی دورخی پالیسی، میرے ساتھ بے رخی

مسٹر منشی کا اظہار

مسٹر کے۔ یم۔ منشی نے اپنی ڈائری میں پنڈت نہرو سے بمبئی کے اجلاس میں ملاقات کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے ! جنوری (یں گاندھی جی کے قتل) سے اب تک میں ان سے کئی مرتبہ ملا لیکن انہوں نے مجھے زیادہ منہ نہیں لگایا بلکہ پھٹے پھٹے رہے۔ کانگریس کمیٹی کے خفیہ (بند) اجلاس میں حیدر آباد سے متعلق حکومت ہند (وزیر اعظم) کی "دورخی پالیسی" پر خوب لے دے ہوئی۔

میرے مشورہ پر حیدر آبادی لیڈرس (مدوعلین) "دہرہ دون" میں سردار پٹیل سے ملے۔ اور وہاں سے اس طرح واپس آئے کہ ان کے حوصلے بلند تھے:۔ مسٹر منشی نے مونٹ بیٹن کے پریس اٹاچی مسٹر جانسن کے حوالے سے لکھا ہے کہ "پنڈت نہرو کی کانگریس کے کھلے اجلاس میں ۲۴۔ اپریل کی تقریر کو پڑھ کر لارڈ مونٹ بیٹن دہشت زدہ ہو گئے۔ اور پنڈت جی کو اس کے نتائج کی طرف متوجہ کیا۔

پنڈت نہرو کی تقریر "جنگ یا شرکت"

برطانوی پارلیمنٹ میں تنقید، حیدرآباد کی پرزور حمایت

لندن: ۴م مئی ۱۹۴۸ء آج برطانوی دارالعوام میں حزب الاختلاف کے اسپیکر مسٹر رچرڈ ٹیلر نے حیدرآباد کی آزادی کی بقاء کے جائز حق کی پرزور حمایت کرتے ہوئے وزیراعظم ہند پنڈت نہرو کی حیدرآباد کے بارے میں حالیہ تقریر کے لب و لہجہ کو جنگجویانہ اور ناپسندیدہ قرار دیا اور کہا کہ !

حیدرآباد کے مسئلہ حل اتنا آسان نہیں جتنا کہ پنڈت نہرو سمجھتے ہیں۔ جنگ یا شرکت کی دو متبادل صورتیں اس مسئلہ کا کوئی منصفانہ حل نہیں کہلائی جاسکتی کیوں کہ وہ ایک آزاد ملک ہے۔

مسٹر رچرڈ ٹیلر نے کہا کہ برطانیہ کو حیدرآباد کی آزادی کے جائز حق کی تائید کرنی چاہئے۔ اگر وہ چاہے تو اسے "دولت مشترکہ" کا رکن بنالیا جانا چاہئے۔ جب کہ اس ایوان میں وزیراعظم اٹیلی نے یہ اعلان کیا تھا! ـــــ " ایک کروڑ اسی لاکھ آبادی رکھنے والا حیدرآباد برطانوی دولت عامہ کا رکن بن سکتا ہے "۔

* * *

عثمان آباد میں مسلمانوں کے قتل عام کے لئے

پھول چند گاندھی کا شرمناک منصوبہ

عثمان آباد، ۴ رمئی ۱۹۴۸ء۔ اسٹیٹ کانگریس کی مجلس عمل کے لیڈر پھول چند گاندھی نے "بارسی" ضلع عثمان آباد میں آج ایک جلسہ عام کو مخاطب کرتے ہوئے کہا، عثمان آباد کے تمام مسلمانوں کا بلا لحاظ عمر و جنس صفایا کردینا چاہئے۔ انہوں نے اپنی تقریر میں یہ انکشاف کیا کہ، عثمان آباد میں تخریبی سرگرمیوں کے لئے سرحد کے پار تین مراکز اب تک قائم ہوچکے ہیں۔ اور چوتھا مرکز قائم ہوجانے کے بعد وہ بھارت سرکار کی ہدایت کا انتظار کریں گے۔ اگر وہاں سے کوئی ہدایت وصول نہ ہو تو وہ مزید انتظار کئے بغیر عثمان آباد میں اپنے منصوبہ کو روبہ عمل لائیں گے۔

نوٹ :۔ مسٹر پھول چند گاندھی کی نگرانی میں بم سازی کا ایک کارخانہ ہندو یونین کے تعاون سے شولاپور صوبہ بمبئی میں قائم کیا گیا تھا اور یہ بم حیدرآباد کے سرحدی دیہاتوں میں مسلمانوں کی چھوٹی چھوٹی بستیوں میں استعمال کئے جاتے تھے۔

واضح رہے کہ، یہ وہی پھول چند گاندھی ہیں جو سقوط حیدرآباد کے بعد پہلی کانگریسی حکومت بی رام کشن راؤ کی کابینہ میں وزیر بنائے گئے۔ اور جنہوں نے پولیس ایکشن کے بعد اپنے ان ہی منصوبوں کو روبہ عمل لاکر عثمان آباد میں مسلمانوں کا قتل عام کرایا۔ چنانچہ وزیر اعظم ہند پنڈت نہرو نے اپنے پہلے دورہ کے موقع پر عثمان آباد کی اس خونریز بھیانک تباہی کو دیکھ کر انتہائی ندامت اور سخت برہمی اور دکھ کا اظہار کیا۔

(مظہر الدین)

ہند یونین میں شرکت کا مطلب حیدرآباد کے مسلمان اور پست اقوام کی موت

مسٹر شیام سندر کی بیدر میں تقریر

۶ر مئی ۱۹۴۸ئہ۔ ضلع بیدر میں پست کردہ اقوام کے ایک عظیم الشان جلسہ عام کو مخاطب کرتے ہوئے قائد پست کردہ اقوام مسٹر بی۔ شیام سندر رکن مقننہ (اسمبلی) نے کہا!

ہندوستانی یونین میں شرکت اور ”تین فی صد برہمنوں“ کی مطلوبہ ذمہ دارانہ حکومت کے معنی مملکت آصفیہ حیدرآباد کے چالیس لاکھ مسلمانوں کے ساتھ نوے لاکھ پست کردہ اقوام کی بھی موت کے ہیں۔

پست کردہ اقوام اس کے لئے کبھی راضی نہیں ہو سکتے کہ جو قوم ان پر ہزاروں سال سے ظلم ڈھائی جا رہی ہے۔ اور ہماری قوم کو نیچ سمجھنا اپنا ایمان سمجھتے ہیں۔ آج اس کے ہاتھ میں اقتدار سونپ دیا جائے۔ مسٹر شیام سندر نے جلسہ میں شریک ہزاروں پست کردہ اقوام سے اپیل کی کہ وہ ـــــ تنظیم رضا کاران میں شریک ہو کر مسلمانوں کے ساتھ مل کر حیدرآباد کی آزادی کی حفاظت کریں۔ ہم اپنی آزادی کو کسی قیمت پر برہمنوں کے حوالہ نہیں ہونے دیں گے ' ہم بیرونی قوت کا مقابلہ کرنے تیار ہیں۔ مسٹر شیام سندر قائد پست کردہ اقوام نے پورے ممالک محروسہ سرکار عالی میں اجتماعات کو مخاطب کرتے ہوئے اپنے ملک کی آزادی کی حفاظت کے لئے تنظیم رضا کاران کو مستحکم کرنے کی اپیل کی۔

* * *

سکھ لیڈر سردار تارا سنگھ کا پنڈت نہرو اور سردار پٹیل کو مکتوب

قاسم رضوی اور حیدرآباد کے خلاف ہند کے پروپگنڈہ کی مذمت

۱۰ رمئی ۱۹۴۸ء حیدرآباد کے ایک غیر مسلم سکھ لیڈر سردار تارا سنگھ نے قاسم رضوی صاحب و رضاکار تنظیم اور مملکت حیدرآباد کے خلاف ہند کے شرانگیز پروپگنڈہ کی مذمت کرتے ہوئے ایک مکتوب پنڈت نہرو اور سردار پٹیل کو لکھا کہ !

ہندوستان کے وزیر اعظم اور نائب وزیر اعظم کو جاننا چاہئے کہ' مولوی قاسم رضوی کی زیر قیادت رضاکار تنظیم میں بلا لحاظ مذہب و ملت سب ہی محب وطن لوگ شامل ہیں۔ اور یہ تنظیم دشمن کو حدود مملکت محروسہ میں داخلے سے باز رکھ کر ملک کے مسلم اور غیر مسلم عوام کے مفاد اور اپنے حکمران کے اقتدار کی سلامتی کا تحفظ کر رہی ہے۔

سردار تارا سنگھ نے مکتوب میں واضح کیا ہے کہ' گزشتہ ۱۵ راگسٹ کے بعد سے سرزمین ہند پر جو انسانی خون پانی کی طرح بہایا گیا اور اقلیتوں پر جو ظلم و ستم کیا جا رہا ہے اس کے برعکس حیدرآباد امن و امان اور ہندو مسلم اتحاد کا گہوارہ ہے۔ حکومت ہند کو چاہئے کہ سب سے پہلے ان غیر قانونی اور نیم فوجی فرقہ پرست اداروں کو تحلیل کردے جو ہندوستان میں فروغ حاصل کر رہے ہیں ۔

★

حیدرآباد کا ہر فرد دشمن کو زیر کرنے کا عزم رکھتا ہے

قاسم رضوی کا اعلان

۱۱ مئی ۔ ۱۹۴۸ء ۔ (اخبار "ہندو" مدراس کا نامہ نگار) ۔

شاہ دکن ہز مجسٹی حضور نظام کی سالگرہ کے جلسہ عام کو مخاطب کرتے ہوئے رضاکار تنظیم کے لیڈر مسٹر سید محمد قاسم رضوی نے کہا کہ

حیدرآباد کو جنگ کی دھمکیاں دی جارہی ہیں۔ لیکن حیدرآباد ان چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں سے نہیں ہے جو ہندوستان کی دھمکیوں سے دب جائے۔ اور نہ ہمارا بادشاہ ایسے مہاراجوں میں سے ہے جو آسانی سے "راج پر مکھ" بن گئے ہیں۔

رضاکار لیڈر نے اعلان کیا کہ حیدرآباد کا ہر فرد بلا لحاظ مذہب و ملت دشمنوں کی مساعی کو ناکام کرنے اور انہیں زیر کرنے کا عزم مصمم رکھتا ہے۔ دنیا کی تمام قوتوں کی قوت بھی، ایک عزم مصمم رکھنے والی قوم کو غلام بنانے کے لئے کامیاب نہیں ہوسکتی۔ اور کہا کہ! جس خطرناک دور سے مملکت حیدرآباد گزر رہی ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔

"اس دور کشمکش، حضرت پیر و مرشد حضور نظام کی سیاست کا یہ ادنیٰ کرشمہ ہے کہ اس مملکت کو عالم اسلامی کی ہمدردیاں اور تائید حاصل ہے"۔

رضاکار قائد قاسم رضوی نے مزید کہا!

دنیا کی ساری طاقتیں حیدرآباد کے خلاف اگر کھڑی بھی ہوجائیں، لیکن میں یقین دلاتا ہوں کہ! عزم بلند اور یقین محکم تمہاری کامرانی کا ذمہ دار ہے۔ مسلمانوں کے جذبہ حریت کو دنیا کی کوئی طاقت زیر نہیں کرسکتی ـــــ

مُسلمان غیر مسلم کی حفاظت کے لئے سر کٹانے آمادہ

مجاہد اعظم قاسم رضوی کا اعلان، ہندو مسلم اتحاد کے اثر آفریں مناظر

۱۶ر مئی ۴۸ء کو مجاہد اعظم سید محمد قاسم رضوی جب "جگدیو پور" ضلع میدک پہنچے تو ہندو مسلم اتحاد کے اثر آفریں ماحول میں آپ کا شاندار استقبال کیا گیا اور ہندو مسلم رضاکاروں نے سلامی دی۔ ہندو عوام نے اپنی مذہبی رسم کے مطابق مجاہد اعظم کو پھولوں سے سجی "رتھ" پر بٹھا کر گلپوشی کی اور ناریل پھوڑنے کی رسم ادا کی۔

ہندو عوام نے مولوی قاسم رضوی صاحب پر اپنے کامل اعتماد اور رضاکاروں کی خدمات پر ممنونیت کا اظہار کیا کہ' وہ بلا لحاظ مذہب و ملت خدمت انجام دے رہے ہیں۔ اور ہماری جان و مال اور ملک و مالک کے محافظ سپاہی ہیں۔

شاہ عثمان زندہ باد' آزاد حیدرآباد پائندہ باد' مجاہد اعظم زندہ باد کے فلک شگاف نعروں کی گونج میں' فیلڈ مارشل مجاہد اعظم قاسم رضوی کا رتھ جلوس کی شکل میں جگدیو پور میں داخل ہوا۔ اس موقع پر فیلڈ مارشل قاسم رضوی قائد رضاکاران نے اپنی مختصر تقریر میں فرقہ وارانہ اتحاد اور وطن سے وفاداری پر ہندو مسلم عوام کو مبارکباد دیتے ہوئے کہا!

مسلمان رضاکار تمہارا بھائی ہے جو اپنے "غیر مسلم برادران وطن کی حفاظت کے لئے اپنا خون بہانے اور سر کٹانے پر آمادہ ہے"۔

دشمن کتنا ہی مشتعل کیوں نہ کرے لیکن مسلمان صبر سے کام لیں

فیلڈ مارشل قاسم رضوی کی تقریر

حیدرآباد، ۱۷ مئی ۱۹۴۸ء فیلڈ مارشل قاسم رضوی قائد رضاکاران نے دارالشفاءٔ میں مسلمانوں کے کثیر اجتماع کو مخاطب کرتے ہوئے کہا!

ہم ہندو کو ہندو رکھ کر، مسلمان کو مسلمان رکھ کر، سکھ کو سکھ رکھ کر اتحاد قائم رکھے ہوئے ہیں۔ ہم قومیت کا دھوکہ نہیں دیتے۔ جو باہر سے حیدرآباد پر مسلط کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے حیدرآباد نے جس رواداری و مذہبی آزادی اور امن و اتحاد کے ذریعہ اپنے ملک کی زندگی کو قائم رکھا ہے، دنیا اس کی معترف ہے۔

رضاکاروں کو "راکشش"[1] بنانے والے بنائیں اور اس کا بھیانک نقشہ کھینچیں

---

[1] یہ پروپگنڈہ کیا جاتا تھا کہ مسلمان روزانہ ہندو کو مارنے کے بعد کھانا کھاتے ہیں۔ اس طرح کے "کارٹون" ہندوستانی اخباروں میں شائع ہوتے تھے، جس میں قاسم رضوی صاحب اور رضاکار کو انتہائی بھیانک کئی فٹ بڑے بڑے دانتوں اور بڑے بڑے ناخنوں اور کئی سروں و کئی ہاتھوں والا راکشش بتایا جاتا تھا اسی طرح کے "پوسٹر" ہندوستان کے ہر ایک علاقے میں لگائے جاتے تھے۔ نئی نسل اسی گوئبلزی پروپگنڈہ کا شکار ہے۔ جو قاسم رضوی صاحب اور رضاکاروں کو بدنام کرنے کے لئے کیا جاتا رہا۔ جس کا ذکر نہ صرف سقوط حیدرآباد کے بعد حکومت ہند کی "وزارت دفاع" کی شائع کردہ کتاب "پولو آپریشن" اور حکومت ہند کے ذمہ دار ارباب کی کتابوں میں ہے بلکہ آج بھی اس کا سلسلہ درسی کتب اور دیگر طریقہ سے (فرقہ وارانہ منافرت پیدا کرنے) جناب قاسم رضوی اور رضاکاروں کے خلاف جاری ہے۔ (مولف)

والے کھینچیں آفتاب پر دھول اڑانے سے اسکی ضیا پاشی میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔

مجاہد اعظم قاسم رضوی نے اپنے ایک بیان کا اعادہ کرتے ہوئے کہا!

آل انڈیا ریڈیو، ہندوستانی اخبارات اور حکومت ہند کے
شرمناک پروپگنڈے کی مجھے رتی برابر پرواہ نہیں،
مجھے فکر تو اس کی ہے کہ حکومت ہند مقصد براری کے لئے
مسلمانوں کو اتنا بدنام کر کے اور بھیانک بنا کر برصغیر کے
ہندوؤں کے دلوں میں، مسلمانوں کا کچھ پاس و لحاظ باقی رکھے
گی اور آنے والی نسلوں کے دلوں میں ہندو مُسلم اتحاد کی
کوئی توقع باقی رہے گی ؟۔

سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے قائد رضا کاران نے کہا، رضا کاروں میں "حیدر آباد کے اندر جو ہندو مسلم اتحاد ہے وہ بھارت کے کسی چپہ پر نظر نہیں آئے گا" ہماری رضاکارانہ تنظیم میں ہر مذہب و ملت کے وطن پرست ہیں ہر ایک کا مذہب اپنی جگہ قائم ہے۔ قاسم رضوی صاحب نے مزید کہا! دنیا کا یہ خیال تھا کہ پنڈت نہرو فرقہ واریت سے پرے ہیں۔ مگر اب معلوم ہوا کہ کھدر کے ہر کرتے کے نیچے وہی فرقہ واریت چھپی ہوئی ہے۔ جو حیدر آباد پر حملہ کرنے کے لئے بہانہ ڈھونڈ رہی ہے ـــــ "میں مسلمانوں سے اپیل کرتا ہوں کہ! دشمن آپ کو کتنا ہی مشتعل کریں اور تنگ کریں لیکن آپ صبر سے کام لیں"

آپ کا صالح اور نیک عمل حیدر آباد کو آزاد رکھے گا ـــــ

حکومت ہند کیلئے جائز نہیں کہ شمولیت کیلئے حیدرآباد پر دباؤ ڈالے

قائداعظم گورنر جنرل پاکستان کا اعلان

کوئٹہ، یکم جون ۱۹۴۸ء۔ قائداعظم محمد علی جناح گورنر جنرل پاکستان نے آج کوئٹہ سے ایک اعلان جاری کیا ہے کہ ! ریاستوں کے معاملہ میں میری رائے حکومت ہندوستان اور حکومت حیدرآباد کو معلوم ہے۔

حیدرآباد ایک آزاد خود مختار سلطنت ہے اور اسے اختیار حاصل ہے کہ وہ ہندوستان میں شمولیت اختیار کرے یا آزاد رہنے کا فیصلہ کرے۔ ہندوستان کی حکومت کے لئے یہ بات کسی طرح جائز نہیں کہ وہ مملکت آصفیہ کو شمولیت پر مجبور کرنے کے لئے دباؤ ڈالے، کیوں کہ ایسا کرنا "اخلاق وانصاف اور دیانت داری" کے اصولوں کے خلاف ہے۔ مجھے یہ کہنے کی چنداں ضرورت نہیں معلوم ہوتی کہ،

حیدرآباد اپنی آزادی وخود مختاری کو برقرار رکھنے کے لئے جدوجہد کر رہا ہے۔ "اسے پاکستان ہی کے مسلمانوں کی نہیں بلکہ ساری دنیا کے مسلمانوں کی ہمدردیاں حاصل ہیں۔" حیدرآباد کو اپنی قسمت کا مناسب فیصلہ کرنے کی آزادی دی جانی چاہئے، حیدرآباد اور ہندوستان کے اس تنازعہ میں یہی واحد اور باعزت راستہ رہ گیا ہے۔

ہم نے استصواب عامہ کیلئے ہند کا چیلنج قبول کرلیا تو . . .
وہ اس سے منحرف ہوگئی ہند کی جمہوری اور اخلاقی شکست

قاسم رضوی کی تقریر

حیدرآباد، ۱۱ر جون ۱۹۴۸ء۔ آج رات فیل خانہ میں یوم خودمختاری کے زبردست جلسہ عام کو مخاطب کرتے ہوئے فیلڈ مارشل سید محمد قاسم رضوی نے کہا :- ہندوستان عرصہ سے چیلنج رہا تھا کہ حیدرآباد کی حکومت مطلق العنان اور دقیانوسی ہے وہاں بادشاہت ہے عوام کچلے جارہے ہیں۔ اس لئے صرف استصواب عامہ کے ذریعہ ہی آخری فیصلہ ہونا چاہئے کہ حیدرآباد کے عوام کس قسم کی زندگی چاہتے ہیں۔ "آزادی یا ہند یونین میں شرکت"۔

ہم نے جمہوریت کی دعوے دار ہندوستان کی حکومت کا جمہوری چیلنج قبول کرلیا تو، وہ خود اس سے منحرف ہوگئی اور اپنی ہی پیش کردہ تجویز استصواب عامہ پر راضی نہیں۔

بہرحال ہم نے آج اپنے ایقان کا ثبوت دے کر اخلاقی اور سیاسی میدان میں ہندوستان کو پہلی شکست دے دی، اور ساری دنیا میں ہندوستان کی جمہوریت کا پول کھل چکا ہے۔

حیدرآباد پر حملہ کے حالیہ بیانات کا جو ہند کے ارباب مجاز دے رہے ہیں، اس کا تذکرہ کرتے ہوئے قاسم رضوی صاحب نے کہا کہ، ہندوستانی فوج حیدرآباد میں داخل ہوئی تو "راس کماری" تک انتشار برپا ہوجائے گا اور سارے ہندوستان میں اس کا ردِ عمل ہوگا :- لیکن اگر ہم سے دوستی کروگے تو!

خدا کی قسم ہم تمہارے اچھے حلیف اور دوست ہوسکتے ہیں۔ ہمیں تم سے ہمدردی ہے۔

کیوں کہ ہم نے تم پر نو سال تک خلوص اور رواداری کے ساتھ حکومت کی ہے۔ میں پھر کہتا ہوں کہ ہم اپنے پڑوسی کے ساتھ بہتر تعلقات رکھنا چاہتے ہیں تم قلعہ گولکنڈہ پر قبضہ کرنے کا خیال چھوڑ دو۔ ورنہ انجام کار مجھے لال قلعہ پر آصفی پرچم لہرانا پڑے گا اور پھر سے دہلی میں ایک ہزار سالہ مسلم اقتدار کا احیا ہوگا ـــــ

نوٹ :ـــ حیدرآباد کو غلامی میں جکڑنے والی تمام تدابیر کی ناکامی کے بعد حکومت ہند نے 'حیدرآباد کی "۸۵ فیصد غیر مسلم" آبادی کے' بھرے پر ایک سیاسی اور جمہوری پانسہ پھینکا اور حیدرآباد کے سامنے 'قطعی اور آخری یہ "شرط" رکھی کہ! حیدرآباد کے آزاد موقف کی برقراری یا ہند یونین میں شمولیت کے لئے "استصواب عامہ" کے ذریعہ فیصلہ کیا جائے۔

اس مسئلہ پر مولوی سید محمد قاسم رضوی صدر ملکتی اتحاد المسلمین نے مجلس کے قدیم سابق معتمد عمومی مولوی یامین زبیری آنریبل صدر المہام کی قیام گاہ پر مجلسی قائدین اور ارکان عاملہ سے مشاورت کی۔ بعض ارکان نے غیر مسلم اکثریت کے مد نظر حکومت ہند کی تجویز کو رد کر دینے کا اظہار کیا' لیکن صدر محترم قاسم رضوی اپنے یقین محکم کی بنا پر بھارت کی پیش کردہ شرط کو کھلے دل سے قبول کرنے کے حق میں تھے' مباحث کے بعد مجلسی قائدین اور ارکان عاملہ نے اس کو قبول کر لیا۔ چنانچہ قائد محترم رضوی صاحب نے فضیلت مآب میر لائق علی وزیر اعظم کو' ہند کی پیش کردہ تجویز کو قبول کر لینے کا شاطرانہ مشورہ دے کر' جمہوریت کی دعوے دار حکومت کو سیاسی و اخلاقی اور جمہوری میدان میں مات دی۔

جب وزیر اعظم حیدرآباد نے ہندوستان کی جمہوری حکومت کی پیش کردہ استصواب عامہ کی تجویز کو حیدرآباد کی مطلق العنان حکومت کی جانب سے قبول کر لئے جانے کی اطلاع گورنر جنرل اور وزیر اعظم ہندوستان کو دی تو' ارباب اقتدار ہند بوکھلا گئے۔

محمد مظہر الدین

استصواب عامہ کیلئے جمہوریہ ہند کی پیش کردہ تجویز

حضور نظام کا شاہی فرمان

میری حکومت اور حکومت ہندوستان کے مابین طویل مباحث کے بعد میں اب اس موقف میں ہوں کہ اپنی حکمت عملی کے تعلق سے اعلان کروں۔ مملکت حیدرآباد اور قلمروئے ہندوستان کے باہمی تعلقات کے بارے میں غیر یقینی صورت حال پیدا ہوگئی ہے میں اسے ختم کرنا چاہتا ہوں۔ میرے نقطۂ نظر سے حکومت ہندوستان بخوبی واقف ہے اور ہندوستان کا نقطہ نظر مجھ پر واضح کردیا گیا ہے۔

اس لئے اب میں نے فیصلہ کرلیا ہے کہ اس سوال (ہند کی پیش کردہ تجویز) پر اپنی رعایا کی مرضی معلوم کروں کہ آیا حیدرآباد' ہندوستانی یونین میں شریک ہوجائے یا نہیں۔

اس لئے میں حیدرآباد میں حق رائے دہی بالغان کی اساس پر " استصواب عامہ" کا انتظام کروں گا. اور استصواب عامہ کو "منصفانہ" طریقہ پر عمل میں لانے کے لئے میں اس کا انتظام کروں گا کہ یہ ایک "غیر جانبدار" اور آزاد جماعت کی نگرانی میں عمل میں آئے میں استصواب عامہ کے نتیجہ سے اتفاق اور اسے تسلیم کرلوں گا۔ **خواہ یہ کچھ بھی ہو** :۔

اس شاہی فرمان کی نقولات' دلی میں وزیر اعظم ہند کی پریس کانفرنس کے موقع پر صحافیوں کو بھی دی گئیں ــــ

ہند یونین کے جدید شرائط یا دستاویز غلامی ؟۔

(جون ۸ ۴ء) جلالۃ الملک اعلیٰ حضرت حضور نظام نے جب ہند کی پیش کردہ استصوابِ عامہ کی تجویز کو شرف قبولیت بخشا تو حکومت ہند بوکھلا کر اس سے منحرف ہوگئی اور دوسرے شرائط پیش کی جو بالکلیہ دستاویز غلامی تھی۔

ملاحظہ ہو، ہند یونین کے جدید شرائط !

فقرہ نمبر ۱ امور خارجہ دفاع اور مواصلات کے متعلق حکومت حیدرآباد معنًا شرکت کرلے، اور ایسے قوانین کے نفاذ پر آمادہ ہو جائے جو حکومت ہند، حیدرآباد میں نافذ کرنے کی خواہش کرے۔

فقرہ نمبر ۲ اگر حیدرآباد ایسے قوانین کے نفاذ سے قاصر رہے تو حکومت ہند کو ان کے نفاذ کا اختیار ہوگا۔

فقرہ نمبر ۳ حیدرآباد کی افواج باقاعدہ کی تعداد بیس ۲۰[ع۵] ہزار سے زائد نہ ہوگی اور حکومت ہند کو اس کے معائنہ کا حق ہوگا۔ اور تمام افواج بے قاعدہ اور عسکری تنظیمات برخواست کردی جائیں "خاص کر رضاکار تنظیم" فوری ختم کردی جائے۔

فقرہ نمبر ۴ حیدرآباد کے اندر حکومت ہند بجز مفاجاتی حالات کے اپنی افواج کو متعین نہیں کرے گی، لیکن مفاجاتی حالات کا تعین حکومت ہند کرے گی۔

[ع۵] تقسیم ہند کے بعد حیدرآباد کی افواج عصری اسلحہ سے لیس تیس ہزار اور نیم فوجی فورس کی تعداد چالیس ہزار تھی بعلاوہ رضاکاروں کے (دیکھئے کتاب کا تیسرا ایڈیشن صہ ۱۲۳)، مؤلف

فقرہ ع۵ حیدرآباد کے خارجی تعلقات کی ذمہ داری حکومت ہند پہ ہوگی اور حیدرآباد کو دنیا کے کسی ملک سے سیاسی و تجارتی تعلقات قائم کرنے کا حق نہ ہوگا۔

فقرہ نمبر ع۶ حیدرآباد میں فوری "حکومت ہند کے پسند کی اساس پہ" ذمہ دارانہ حکومت تشکیل دی جائے، جس میں غیر مسلم اکثریت کے علاوہ وزیر اعظم" اعلیٰ فرقہ کا ہندو ہو"—

حیدرآباد کی آزادی کو ختم کرنے والے شرائط مسترد

حضور نظام کا گورنر جنرل ہند کے نام برقیہ

۱۷ ر جون ۴۸ء کو ہز اگزالٹیڈ ہائی نس اعلیٰحضرت حضور نظام نے اپنے فیصلہ سے آگاہ کرتے ہوئے ہز اکسلنسی گورنر جنرل ہندوستان لارڈ مونٹ بیٹن کو ایک طویل ٹیلگرام روانہ کیا کہ!

طویل المعیاد معاہدہ کے لئے گفت وشنید نے طوالت اختیار کی ہے۔ اکثر امور میں سمجھوتہ کے امکانات ہوسکتے ہیں، لیکن اب بھی ایسے اہم اور بنیادی امور جن کا تعلق میرے ملک کی آزادی اور بقاء سے ہے تصفیہ طلب ہیں۔

میرے وزیر اعظم نے بہت پہلے وزیر اعظم ہند پنڈت نہرو اور آپ سے مذاکرات کے وقت ہی یہ بات واضح کردی تھی کہ! "حیدرآباد اپنی آزادی کو متاثر کئے بغیر" ہندوستان سے باعزت سمجھوتہ کے لئے آمادہ ہے۔ علاوہ ازیں میری

کونسل ، یہ مشورہ نہیں دے سکتی ہے کہ !

مفاجاتی حالات میں جس کا جب بھی ہندوستان کی جانب سے اعلان ہوگا میرے ملک میں ہندوستانی فوج کو پڑاؤ کی اجازت ہوگی۔ اور نہ ہی یہ قبول کیا جاسکتا ہے کہ، حیدرآباد کی سمندر پار تجارتی اور خارجہ آزادی ختم ہوجائے؛ ثالثی کا مسئلہ بھی اہم ہے اور یہ بات بھی قابل افسوس ہے کہ، حکومت انڈین یونین نے اپنی سابقہ تجویز استصواب عامہ سے گریز کیا، جس کو میری حکومت اور میں نے قبول کر لیا تھا۔

متذکرہ امور کی بناء پر ہند یونین کے جدید شرائط کے مسودہ معاہدہ کو اس کی موجودہ صورت میں قبول نہیں کیا جاسکتا۔ یور اکسیلنسی سے میری مخلصانہ توقع ہے کہ گفت و شنید کو جاری رکھا جائے تاکہ جلد از جلد ایک طویل المیعاد باعزت سمجھوتہ کی تکمیل ہوجائے۔

* * *

دوستی اور رفاقت کے لئے حیدرآباد کا پیشکش

دوستی اور رفاقت کا طویل المیعاد معاہدہ کرنے کی خاطر حیدرآباد اپنی آزادی کو بنیادی طور پر متاثر کئے بغیر اپنے بعض حقوق بھی حکومت ہند کے حوالہ کرنے آمادہ تھا۔ لیکن ہند یونین اس کو بھی قبول کرنے سے نہ صرف انکار کر دیا بلکہ آئندہ حیدرآباد سے گفت و شنید بند کر دینے کا اعلان کر دیا۔ حکومت حیدرآباد نے جو مسودہ معاہدہ حکومت ہند کو پیش کیا تھا، ملاحظہ ہو !

فقرہ نمبر ۱

مملکت حیدرآباد کی افواج کے متعلق حکومت ہند کو جو شبہات پیدا ہوگئے ہیں، اس پر حیدرآباد اتنی ہی مسلح فوج رکھنے پر رضامند ہے جو حیدرآباد کے داخلی امن اور صیانت کے لئے کافی ہو۔

فقرہ نمبر ۲ حکومت حیدرآباد اپنی افواج کی تعداد اور اسلحہ و گولہ بارود کی تعداد کے تعین کا مشورہ حکومت ہند سے کرے گی۔

فقرہ نمبر ۳ حکومت حیدرآباد صرف انڈین یونین کے ساتھ اقدام اور دفاع کا معاہدہ کرے گی۔ اور کسی دوسرے ملک کے ساتھ ایسا معاہدہ نہیں کرے گی۔

فقرہ نمبر ۴ اگر انڈین یونین کی صیانت کو بیرونی حملہ کا خطرہ لاحق ہو تو حیدرآباد اپنی پچاس فیصد مسلح فوج سے انڈین یونین کی مدد کرے گا۔ اور پاکستان سے جنگ کی صورت میں غیر جانب دار رہے گا۔

فقرہ نمبر ۵ حیدرآباد کو اپنے سفیروں اور تجارتی ایجنٹوں کے دوسرے ممالک میں تقرر کی کامل آزادی رہے گا۔

فقرہ نمبر ۶ نزاعی امور کی صورت میں ثالثی کے فیصلہ کی پابندی ہر دو ملکوں پر ہوگی۔

فقرہ نمبر ۷ "برار" اعلیٰحضرت بندگان عالی کا اقتدار باقی رہے گا ــــ

▲ ▲ ▲

ہند یونین کی جانب سے گفت و شنید بند کر دینے پنڈت نہرو اعلان

۱۷ر جون ۱۹۴۸ء کی شام کو وزیر اعظم ہندوستان پنڈت جواہر لال نہرو نے پریس کانفرنس کو مخاطب کرتے ہوئے اعلان کیا کہ!

استصواب عامہ سے پہلے ہی حیدرآباد کو معاً ہند یونین میں شریک ہوجانا چاہئیے۔ اور حکومت ہند کی پسندیدہ اساس پر اکثریتی فرقہ کی ترجمان ذمہ دارانہ حکومت کے

قیام کی تشکیل کا اعلان کرنا ہوگا۔ اب جو مسودہ معاہدہ ہند یونین نے پیش کیا ہے اس میں ان تمام شرائط کو واضح کر دیا گیا ہے۔

ہندوستان اپنے موجودہ (جدید) مسودہ معاہدہ سے سرمو ہٹنے تیار نہیں ہے۔ نظام جب چاہیں ان شرائط کو قبول کر سکتے ہیں۔ اب حیدرآباد سے مزید گفت و شنید مصالحت نہیں کی جائے گی۔

پنڈت نہرو کے بیان اور حکومت ہند کے فیصلہ کو آل انڈیا ریڈیو سے رات کی خبروں میں نشر کیا گیا۔

حیدرآباد دوستی کیلئے بعض حقوق محدود کر لینے بھی تیار لیکن غلامی اور محکومی کے لئے تیار نہیں

مجاہد اعظم کا اعلان

۱۷؍ جون ۴۸ء۔ حیدرآباد اپنے پڑوسی کے ساتھ ایک حلیف کی حیثیت سے اشتراک کے لئے ایک حد تک اپنے بعض حقوق کو محدود کر لینے بھی تیار ہو گیا۔ لیکن غلامی اور محکومی کی حد سے جو حد آکر ملتی ہے اس کے لئے تیار نہیں ۔۔۔ "آج بھی صلح جوئی اور دوستی کے لئے حیدرآباد کا دروازہ کھلا ہے"!

ان الفاظ میں مجاہد اعظم مولوی سید محمد قاسم رضوی آج رات دار السلام میں "یوم شہداء" کے اجتماع میں ان رضاکار مجاہدین کو جو مملکت اسلامیہ حیدرآباد کے سرحدوں کی حفاظت کرتے ہوئے شہید ہوگئے، خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا

مسلمان آزاد رہنے کے لئے مرنے تیار ہے۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو اپنی سرحدوں کی حفاظت کرتے ہوئے حیات جاودانی پائی' مبارک ہیں وہ باپ جنہوں نے اپنے بچوں کی خبریں کھودیں' مبارک ہیں وہ مائیں جنہوں نے اپنے دل کے ٹکڑوں کو اللہ کے حضور میں نذر کے طور پر پیش کر دیا' پروردگار تیرا شکر ہے کہ تو نے ان کی نذر قبول کر لی۔ آج میں دعا کرتا ہوں کہ مالک جس طرح تو نے ان کی نذر قبول کی' ہم سب کو بھی اپنی بارگاہ میں قبول کر اور حیات جاودانی عطا فرما۔

قاسم رضوی صاحب نے تقریر میں' پنڈت نہرو کی دھمکی آمیز تقریر اور ہند و یونین کے فیصلہ پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا! نو بجے آل انڈیا ریڈیو سے اعلان کیا گیا کہ' حیدر آباد سے جو گفت و شنید ہو رہی تھی وہ ختم کر دی گئی ہے ـــــ میں خدا کا شکر ادا کرتا ہوں کہ' جو حالت تعطل تھی وہ ختم ہو گئی' سناٹے کا جو عالم تھا وہ ختم ہو گیا' ایک شبہ کی جو کیفیت تھی وہ ختم ہو گئی۔

پنڈت جی نے جو ارشاد فرمایا کہ حیدر آباد کے لئے تین راستے ہیں' پہلا راستہ ہندوستان میں ضم ہونا' دوسرا راستہ ہندوستان کی خدائی کے سامنے سر تسلیم خم کر دینا۔ پہلی بات تو عرصہ ہوا ختم ہو چکی' دوسری بات پنڈت جی سن لیں کہ! دوسروں کے آگے ہمیں سر جھکانے کی عادت اس لئے نہیں کہ جس دن رب العزت ہمیں ` پیدا کیا تھا ہم اسی وقت اس چیز کو ختم کر چکے۔ تیسری بات پنڈت جی نے فرمائی ضرور تھی لیکن اس سے خود ہی منحرف ہو گئے اور کہہ دیا کہ وہ ہمیں اب منظور نہیں۔ جب کہ ہم بلا تعل اس کو قبول کر لینے آمادہ تھے۔

آج دنیا پر ظاہر کرنا کہ حیدر آباد صلح کرنا نہیں چاہتا درست نہیں۔ ہاں حیدر آباد آپ کی غلامی نہیں کرنا چاہتا ـــــ حیدر آباد صلح و دوستی نہ صرف آج چاہتا ہے بلکہ کل بھی چاہے گا۔" مگر آپ غلامی کو صلح فرماتے ہیں تو مجھے ایسی صلح منظور نہیں۔" کیا کوئی خوددار

ملک ان شرائط کو قبول کر سکتا ہے ؟

اگر حیدر آباد پلٹ کر پنڈت جی سے پوچھے کہ کوئی بڑا ملک آپ سے ایسی ہی شرائط کو قبول کرنے کے لئے کہے تو کیا آپ اس قسم کے شرائط قبول کریں گے ؟ —— حیدر آباد ایک پڑوسی کی حیثیت سے اپنی جملہ مملکت کے ساتھ اشتراک کرنے کے لئے تیار ہو گیا تھا۔ لیکن جو حد غلامی اور محکومی کی حد سے آ کر ملتی ہے اس سے آگے بڑھنے کے لئے حیدر آباد تیار نہیں ہو سکتا۔؟

مجاہد اعظم نے سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا، اب ہندوستانی یونین کہتی ہے کہ "پہلے شرکت کر لو اس کے بعد استصواب عامہ کر دو" گویا پہلے گلا کاٹ لو پھر دوا کھاؤ۔ جب موت ہی کا سوال پیدا ہو جاتا ہے تو کیا ضروری ہے کہ میں آپ کی تجویز کی ہوئی موت قبول کروں، جب مرنا ہی ٹھہرا تو میں اپنی پسند کی موت کیوں نہ مروں۔

استصواب عامہ کرا بھی لیا جاتا تو بھی یہی نتیجہ نکلتا کہ اس سرزمین پر کامل اقتدار ہمارے بادشاہ کا ہی رہے گا ——

▲

استصواب عامہ سے ہندوستان کا انحراف

ہم نے سمجھوتہ کیلئے کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا، وزیر اعظم لائق علی کی وضاحت

۱۸ ر جون ۱۹۴۸ء۔ صدر اعظم بہادر حکومت آصفیہ اسلامیہ فضیلت مآب میر لائق علی نے آج رات نشرگاہ حیدر آباد سے ایک اہم تقریر نشر کرتے ہوئے فرمایا کہ !

میرے عزیز ہم وطنوں کئی ہفتوں کے بعد میں آپ سے مخاطب ہوں اس دوران میں، میں اور میرے رفقائے کار نے حیدر آباد اور ہندوستان کے آئندہ تعلقات سے متعلق

حکومت ہند سے طویل المعیاد ایک باعزت سمجھوتہ کرنے کے لئے کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا اور ممکنہ کوششوں کے باوجود ایسا سمجھوتہ نہ ہوسکا، جس سے حیدرآباد کے امن وامان عزت ووقار اور آزادی کو "جو ہماری سب سے قیمتی متاع ہے" متاثر کئے بغیر حکومت ہند کے لئے قابل قبول ہوسکتا۔

حکومت ہند شروع سے آخر تک اس ضد پر قائم رہی کہ حیدرآباد اور ہندوستان کے تعلقات کی اساس صرف مکمل شرکت ہی ہوسکتی ہے!

حیدرآباد نے مسلسل اس کا اعادہ کیا کہ صرف آزادی کی بقا، اس کا مطمع نظر ہے۔ اور یہ جانتے ہوئے کہ جغرافیائی محل وقوع کے لحاظ سے ہم ہند یونین سے گھرے ہوئے ہیں۔ ہم ایک ایسا سمجھوتہ کرنے پر آمادہ ہیں جس کی رو سے چند بین عملی وجہ کی بناء پر ہمارے وقار وخود مختاری کو بنیادی طور پر متاثر کئے بغیر اپنے بعض حقوق، حکومت ہند کے حوالے کریں، ۔۔۔ مسلسل گفت وشنید کے بعد حکومت نے تین متبادل تجاویز ہمارے آگے پیش کیں۔!

پہلی یونین میں شرکت، دوسری حکومت ہند کے پسند کی اساس پر ذمہ دارانہ حکومت کا قیام جو اکثریتی فرقہ کے موقف کی ترجمان ہو " تیسری شرکت یا خود مختاری کے مسئلہ کا غیر جانب دار نگرانی میں، استصواب عامہ کے ذریعہ تصفیہ "۔۔۔

فضیلت مآب وزیر اعظم نے تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ، حیدرآباد کے لئے پہلی تجویز یونین میں شرکت قبول کرنے کا سوال ہی نہ تھا۔

دوسری تجویز کا مسئلہ چونکہ داخلی تھا اس لئے، حکومت ہند کے پسندیدہ اساس پر اس کا تصفیہ ناممکن تھا۔

"حکومت ہند کی تیسری تجویز" حیدرآباد کی خود مختاری یا یونین میں شرکت کے مسئلہ پر، عوام کی مرضی اور رائے کے ذریعہ تصفیہ کرانے کے لئے غیر جانبدار

نگرانی میں " استصواب عامہ کی تھی"۔

اس حقیقت کے باوجود کہ' حیدرآباد کے مستقبل اور ہندوستان سے تعلقات کے تعین کا تصفیہ بالکلیہ شخصی طور پر اعلیٰ حضرت بندگان اقدس حضور نظام کی مرضی کا تابع تھا۔ پھر بھی غیر جانب دار بین الاقوامی مجلس جیسے "یو ین او" یا بین الاقوامی عدالت کی نگرانی میں' رائے دہی بالغان کی اساس پر عوام کا فیصلہ معلوم کرنے کے لئے کہ' آیا حیدرآباد ہندوستانی یونین میں شامل ہوجائے یا آزاد رہے !

"حکومت ہند کی پیش کردہ استصواب عامہ کی تجویز کو
حضور پرنور جلالتہ الملک نے شرف قبول بخشا۔"

یہ تصفیہ ہندوستان کے لئے" بالکلیہ غیر متوقع تھا" اور شاید وہ کسی صورت میں بھی اس امکان کا خیر مقدم کرنے کے لئے تیار نہ تھی کہ' حیدرآباد کے سب ہی مذہب و ملت کے عوام بالآخر خود مختار رہنے کا فیصلہ کرلیں۔

ہم نے اس تجویز کو قبول کرلیا تو' حکومت ہند اپنی ہی پیش کردہ تجویز کے خلاف پھر یہ تجویز پیش کی کہ" استصواب عامہ سے پہلے ہی حیدرآباد معناً ہند یونین میں شریک ہوجائے۔ اور حکومت ہند کے پسندیدہ اساس پر اکثریتی فرقہ کی ترجمان ذمہ دارانہ حکومت کے قیام پر آمادہ ہوجائے ـــــ وزیر اعظم میر لائق علی نے فرمایا' ظاہر ہے کہ اس کے بعد استصواب عامہ کی کوئی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی۔ چونکہ یہ تجاویز خود انڈین یونین کی سابقہ تجاویز سے بالکل مختلف اور مغائر تھیں اور اندرونی نظم و نسق کے تعلق سے حکومت ہند اس پر مصر تھی کہ" حکومت آصفیہ میں مسلم اور غیر مسلم مساوات کا اصول باقی نہ رہنا چاہئے۔ نیز معاشی تعلقات میں بھی یونین حیدرآباد کی آزادی کو گوارہ کرنا نہیں چاہتی۔

حکومت ہند نے اب ایسا راستہ اختیار کیا ہے جو اس کے سابقہ راستے سے

"کلیتہً" مختلف اور متضاد ہے۔ ان بنیادی اختلافات کی موجودگی میں، حیدرآباد کے لئے دہلی کے جدید تجاویز کو رد کرنے کے سوا اور کوئی صورت باقی نہ رہی۔ فضیلت مآب لائق علی نے فرمایا۔

میں نے بارہا کوشش کی کہ حیدرآباد اور ہندوستان کے مسائل کا ایک مناسب اور باعزت حل معلوم کرسکوں، نیز متعدد مرتبہ میں نے دہلی کے ذمہ دار ارباب پر یہ منکشف کیا کہ کیا !

حیدرآباد کی مکمل معاشی ناکہ بندی سرحدات پر خلاف قانون افعال کی ہمت افزائی، اور ریڈیو و پریس کے ذریعہ حیدرآباد کے خلاف انتہائی شرانگیز پروپگنڈہ کو روا رکھتے ہوئے حکومت ہندوستان کس طرح کوئی صاف دلی سے مفاہمت کرسکتی ہے؟

لیکن پھر بھی میں نے، حکومت ہند سے خواہش کی کہ اگر وہ تعاون کی طرف اپنا ایک قدم آگے بڑھائے تو، حیدرآباد دو قدم آگے بڑھنے کے لئے تیار ہے لیکن اس کے برخلاف متعدد مرتبہ ہندوستان نے اس امر کا اظہار کیا کہ وہ اپنی برتری اور غالب موقف سے حیدرآباد کو جھکنے پر کردے گا۔

وزیر اعظم حیدرآباد نے فرمایا، ان مجبوریوں کے مقابلہ کے لئے حیدرآباد کے ذرائع بڑی حد تک ناکافی ہیں، مگر

> حیدرآباد کی حمایت میں صرف حق و صداقت پر مبنی غیر معمولی اخلاقی قوت اور "خدائے لایزال" پر ایمان راسخ ہے جس کو بڑی سے بڑی طاقت بھی زیر نہیں کرسکتی "۔۔۔۔

اس کے باوجود ہم ہند یونین کے حلیف رہنا چاہتے ہیں۔ اور یقیناً ہم ان کے بہت ہی کارآمد دوست ثابت ہوسکتے ہیں۔۔۔۔ صدر اعظم بہادر نے سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا !

میرے عزیز ہم وطنوں، آزمائش کی اس گھڑی میں آپ کو صداقت اور عزم و وقار کے راستہ سے ایک اپنچ بھی نہیں ہٹنا چاہئے۔ ہندو، مسلم، سکھ، عیسائی اور سب ہی اس مادر وطن کے فرزند ہیں۔ نفع و نقصان سب کا مشترک ہے۔ کوئی ایسا موقع نہ آئے کہ ایک فرقہ دوسرے فرقہ کی جان و مال اور مفاد کو ضرر پہنچائے ورنہ ہم اپنی نیک نامی کو داغدار اور مقصد اعلیٰ کو بدنام کر دیں گے۔ "جب کہ ہم نے اپنے ارفع نصب العین سے حیدر آباد کے لئے ایک بلند اور معزز مقام کو پالیا ہے"۔ ہماری موجودہ جدوجہد صرف حق و آزادی کی بقاء کے لئے ہے، خدا آپ کو عزم و مقاصد میں کامیابی عطا کرے، شاہ عثمان زندہ باد، آزاد حیدر آباد پائندہ باد، خدا آپ کا حامی رہے ـــــ

ہندوستان فوجی کارروائی کرنے سے نہیں ڈرتا لیکن عالمی رَدِّ عمل کو بھی پیشِ نظر رکھنا ہو گا،

وزیر اعظم ہند کی تقریر

۲۴ ر جون ۴۸ء۔ لکھنؤ میں وزیر اعظم ہندوستان پنڈت جواہر لال نہرو نے تقریباً ایک لاکھ کے کثیر اجتماع کو مخاطب کرتے ہوئے حیدر آباد کے تعلق سے کہا!

محض ملک کے چند ذمہ دار عناصر کی تنقیدوں اور نکتہ چینی سے ہندوستانی حکومت، حیدر آباد کے خلاف کوئی عاجلانہ کارروائی نہیں کر سکتی۔ حیدر آباد کا جغرافیائی موقف ایسا ہے کہ وہ آزاد رہ ہی نہیں سکتا۔ حیدر آباد اور ہندوستان کی حالیہ گفت و شنید کی ناکامی کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ، اب تازہ گفت و شنید کا کوئی امکان نہیں رہا۔ اور حکومت ہند اس معاملہ میں حیدر آباد سے مزید بحث و تمحیث کے لیے آمادہ نہیں ہے ہند کا تعلق

حکومت اپنی تجاویز میں کوئی تبدیلی نہیں کر سکتی۔ جو حرف آخر کی حیثیت رکھتے ہیں۔

پنڈت نہرو نے کہا کہ' بعض لوگ ہم سے پوچھتے ہیں کہ ہم اپنی مسلح افواج حیدرآباد کیوں نہیں بھیجتے۔ یہ ہو سکتا ہے کہ ہمیں اپنی افواج بھیجنی ہی پڑیں ــــ لیکن ایسا کرنے سے پہلے ہمیں اپنے کسی اقدام کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے ایک دوسرے سے مربوط مسائل کی جانچ پڑتال کر لینی ہوگی۔

"میں اپنی افواج کو استعمال کرنے سے گھبراتا نہیں ہوں' لیکن اس کے ساتھ ہی مناسب ہوگا کہ: ہم بین الاقوامی سیاست پر اس کا جو ردّ عمل ہوگا' اس کی بھی پیش بینی کریں"۔

پنڈت نہرو نے حیدرآباد کے رضا کاروں کے لیڈر مسٹر قاسم رضوی کی گھن گرج تقریروں کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ' حیدرآباد کے مسئلہ کو مسٹر رضوی اور ان کی جماعت نے ایک فرقہ واری رنگ دیا ہے لیکن درحقیقت معاملہ ایسا نہیں ہے ــــ

پاکستان میں جوش و خروش کے ساتھ یوم حیدرآباد سر دھڑ کی بازی لگانے کا عزم

کراچی۔ ۲۵ رجون ۱۹۴۸ء کو پاکستان کے طول و عرض میں بعد نماز جمعہ تمام مساجد میں اسلامی مملکت حیدرآباد کے تحفظ کے لئے بارگاہ یزدی میں دعائیں کی گئی اور بڑے تزک و احتشام اور جوش و خروش کے ساتھ "یوم حیدرآباد" منایا گیا' جس کی اپیل برصغیر ہند و پاک کے ممتاز عالم دین مولانا شبیر احمد عثمانی نے کی تھی۔

تمام بڑے شہروں میں عظیم الشان جلوس نکالے گئے۔ اور نہایت ہی مہتم بالشان جلسے منعقد ہوئے' اس طرح اہل پاکستان نے' آصفیہ اسلامیہ حیدرآباد سے اپنی محبت کا

اور وابستگی کا اظہار کیا۔ کراچی، سندھ، لاہور اور پشاور میں حیدرآباد اور خانوادہ آصفی کی سلامتی و تحفظ کے لئے جس جوش و عزم کا مظاہرہ کیا گیا، اس کی مثال پاکستان میں شاذ ہی مل سکتی ہے۔

پشاور میں پچاس ہزار پٹھان اور قبائلی علاقوں کے کئی ہزار افراد نے بہ صمیم قلب یہ اعلان کیا کہ " اگر کسی نے حیدرآباد کے اقتدار اعلیٰ میں کسی قسم کی مداخلت کی جسارت کی تو وہ اپنے سر دھڑ کی بازی لگا دینے ہر وقت تیار ہیں۔ "

یوم حیدرآباد کے مظاہرے کراچی کی تاریخ میں ہمیشہ یاد رہیں گے۔ **ایک لاکھ** سے زائد افراد جلوس میں شریک تھے، جلوس جس سمت سے گذرتا تھا راستے مسدود ہو جاتے تھے اور جلوس میں ہر لمحہ اضافہ ہو رہا تھا جو جلسہ گاہ پہونچا۔

جلسہ میں عالم اسلامی کے نمائندے شریک تھے جو اپنی حکومتوں کے پیامات سنائے جو اس یوم حیدرآباد کے موقع پر پہنچ گئے تھے۔ مولانا شبیر احمد عثمانی، مولانا علی حسین، مولانا شبیر احمد، مولانا امجد سرہندی، مولانا ظفر علی خاں اور حضرت پیر صاحب مانکی شریف نے جلسہ کو مخاطب کرتے ہوئے،

حیدرآباد کے دستوری موقف کی پرزور حمایت کی اور ہند کے رویہ کی مذمت کی، اور حیدرآباد اسلامیہ کو اقوام متحدہ کا رکن بنانے کا مطالبہ کیا گیا۔

عالم اسلام حیدر آباد کے خلاف کوئی اقدام برداشت نہیں کر سکتے

مفتی اعظم فلسطین کا انتباہ

۲۶ر جون ۱۹۴۸ء۔ مسلمانان عالم کے مذہبی رہنما مفتی اعظم فلسطین نے ایک پریس انٹرویو میں کہا کہ' عالم اسلام حیدر آباد کو بڑی اہمیت دیتا ہے اور اس سلطنت ابد مدت کے خلاف کوئی جارحانہ اقدام ہرگز برداشت نہیں کر سکیں گے۔

محترم مفتی اعظم نے ہندوستان کو مشورہ دیا کہ' وہ اس آزاد اسلامی مملکت کے جائز حق کو تسلیم کر لے اور اس طرح مشرقی قوتوں سے اپنے تعلقات کو کشیدہ ہونے سے بچائے ۔

حیدر آباد کے فقید المثال امن و اتحاد کا مشاہدہ کرنے حضور نظام کی دعوت

حقیقت کا سامنا کرنے سے وزیراعظم ہند کا گریز

نئی دہلی۔ یکم جولائی ۱۹۴۸ء۔ حکومت حیدر آباد نے ہندوستان کے وزیراعظم پنڈت جواہر لال نہرو کو دعوت دی کہ' وہ ایشیاء اور مشرق بعید کے معاشی کمیشن کی کانفرنس سے واپس ہوتے ہوئے حیدر آباد تشریف لائیں۔ تاکہ مابہ النزاع امور پر گفتگو ہو اور خاص طور پر ان افواہوں کے ضمن میں جو کہ' حیدر آباد میں ایک فرقہ کے باشندوں پر مظالم کے سلسلہ میں ہندوستانی اخبارات کے گمراہ کن پروپگنڈہ کی وجہ سے ہند میں گشت لگا رہی ہیں' اس کا" بطور خود مشاہدہ کریں۔

وزیر اعظم ہند کو اس کے لئے ہر طرح کی سہولت بہم پہنچائی جائے گی۔ کہ وہ حیدر آباد اور ممالک محروسہ سرکار عالی کے جس مقام کا چاہیں بہ چشم خود معائنہ کریں اور دیکھیں کہ، حیدر آباد میں آج بھی جو امن و آمان موجود ہے اور مختلف فرقوں کے مابین اتحاد و آشتی کی جو فضاء یہاں ہے! ـــ آیا وہ ہندوستان میں کہیں بھی پائی جاتی ہے ؟۔

وزیر اعظم ہند کو حیدر آباد کا دورہ کرنے کی دعوت وزیر اعظم حیدر آباد نے دہلی میں گفت و شنید کے موقع پر دی تھی۔ حضور نظام نے بھی حکومت سرکار عالی کی اس دعوت کا اعادہ کرتے ہوئے وزیر اعظم ہندوستان کے نام برقیہ روانہ کیا ـــ

نوٹ :ـــ پنڈت نہرو نے اپنی مصروفیت کا عذر کرتے ہوئے حیدر آباد آنے سے گریز کیا، اگر وزیر اعظم ہند حیدر آباد کا بذات خود مشاہدہ کئے ہوتے تو وہ اس بات کو محسوس کر لیتے کہ، بھارتی پروپگنڈہ کس قدر جھوٹ اور شرمناک ہے۔

(مولف)

◆

ہم حضور نظام کے زیر سایہ مذہبی و معاشی حیثیت سے مطمئن

جمہوریت ہندو دھرم کے خلاف، ہندو پیشوا کا اعلان

۶؍ جولائی ۴۸ء، عثمان آباد۔ حیدر آباد کے مقتدر ہندو پیشوا "مہاراج کنڈاناتھ" نے ذمہ دارانہ (جمہوری) حکومت کے مطالبہ اور حیدر آباد کے خلاف شر انگیزی پر اپنے رد عمل کا اعلان کرتے ہوئے صحافتی بیان میں کہا!

ہمارے دھرم میں بادشاہ وشنو ہوتا ہے اور بادشاہ کی صفات بھگوان کی تجلیاں ہوتی ہیں۔ بادشاہ پرستی ہندو مت کی روح رواں ہے۔ اور اپنے بادشاہ کے اقتدار کی حفاظت ہمارا دھرم ہے اور ذمہ دارانہ حکومت، ہندو مت کی اسپرٹ کے منافی ہے۔

مہاراج کنڈاناتھ نے اپنے بیان میں اظہار کیا کہ !

آصفجاہی مملکت تاریخ قیام سے آزاد خود مختار ہے۔ اور ہمیشہ امن واتحاد کا گہوارہ رہی ہے اور اب بھی حضرت بندگان عالی حضور نظام کے زیر سایہ عاطفت ہم مذہبی اور معاشی حیثیت سے ہر طرح اطمینان اور آسائش کی زندگی بسر کر رہے ہیں ـــ

حیدرآباد کو تباہ کرنے سردار پٹیل کے عزائم

۱۵/جولائی ۴۸ء کو "پٹیالہ" میں ہندوستان کے نائب وزیر اعظم سردار پٹیل نے ایک جلسہ عام میں" جوناگڑھ" کی طرح حیدرآباد کو تباہ کرنے کے عزائم کا اظہار کرتے ہوئے کہا !

مجھ سے کئی لوگوں نے یہ سوال کیا کہ حیدرآباد کے مسئلہ میں کیا ہونے والا ہے ؟ وہ بھول جاتے ہیں کہ جب میں نے جوناگڑھ میں (قبضہ کے بعد) تقریر کی تھی تو یہہ صاف صاف کہہ دیا تھا کہ !

اگر حیدرآباد مناسب طرز عمل اختیار نہ کرے تو اس کا بھی وہی حشر ہوگا جو ، جوناگڑھ کا ہوا ہے۔ میرے یہہ الفاظ بھی قائم ہیں! اور میں بھی ان پر قائم ہوں ـــ

* * *

ہندوستان اور حیدرآباد کے اختلافات سے ایشیا کے امن کو خطرہ

حیدرآباد کا مسئلہ بین الاقوامی

قاہرہ، ۱۷ر جولائی ۴۸ء۔ مصر کے سرکاری ترجمان کثیر الاشاعت اخبار "الزماں" نے اپنے ایک اداریہ میں لکھا ہے کہ ! ہندوستان اور حیدرآباد کے مابین جو اختلافات رونما ہو چکے ہیں، ان کو فوراً ختم کر دیا جانا چاہئیے۔ تاکہ یہہ اختلافات عظیم صورت نہ اختیار کریں۔ اور تمام ایشیاء کے امن کو غارت نہ کریں۔

تمام عرب ممالک جس اتحاد کے ساتھ۔ بیرونی غاصبوں کو نکالنے میں مصروف ہیں اسی طرح ہندوستان کو بھی چاہئیے کہ وہ حیدرآباد کے تعاون کے ساتھ، مغربی اور امریکی اقتدار سے بالکلیہ محفوظ رہنے کی کوشش کرے۔ اس کے برخلاف اگر آپس میں جنگ چھڑ گئی تو سارا ہندوستان سامراجی قوتوں کی لوٹ کھسوٹ کی آماجگاہ بن جائے گا۔

ہندوستان نے "معاشی ناکہ بندی" کر کے سلطنت اسلامیہ حیدرآباد کے لئے غذائی اجناس و ادویہ اور ضروری سامان کی برآمد کو جو بند کر دیا ہے اس سے خود اس کے بھی ذرائع مسدود ہو جائیں گے۔ اگر ایک ملک دوسرے ملک کو زیر کرنے کے لئے ایسی تدابیر اختیار کرے تو بنی نوع انسان کے لئے دنیا تنگ ہو جائے گی۔ ہندوستان جو ابھی آزاد ہوا اور پوری طرح مستحکم بھی نہیں ہوا، اس کی یہہ سختیاں اپنے ہمسایوں کے لئے انتہائی نقصان رساں ہیں، اس کا فوری اپنے جارحانہ اعمال سے دست کش ہو جانا" خود اس کی آزادی کی سلامتی کے لئے بہتر ہے۔"

حیدرآباد کا مسئلہ اب بین الاقوامی مسئلہ بن چکا ہے، اور اس کی تائید [illegible]

اکثر ممالک بالخصوص ممالک اسلامیہ ہیں۔

"اگر ہندوستان نے حیدرآباد کے خلاف جنگ کی صورت پیدا کردی تو اس کو یاد رکھنا چاہئیے کہ اسلامی ممالک اس کے خلاف ہو جائیں گے، اور اس کو مغربی ممالک سے منقطع کر کے اس کے تمام ذرائع پر قبضہ کرلیں گے۔"

★

سڈنی کاٹن کی حیرت انگیز پروازوں سے دہلی میں زبردست پریشانی

حیدرآباد کے امدادی طیارے کو مار گرانے میں ناکامی

نئی دہلی، ۲۰ر جولائی ۴۸ء۔ آسٹریلیا کے مشہور بین الاقوامی ہواباز "سڈنی کاٹن" نے ہند یونین کی جانب سے کی گئی مکمل معاشی ناکہ بندی کو جس نے حیدرآباد کے مریضوں، ضعیفوں اور بچوں کو تک ادویات سے بھی محروم کردیا تھا ناکام بنادیا۔ اور ایک انسانی جذبہ کے تحت اپنے خصوصی طیارہ کے ذریعہ دولت آصفیہ کو ادویہ اور ضروری سامان کی بیرونی امداد کو پہنچانے میں جو کامیابی حاصل کی ہے اس سے ہندوستان کے سرکاری حلقوں میں ایک زبردست ناکامی اور پریشانی کا احساس عام ہوگیا ہے۔ اور اس احساس کے تحت مملکت حیدرآباد اور مملکت پاکستان پر طرح طرح کے الزامات لگائے جارہے ہیں۔

دہلی کے ایک سرکاری ترجمان نے بیان کیا کہ، تقریباً ایک ماہ قبل برطانیہ کے بڑے سرمایہ دار اور حکومت کے مابین ایک معاہدہ ہوا جس کے تحت ایک مشترکہ مہم حیدرآباد کو اسلحہ کی فراہمی کے لئے شروع کی ہے۔ اس غرض کے لئے کراچی کے درمیان اڈہ ہے۔

ترجمان نے کہا، حیدرآباد کا یہ نام نہاد امدادی طیارہ محض ایک فریب اور ڈھونگ ہے۔ اس کے پردہ میں کراچی سے حیدرآباد کو اس خصوصی طیارہ سے ہتھیاروں

کی خفیہ طور پر فراہمی کا سلسلہ جاری رکھا گیا ہے۔ اور جو کوئی بھی اس کا ذمہ دار ہے اس کو بین الاقوامی قانون اور شہری پرواز کی خلاف ورزی کا جو ہندوستان پر سے گزرتا ہے، خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔

ہند یونین کی کابینہ کا ایک خصوصی اجلاس منعقد ہوا جس میں آسٹریلیائی ہوا باز مسٹر سڈنی کاٹن کے حیرت انگیز محیر العقل پروازوں پر غور و خوص کیا گیا۔ اور حکومت ہند نے پاکستان اور برطانیہ کے ہائی کمشنروں متعینہ دہلی سے ان پروازوں کے خلاف سخت برہمی کے ساتھ احتجاج کیا ہے اس ضمن میں ہند یونین، راست طور پر برطانوی وزیر اعظم مسٹر "ایٹلی" کو ایک احتجاجی نوٹ بھیج رہی ہے۔

نوٹ :- واضح رہے کہ، جب ہندوستان نے حیدر آباد کی مکمل معاشی ناکہ بندی کر کے تمام ضروری اشیاء، رسل و رسائل اور طیاروں کی پرواز کو بند کر دیا تھا اس وقت سڈنی کاٹن کراچی کے ہوائی اڈہ سے مختلف قسم کی بیرونی امداد مسلسل حیدر آباد پہونچاتا رہا حتیٰ کہ! جنگ کے دوران بھی سڈنی کاٹن کا طیارہ آتا رہا۔

حیدر آباد کا یہ امدادی محیر العقل طیارہ ہندوستانی علاقوں پر سے آتی بلندی اور جرأت کے ساتھ پرواز کرتا ہوا مسلسل "حیدر آتا اور جاتا تھا کہ" اس کو مار گرانے کی انتہائی کوشش کے باوجود ہندوستان کو کامیابی آخر وقت تک بھی نہ ہو سکی۔

— مولف۔ مظہر الدین۔

ہندوستان کے جارحانہ عزائم پر رضا کار قائد کا ردِ عمل

لال قلعہ پر آصفی پرچم کا انتباہ

۲۸ جولائی ۱۹۴۸ء ۔ حیدرآباد کے خلاف ہندوستان کے نائب وزیر اعظم سردار ولبھ بھائی پٹیل کے ۱۵ جولائی کو پٹیالہ میں ظاہر کردہ عزائم پر رضا کار مجاہدین کے قائد سید محمد قاسم رضوی نے اپنے ردِ عمل کا اظہار کرتے ہوئے کہا !

"قوموں کی تقدیر نوک قلم سے نہیں، نوک شمشیر سے بنا کرتی ہے" حیدرآباد نے ہند یونین سے باعزت مفاہمت کے لئے ہر طرح کی کوشش کر کے اتمام حجت کر چکا۔

"اب حیدرآباد کی آزادی و خودمختاری کی بقاء کا معاہدہ خون سے لکھا جائے گا"

حیدرآباد جو آزاد و خودمختار ایک ناقابل تسخیر اسلامی ملک ہے اور تمام عالم اسلام جس کی حمایت کے لئے کمربستہ ہے، اگر اس پُرامن ملک پر ہند یونین نے حملہ کر دیا تو وہ خود تباہ ہو جائے گا۔

ولبھ بھائی پٹیل ہند کی فوجی طاقت سے جوناگڈھ جیسی چھوٹی ریاست کو تباہ کر کے خوش ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ :۔ حیدرآباد کا حشر بھی جوناگڈھ جیسا ہوگا۔

اگر ہندوستان کے ارباب مجاز کے یہی عزائم ہے تو پھر سے مغلیہ سلطنت کا چراغ، حیدرآباد سے روشن ہوگا۔ اور جس طرح ماضی میں حضرت آصفجاہ اول نے ہندوستان کے ایک ہزار سالہ مسلم اقتدار کی عظمت رفتہ کو بحال لانے دہلی سے حیدرآباد آکر ایک آزاد اور خودمختار اسلامی سلطنت قائم کی تھی۔

اسی طرح، ان کے ساتویں پوتے آصفجاہ سابع کی فوجوں کا حیدرآباد سے دہلی کی طرف کوچ کرنا اور لال قلعہ پر آصفی پرچم کا لہرایا جانا، ناممکن نہیں ۔

▲ ▲

دارالعوام میں چرچل کی بحث، حیدرآباد کی تائید

ہند کی فوجی دھمکیاں ہٹلر کے مماثل، معاشی ناکہ بندی غیر انسانی

لندن، ۳۱؍ جولائی ۱۹۴۸ء مسٹر چرچل سابق وزیر اعظم برطانیہ موجودہ حزب الاختلاف کے لیڈر نے آج برطانوی پارلیمنٹ میں تقریر کرتے ہوئے حیدرآباد کی تائید میں کہا! حیدرآباد ایک بالکلیہ آزاد و خود مختار ملک ہے اور ناقابل شکست موقف رکھتا ہے۔ حیدرآباد کے خلاف فوجی کاروائی کی دھمکیوں میں جو زبان وزیر اعظم ہند نہرو نے اپنی تقریروں میں استعمال کی ہے، وہ بہت کچھ "اڈولف ہٹلر" کے لب و لہجہ کے مماثل ہے۔ جو اس نے اسٹریلیا اور چیکوسلواکیہ پر دھاوے سے پیشتر ایسی ہی زبان استعمال کی تھی۔ مسٹر چرچل نے ہندوستان کی جانب سے حیدرآباد کی معاشی ناکہ بندی کو انتہائی غیر انسانی بتایا۔

مسٹر چرچل نے دارالعوام میں حیدرآباد کے آزاد موقف کی حمایت میں بحث کرتے ہوئے کہا! ہم سے کہا گیا ہے کہ، حیدرآباد ہندوستانی علاقہ سے گھرا ہوا ہے۔ اور یہ کہ ارضی اعتبار سے بھی وہ چاروں طرف سے محصور ہے، اور سمندر تک اس کی رسائی نہیں ہے۔ لیکن اس قسم کے حالات کا "حق آزادی" سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

یوں دیکھا جائے تو "سوئزرلینڈ" بھی ارضی اعتبار سے چاروں طرف سے محصور ہے۔ اور اس کی کوئی بندرگاہ بھی نہیں ہے۔ لیکن اس کے باوجود سینکڑوں سال اپنی آزادی و خود مختاری کو برقرار رکھے ہوئے ہے۔ مسٹر چرچل نے پرزور الفاظ میں کہا "آسٹریا اور زیکوسلواکیہ" جن کی رسائی سمندر تک نہیں ہے، ان کی بھی آزادی باقی ہے

بندگان اقدس اور رضاکاروں کے متعلق دہلی ریڈیو کی شرانگیز ہٹلریت

صدیق دکن قاسم رضوی کی تنقید

حیدرآباد ۵ر اگست ۴۸ء صدیق دکن سید محمد قاسم رضوی صدر مملکتی مجلس نے صحافتی بیان میں کہا ہے کہ' آج دہلی ریڈیو نے رضاکاروں اور حضرت بندگان اقدس کے متعلق جو خبر نشر کی وہ نہ صرف شرانگیز بلکہ ہٹلریت ہے۔ جس سے ہندوستان کا مقصد یہہ ہے کہ' حیلہ جوئی کر کے حیدرآباد کے خلاف جارحانہ اقدام کرنے بد گمانی کی ناپاک فضاء پیدا کرے۔ رضاکارانہ تنظیم اپنے فرمانروا کی جانثار اور خانوادہ آصفی کے اقتدار کے بقاء کی ضامن ہے۔

"اسی لئے یہہ تنظیم انڈین یونین کی آنکھ میں کھٹک رہی ہے"۔

حیدرآباد کے خلاف جارحانہ اقدام کے ارادے ہم مسلسل سنتے آرہے ہیں۔

اچھا ہے کہ! ایک مرتبہ انڈین یونین اپنے اصلی رنگ و روپ میں آجائے۔

اور یہہ :۔ چھائی ہوئی بدلیاں برس جائیں یا چھٹ جائیں۔۔۔

واضح رہے کہ آل انڈیا ریڈیو نے اپنے نشریہ میں شرمناک اور شرانگیز الزام عائد کیا تھا کہ'

رضاکار حیدرآباد کے نظم و نسق کو اپنے ہاتھ میں لینے کا مصمم عزم کر چکے ہیں' اور اس مقصد کے لئے اپنے فرمانروا کو بھی بے دست و پا کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ اور

بھارتی پریس نے بھی (درباری ٹولے کی گھڑی ہوئی) یہ سازشی خبر شائع کی تھی کہ! قاسم رضوی نے کہا ہے' اگر گنگ کو بھی شعلہ پوش ہو جائے تو مجھے خوشی ہوگی۔ پنڈت نہرو نے بھی کہا تھا! حیدرآباد پر حکومت کون کر رہا ہے رضوی یا نظام۔

(مولف) ۔

آزاد حیدرآباد کا وجود ہندوستان کی آزادی کیلئے خطرہ

سردار پٹیل کا پارلیمنٹ میں بیان

نئی دہلی، ۱۰؍ اگست ۴۸ء۔ ہندوستان کے نائب وزیر اعظم سردار ولبھ بھائی پٹیل نے آج پارلیمنٹ میں بیان کیا کہ 'آزاد حیدرآباد جو اپنی من مانی حکمت عملی پر عمل پیرا ہے ہندوستان کی آزادی اور اس کے وجود کے لئے بلا شبہ ایک مستقل خطرہ بنا رہے گا۔ حیدرآباد کی موجودہ صورت حال کا واحد حل شرکت اور ذمہ دارانہ حکومت ہے، اس معاملہ میں کمی و بیشی کی کوئی گنجائش ہی نہیں " کیوں کہ وہ خودکشی کے مترادف ہوگی "۔ حکومت ہند صورت حال کا بغور مطالعہ کر رہی ہے ــــ اور وہ ہر ممکنہ صورت حال کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہے۔ حکومت ہند اس پر رضامند تھی کہ 'نظام کو کچھ ایسی مراعات دے جو کہ ایسے روساء کو بھی بہ مشکل دی جا سکتی ہے۔ جو کہ اپنی مرضی سے شمولیت اختیار کر چکے ہیں۔ یہ امر باعث ملال ہے کہ 'جذبۂ خیر سگالی کے تحت سمجھوتہ کے لئے ہندوستان کے پیش کردہ تجاویز کی نظام اور ان کی موجودہ حکومت نے شدت کے ساتھ مخالفت کی، اور نظام کی ایماء پر دہلی میں ان کے سابق وزیر اعظم سر مرزا اسمٰعیل کی جانب سے کی گئی کوششوں کو خود نظام اور ان کی حکومت کی انکاری روش نے ہمیشہ کے لئے خاک میں ملا دیا۔

سردار پٹیل نے ۱۵؍ اگست کو یوم آزادی ہند کے موقع پر نشری تقریر میں کہا کہ 'کشمیر میں ابھی تک جنگ جاری ہے اور ہمارے لئے حیدرآباد ناسور بن گیا ہے' جس کا زہر تمام ہندوستان میں سرایت کرتا جا رہا ہے۔ حکومت ہند جلد ہی کشمیر اور حیدرآباد کے مسائل کو حل کرے گی۔

وہ کونسی طاقت ہے جو حیدرآباد طوفانی خطرات میں چٹان کی طرح جما ہوا ہے؟

وزیر اعظم لائق علی کی بصیرت افروز وضاحت

حیدرآباد۔ ۱۱/ اگست ۴۸ء۔ سلطنت اسلامیہ حیدرآباد دکن کے وزیر اعظم فضیلت مآب میر لائق علی نے آج ایک پریس انٹرویو میں فرمایا کہ، فوج کی عددی طاقت رکھنے والے بعض زعماء مجھ سے پوچھتے ہیں!

حیدرآباد کے پاس وہ کونسی طاقت ہے جس کے بل بوتے پر وہ تمام خطرات کے اٹھتے ہوئے طوفان میں مضبوط چٹان کی طرح جما ہوا ہے؟ میرے پاس اس کا جواب، اخلاقی بلندی اور قوت ایمانی کے سوا کچھ نہیں ہے۔ یہی ہمارا طرۂ امتیاز ہے، اگر یہہ ہمارے پاس سے نکل گیا تو ہم سب کچھ کھو دیں گے۔

حیدرآباد کا عزم آزادی اپنے پیچھے ان لاکھوں انسانوں کی قوت رکھتا ہے جو آزاد رہنے اور آزاد مرنے کا اٹل اور مستحکم ارادہ رکھتے ہیں۔

ہم اپنے ہر آرام و آسائش کو اپنی آزادی و عزت اور آبرو کی خاطر ہنسی خوشی قربان کرنے کو تیار ہیں۔ ہم نہ سرحدی حملوں سے ڈرتے ہیں، اور نہ ہمیں معاشی ناکہ بندی کا خوف ہے۔ ہم ہر صورت حال کے مقابلہ کے لئے تیار ہیں۔ حیدرآباد، ہندوستان میں کبھی شریک نہیں ہوگا، اور

جتنا دباؤ ہندوستان ڈالے گا، اتنا ہی مقاومت کا ہمارا عزم بڑھتا جائے گا۔ اگر ہمسایہ ملک نے ہم کو آزمانے کا تہیہ کر لیا ہے تو ہم نے بھی ہر نوع موثر مقابلہ کا عزم بالجزم کر لیا ہے۔

گردوارہ ناندیڑ میں قاسم رضوی صاحب کو سپاس نامہ و خلعت

غیر مسلم کے حقوق حفاظت میرا اسلامی فریضہ رضاکار قائد کا اعلان
فرقہ واریت اسلام اور گرونانک کی تعلیمات کے مغائر

حیدر آباد۔ ۱۸؍ اگست ۴۸ء۔ گردوارہ ناندیڑ میں سکھوں کی جانب سے مجاہد اعظم مولوی محمد قاسم رضوی کو پرساد اور خلعت پیش کی گئی اور ایک سپاس نامہ پیش کیا، جس میں سکھوں کی جانب سے تنظیم رضاکاران کی تائید کرتے ہوئے اپنے تعاون کا یقین دلایا۔۔ قاسم رضوی صاحب نے خلعت اور سپاس نامہ قبول کرتے ہوئے فرمایا کہ ’گرونانک میری نظر میں صوفی تھے ان کا کلام پند و نصائح ایک اچھا درس ہے۔ میں نے ان کا دیوان دیکھا ہے، خدا کی تعریف وہ جس انداز میں کئے ہیں وہ مسلمانوں کی تعلیم وحدانیت سے ایک انچ نہیں ہٹتی،

ہندوستان اور پاکستان میں آج جو فرقہ واریت ہے وہ یقیناً اسلام اور گرونانک کی تعلیمات کے مغائر ہے۔۔ جو افراد ایک دوسرے کی جان و مال عزت و آبرو کے درپئے ہیں۔ وہ مذہب کو بدنام کرنے والے ہیں۔

مجاہد اعظم نے کہا! میں حیدر آباد کے سکھوں اور دیگر غیر مسلموں کی اسی طرح خدمت کروں گا، جس طرح ایک مسلمان کو کرنا چاہئے، خدمت کے وقت کسی مسلمان کے پیش نظر ہندو، سکھ، عیسائی، پارسی اور پست کردہ قوم کا سوال نہیں رہتا، صرف خلق اللہ کی خدمت مسلمان کا فریضہ ہوتا ہے۔

اگر سکھ صداقت پر ہے اور مسلمان صداقت پر نہیں تو! ایسی صورت میں میری پوری پوری تائید سکھوں کو حاصل ہوگی میں آپ کے حقوق کی بھی اسی طرح حفاظت کروں گا، جس طرح مسلمانوں کے حقوق کی کر رہا ہوں۔ آپ کی قوم حیدرآباد ہی میں نہیں ہندوستان بھر میں ایک خاص مقام رکھتی ہے۔ جس نے اپنا خون بہا کر ہندوستان کی لاج رکھی ــــــ

مجاہد اعظم قاسم رضوی نے اس موقع پر اعلان کیا!

"آپ کے سیاسی حقوق کی حفاظت ضروری ہے۔" میں سروں کو گننے کا قائل نہیں "وزن کا قائل ہوں" میں آپ کے حقوق کی حفاظت کے لئے کچھ کہنا نہیں چاہتا" میں کہنے کا نہیں عمل کا قائل ہوں۔ اور اپنے عمل سے آپ کو مطمئن کردوں گا ــــ

آٹھ لاکھ ہندوستانی مسلمان حیدرآباد میں پناہ گزیں

پارلیمنٹ میں سردار پٹیل کا اعتراف

نئی دہلی۔ ۱۸؍ اگست ۴۸ء۔ آج ہندوستانی پارلیمنٹ میں سردار پٹیل وزیر داخلہ ہند نے بتایا کہ، حکومت ہند کو جو اطلاعات وصول ہوئی ہیں ان سے ظاہر ہے کہ، اب تک آٹھ لاکھ ہندوستانی مسلمان، حیدرآباد میں پناہ گزینوں کی حیثیت سے منتقل ہوئے ہیں اور ہو رہے ہیں۔ سردار پٹیل نے کہا کہ حکومت ہند، ہندوستان کے مسلمانوں کی حیدرآباد کو پناہ گزینوں کی صورت میں منتقلی کے انسداد کے لئے ممکنہ تدابیر پر غور کر رہی ہے۔

نوٹ :ــــ حیدرآباد ہندو مسلم بھائی چارگی اور قومی اتحاد کا مرکز تھا اسی لئے جب آزادی ہند کے بعد وہاں فرقہ پرست قوتوں نے مسلمانان کے جان و مال اور عورتوں کی عزت و آبرو سے ہولی کھیلنا اور انہیں تباہ و برباد کرنا شروع کیا تو، قدرتی طور پر ہندوستان

کے بیشتر علاقوں سے پریشان حال لٹے پٹے مسلمان، اپنی زندگی اور عورتوں کی عفت و عصمت بچانے،

اس گہوارہ امن حیدرآباد اسلامیہ میں پناہ لینے کے لئے آٹھ لاکھ سے زیادہ ہجرت کر آئے تھے۔

(منظہر الدین)

"نانج" پر ہند کے فوجیوں کا زبردست حملہ

سات رضاکاروں کا حیرت انگیز مقابلہ

("نانج" حیدرآباد کے ضلع عثمان آباد کا ایک قصبہ، جو سرحد پر واقع ہے)

انڈین یونین کے ایک بڑے مسلح فوجی سکھ جتھے نے اچانک صبح ۲۴ر جولائی ۴۸ء کو نانج کے سرے پر واقع سرحدی چوکی پر حملہ کر دیا۔ جوں ہی اس حملہ کی خبر گاؤں میں پہنچی تو، چھ رضاکار پٹھان اپنی رائفلیں لے کر چوکی پر پہنچے۔

ان چھ رضاکاروں اور چوکی کے ایک چوکیدار نے بھارت کے مسلح حملہ آوروں کا دلیرانہ مقابلہ کیا اور "۳۳" فوجیوں کو ہلاک کر دیا۔ یونین کے سپاہیوں نے وائرلیس سے اطلاع دے کر اپنی مدد کے لئے تین فوجی کمپنیاں طلب کر لیں۔

ان سات مجاہدین نے ہلاک شدہ فوجیوں کے ہتھیار اپنے قبضہ میں لے کر اور نانج کی "گڑھی" کو مورچہ بنا کر بھارت کی تازہ دم کمکی فوج کا صبح سے شام تک حیرت انگیز دلیرانہ مقابلہ کیا۔

ہندوستان کی تین فوجی کمپنیوں میں سے صرف دس فوجی زندہ بچے" باقی فوجیوں کو

صرف سات جانباز محب وطن نے "ٹھکانے لگادیا" بالآخر ہند یونین کے تین بمبار طیاروں نے گڑھی کے مورچہ پر بمباری کر کے ان سات رضاکار مجاہدین کو شہید کردیا۔ اور پھر ہندوستانی سپاہی موضع نانج میں گھس کر مسلمانوں کو قتل و غارتگری کا نشانہ بنایا اور لوٹ مار و خونریز تباہی مچائی۔

حیدرآباد کا زوال تمام ہندوستان کیلئے تباہ کن ہوگا

جنوبی ہند شمال سے کٹ جائیگا

مجاہد اعظم کا شدید انتباہ

حیدرآباد، ۱۹ اگست ۴۸ء آج صبح ۹ بجے زمرد محل ٹاکیز میں ایک عظیم احتجاجی جلسہ عام "یوم نانج" میں مجاہد اعظم سید محمد قاسم رضوی فیلڈ مارشل نے صدارتی تقریر میں فرمایا!

قدرت جب مسلم قوم کی کمزوریوں کو دور کرنا اور ان میں بیداری پیدا کرنا چاہتی ہے تو کربلائیں برپا کردیتی ہے۔ شاید اسی لئے نانج بھی دکن کے حق میں کربلائے ثانی بنادیا گیا۔ جہاں مسلمانوں کا قتل عام کیا گیا۔

- شہیدانِ نانج آج ہماری نظروں سے اوجھل ہیں لیکن!
  اللہ نے انھیں زندہ جاوید کردیا ہے
- ہم ان کی موت پر ماتم نہیں کرتے ..... بلکہ
  ان کے پسماندگان کو مبارکباد دیتے ہیں۔
- دکن کی تاریخ ہمیشہ شہیدانِ نانج پر ناز کرتی رہے گی کہ!

صرف سات محب وطن رضاکاروں نے بارہ سو (۱۲۰۰) حملہ آور

درندوں کا بارہ گھنٹوں تک دلیرانہ مقابلہ کیا۔"

اور آزادی کی قربان گاہ پر سب سے پہلے اپنی نذر پیش کی، ہم آرزومند ہیں کہ! شہیدان نانج کی روح حیدرآباد کے ہر فرد میں کارفرما ہے۔ صدیق دکن نے کہا! حیدرآباد کو بدنام کرنے اور اپنی نام نہاد جمہوریت اور سیکولرازم کا فریب دینے والوں کیا تم لے حیدرآباد سے معاہدہ جاریہ کر کے نبھایا؟ کیا تم نے ہندوستانی مسلمانوں کو دئے ہوئے وعدوں کو نبھایا؟ تم نے ایک ہزار سال کی غلامی کے بعد آزادی ملتے ہی اپنے ہی ملک کے مسلمانوں کو نیست ونابود کرنا شروع کر دیا۔ جب کہ ہندوستانی مسلمان تم سے جاہ وحشمت کا طلب گار نہیں۔ بلکہ صرف اپنے جان ومال عزت وآبرو کے تحفظ کا طلب گار تھا۔

صدر ملکتی مجلس جناب قاسم رضوی نے مسئلہ حیدرآباد کو "اقوام متحدہ" سے رجوع کرنے کے تعلق سے اظہار خیال کرتے ہوئے کہا!

اگر حیدرآباد اقوام متحدہ میں گیا تو، ہندوستان حیدرآباد کے ساتھ وہی کرے گا جو اس نے کشمیر میں کیا ہے۔ اقوام متحدہ میں کشمیر کا مقدمہ پیش ہے لیکن اس کے باوجود اس کو تلوار کے زور سے طے کرنے کی کوشش کی جارہی ہے حیدرآباد کے تعلق سے بھی یہی حکمت عملی اختیار کی جائے گی۔ اور ہندوستان کی فوجیں حیدرآباد کی سرحد میں داخل ہو جائیں گی۔ خدا وہ دن جلد لائے تاکہ یہ کشمکش جلد ختم ہو جائے :۔

یا تو ہم ختم ہو جائیں یا وہ فنا ہو جائیں۔

مجاہد اعظم نے ہندوستان کو انتباہ دیتے ہوئے فرمایا کہ،

ہندوستان جو حیدرآباد کو ختم کرنے پر آمادہ ہے، جنگ کے عواقب ونتائج پر اچھی طرح غور کر لے اور بمبئی، مدراس، ناگپور اور بنگلور کی خیر منائے۔ مسلمان مرتے مرتے طوفان برپا کر دے گا۔ اور یہ یاد رکھے کہ، حیدرآباد کے زوال پر وہ تمام مخالف ہند

قوتیں اُٹھ کھڑی ہوں گی جواب "بنگال اور برما" میں زور پکڑ رہی ہیں، جنوبی ہند کا تختہ اُلٹ دیا جائے گا اور شمالی ہند سے کٹ جائے گا، سارا ہندوستان انتشار و بد امنی کا شکار ہو جائے گا۔ حیدر آباد کا مسئلہ عالم کا مسئلہ ہے۔ میں ہندوستان ہی کو نہیں بلکہ امریکہ اور برطانیہ کو بھی آگاہ کرنا چاہتا ہوں کہ حیدر آباد کو سارے عالم کے لئے خطرہ نہ بنائے بلکہ عالمگیر امن کے لئے ایک مرکز بنائے۔

مجاہد اعظم نے تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا :۔ انڈین یونین کو یقین ہے کہ وہ میدان جنگ میں حیدر آباد کو شکست نہیں دے سکتی، اس لئے سازش کا بزدلانہ سہارا لینے انڈین یونین نے حیدر آباد میں غداروں کو پیدا کیا ـــــــ، غدار ہر زمانہ میں تھے اور یہاں بھی ہیں۔ لیکن اب حیدر آباد سر مرزا اسمٰعیل، زین یار جنگ اور منظور جنگ جیسی کٹ پتلیوں کو برداشت نہیں کر سکتا اور یہ کٹ پتلیاں "جن تاروں اور جن ہاتھوں میں" رقص کر رہی ہیں، ان کو ملت اسلامیہ حیدر آباد گوارہ نہیں کر سکتی۔

> میں تمہارا خادم اور نمائندہ ہوں، میرے سامنے صرف تمہاری بقاء اور عزت و ناموس کا تحفظ اور اس سلطنت کی آزادی اور اس کے خوانوادہ کے اقتدار کی بقاء ہے۔

جو ہاتھ اسلامیہ حیدر آباد کی آزادی و خود مختاری کے خلاف اُٹھے گا اس ہاتھ کو کاٹ دوں گا۔[۱]

---

[۱] اسی طرح کا انتباہ حضرت قائد نواب بہادر یار جنگ نے ۱۹۴۴ء میں دیا تھا۔ (ملاحظہ ہو "سوانح حیات قائد ملت نواب بہادر یار جنگ مرحوم" از غلام محمد بی۔ اے۔ عثمانیہ۔ مطبوعہ ۴۶ء)

اقوام متحدہ میں رجوع ہونے حیدرآباد کا فیصلہ

ہند کی جارحانہ کارروائیوں کی تفصیل، وزیر اعظم حیدرآباد کا وزیر اعظم ہند کو مکتوب

۲۰ راگست سنہ ۴۸ء ۔ ہندوستان اور حیدرآباد کے مابین پیدا شدہ تشویشناک صورت حال کے پیش نظر فضیلت مآب میر لائق علی صدر اعظم بہادر دولت آصفیہ حیدرآباد نے اقوام متحدہ میں رجوع ہونے کے فیصلہ سے پنڈت جواہر لال نہرو وزیر اعظم ہندوستان کو مطلع کیا ۔

وزیر اعظم حیدرآباد نے اپنے ایک مکتوب میں ہند یونین کی حیدرآباد کے خلاف جارحانہ کارروائیوں اور معاہدہ جاریہ کی خلاف ورزیوں کی تفصیلات کو واضح کرتے ہوئے لکھا کہ !

حکومت حیدرآباد یہ توقع کرتی تھی کہ " معاہدہ انتظام جاریہ " ہندوستان اور حیدرآباد کے مابین اچھے تعلقات کا باعث ہوگا۔ لیکن ہندوستان نے "معاہدہ کو لفظاً اور معناً" نظر انداز کر دیا اور اس کی مسلسل خلاف ورزیاں کیں ۔ ہندوستان کے گورنر جنرل کی متواتر اس یقین آفریں کے باوجود کہ، حیدرآباد پر کوئی بے جا دباؤ ڈالا نہیں جائے گا۔ لیکن پھر بھی ۔

ہندوستان حیدرآباد پر دباؤ ڈالنے اس کی شدید ترین " معاشی ناکہ بندی " کر رکھی ہے اور دوسرے طریقوں سے بھی معاشی دباؤ ڈال رہا ہے جو اس کے اختیار میں ہے۔ حکومت ہند نے حیدرآباد کے تمسکات کو منجمد کر دیا ہے۔ حیدرآباد اور اس کی رعایا کے نقد کھاتے روک لئے ہیں۔ ہندوستانی سکہ کی اجرائی اور بیرونی ممالک

سے زر مبادلہ کے انتظامات منسوخ کر دئیے گئے ہیں۔

ادویہ وکلورین کی بھی ناکہ بندی: وزیر اعظم ہند نے مورخہ ۱۷؍ جون ۴۸ء کو اعلان کیا کہ موجودہ "معاشی ناکہ بندی" سخت تر کر دی جائے گی۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ جس سے حیدرآباد کی اجتماعی زندگی میں سخت ترین خلل پیدا ہو رہا ہے:۔ یہاں تک کہ ادویہ اور "کلورین" بھی جس سے پینے کا پانی صاف کیا جاتا ہے روک لی گئیں۔ جس کی وجہ سے بلدہ حیدرآباد اور سکندرآباد میں گزشتہ ماہ "ہیضہ" کی وبا پھوٹ پڑی۔ اور صدہا انسانی جانیں ضائع ہوئیں۔

سرحدی حملے: معاہدہ جاریہ کے طے پانے کے بعد ہی سے ہندوستانی علاقوں سے حیدرآباد کی سرحدوں پر دھاوے کئے گئے اور ان حملوں کی حکومت ہند کی جانب سے ہمت افزائی کی گئی۔ حیدرآباد کی سرحد سے متصلہ قریوں میں تخریبی کیمپ قائم کئے گئے جہاں سے مسلح عصری اسلحہ سے لیس حملہ آوروں نے حیدرآبادی علاقوں پر متواتر دھاوے کئے، ریل کی پٹریوں کو اکھاڑ دیا۔

ہندوستانی فوج اور پولیس کے سپاہیوں نے کئی موقعوں پر حیدرآباد کے سرحدی مواضعات میں قتل وخون آتشزدگی اور لوٹ مار کیا۔ چنانچہ ۱۷؍ جولائی ۴۸ء کو ہندوستانی سپاہی ضلع اورنگ آباد تعلقہ پٹن کے موضع "نندل واڑی" میں گھس کر حیدرآبادی پولیس کے ایک ہیڈ کانسٹیبل اور چار کانسٹبلوں کا اغوا کیا جو موضع میں متعین تھے۔ ان کے اغوا کے بعد حملہ کر کے کروڑگیری کے ناکہ کو اڑا دیا اور گاؤں کے گھروں کو لوٹ لیا۔ اور پھر موضع "نندل واڑی اور کوسان" کو جلا ڈالا اور حیدرآباد کے کئی دیہاتی باشندوں کو ہلاک کر کے ان کی نعشیں دریا میں پھینک ڈالی گئی۔ ۲۸؍ جولائی کو ہندوستانی فوج اور ہندوستانی مسلح باشندوں نے دریا پار سے تعلقہ پٹن پر بھی آتش بازی (فائرنگ) کی۔

جارحانہ دھمکیاں : حیدر آباد کے خلاف جارحانہ اقدام کی مسلسل دھمکیاں دی گئیں مثلاً ۲۴ر اپریل کو وزیر اعظم ہند نے بمبئی میں کل ہند کانگریس کے جلسہ میں کہا کہ حیدر آباد کے سامنے دو ہی راستے ہیں۔ " جنگ یا شرکت " ۲۴ر جون کو لکھنؤ کے ایک جلسہ عام میں کہا کہ ممکن ہے کہ ہمیں اپنی فوج کو حیدر آباد بھیجنا پڑے اور یہ کہ ہندوستانی فوج سے کام لینے میں انہیں کوئی خوف محسوس نہیں ہوتا۔ ۱۵ر جولائی کو نائب وزیر اعظم ہند سردار پٹیل نے پٹیالہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ اگر حیدر آباد مناسب طرز عمل اختیار نہ کرے تو اس کا بھی وہی حشر ہوگا جو "جوناگڑھ" کا ہوا۔ ۱۵ر جولائی کو وزیر اعظم ہند نے مدراس میں تقریر کرتے ہوئے کہا، جب ضرورت سمجھی جائے گی ہم حیدر آباد کے خلاف فوجی کاروائی کریں گے۔

نانج پر فوجی حملہ : مورخہ ۲۴ر جولائی ۱۹۴۸ء مطابق ۲۴ر شہریور ۱۳۵۷ فصلی کو ہندوستانی فوجی دستوں نے مملکت آصفیہ کے ضلع عثمان آباد کے موضع "نانج" پر زبردست حملہ کر کے قتل و غارت گری کی اور حیدر آبادی علاقہ کے ہندوستانی مقبوضات تک ہندوستانی مواصلات کے تحفظ کے بہانے جو بالکل غلط اور کسی طرح حق بجانب نہیں ہے۔ ہندوستانی فوج نانج پر قبضہ کر رکھا ہے۔

حیدر آباد نے اپنی اس حکمت عملی کے تحت کہ تمام نزاعی مسائل کو دوستانہ گفت و شنید کے ذریعہ طے کیا جائے۔ یہ تجویز پیش کی کہ اس حادثہ کی مکمل تحقیقات ایک خصوصی عدالت کے ذریعہ عمل میں لائی جائے جو دونوں حکومتوں کے نمائندوں اور ایک آزاد صدر پر مشتمل ہو۔ حکومت حیدر آباد نے نانج سے گزرنے والی سڑک کے تحفظ کی ذمہ داری بھی قبول کی۔ اور ضمانت دی ہے کہ "یارنی" تک حسب معمول آمد و رفت کے لئے ہندوستانی دستوں کی حفاظت کی جائے گی۔ اور کسی غلط فہمی کے امکان کو رفع کرنے کی خاطر یہ رضامندی ظاہر کی کہ، جب تک جنوبی کمان کے جنرل آفیسر کمانڈنگ

ہند اور افواج حیدرآباد کے کمانڈر اتفاق نہ کرلیں۔ حیدرآباد اپنی کوئی فوج نلنج نہیں بھیجے گی۔ لیکن حکومت ہند نے حیدرآباد کی تجاویز کو قبول کرنے سے انکار کردیا۔

حیدرآباد کی سالمیت پر حملہ : ہندوستان نے آزاد حیدرآباد کی علاقہ واری کاملیت کو نقصان پہنچانے کی مزید کوششیں کیں جب کہ ۲۱؍ جولائی کو سرکار عالی کے ایک ریلوے اسٹیشن منڈری پر، اور ۱۵؍ اگسٹ کو موضع بلسنگی پر قبضہ کرلیا ہے۔ ایسے حادثات سے جو ہندوستانی علاقوں سے کئے جاتے ہیں حیدرآباد کی سالمیت اور امن کو فوری خطرہ لاحق ہوگیا ہے۔

بہتر تعلقات و ثالثی سے انکار : حیدرآباد نے ہندوستان کے ساتھ اپنے تعلقات کو بہتر بنانے کی حتی الوسیع کوشش کی اور متعدد مرتبہ یہ تجویز پیش کی کہ مابہ النزاع مسائل ثالثی کے سپرد کئے جائیں۔ جس کی گنجائش معاہدہ انتظام جاریہ کی دفعہ "۴" میں رکھی گئی ہے۔ لیکن ہندوستان نے یہ تجویز قبول کرنے سے انکار کردیا ہے۔

حیدرآباد کا فیصلہ : صدر اعظم بہادر حکومت آصفیہ اسلامیہ حیدرآباد نے اپنے مکتوب میں ان حقائق کو واضح کرتے ہوئے وزیر اعظم حکومت ہندوستان کو لکھا کہ، اب حیدرآباد اور ہندوستان کے مابین پیدا شدہ صورت حال انتہائی تشویشناک بن گئی ہے۔ جس سے امن کو فوری خطرہ لاحق ہے۔ بناء بریں میں آپ کو مطلع کرتا ہوں! حیدرآباد نے فیصلہ کرلیا ہے کہ وہ ادارہ اقوام متحدہ سے رجوع ہو، اور اس سے یہ درخواست کرے کہ وہ اپنی مساعی جمیلہ سے اس نزاع کو حل کرادے تاکہ دونوں آزاد ممالک ہندوستان اور حیدرآباد کے مابین ایک باعزت پُرامن اور پائدار تصفیہ ہوجائے۔

(محکمہ اطلاعات آصفیہ)

حیدرآباد کے خلاف دلّی میں مرزا اسمٰعیل کی ناپاک سرگرمیاں

حیدرآباد کے سابق وزیر اعظم سر مرزا اسمٰعیل ایک خفیہ مشن پر ۲۸ر جولائی کو بنگلور سے دہلی گئے اور تین دن تک ہندوستان کے گورنر جنرل کے مہمان کی حیثیت سے گورنمنٹ ہاؤز میں مقیم رہے؛ اور بعد میں نظام پیلیس دلی میں منتقل ہو گئے۔ سر مرزا کی خواہش پر حضور نظام کے مصاحب خاص نواب زین یار جنگ ایجنٹ جنرل حیدرآباد متعینہ ہند اور سر سلطان احمد بھی وہیں پہنچ گئے۔ سر مرزا دلّی میں سردار ولبھ بھائی پٹیل نائب وزیر اعظم ہند، پنڈت جواہر لال نہرو وزیر اعظم ہند اور نئے گورنر جنرل ہند سی راج گوپال چاری سے گفتگو کی اور بتایا کہ وہ حضور نظام کی ایما پر دلی آئے ہیں۔ سر مرزا نے ارباب ہند سے گفتگو کے بعد ایک ٹیلی گرام ۲۹ر جولائی کو حضور نظام کی خدمت میں اس امر کا روانہ کیا کہ،

> رضاکار تنظیم کو ختم کیا جائے اور ذمہ دارانہ حکومت کے قیام
> کا اعلان کر دیا جائے۔ اور اپنے وزیر اعظم لائق علی کو
> خصوصی حکم کے ساتھ دلی روانہ کریں تاکہ،

حکومت ہند کے سابقہ مسودہ پر ان کی دستخط ہو جائے اور میں یہاں اپنے مشن میں کامیابی حاصل کر سکوں :۔ جب حضور نظام نے کوئی جواب نہیں دیا تو، سر مرزا خود ہی بامشافہ حضور نظام سے گفتگو کے لئے حیدرآباد آنا چاہتے تھے لیکن مجلس اتحاد المسلمین کے خوف سے نہیں آئے۔ اور ۱۵ر اگسٹ کو حضور نظام کے نام ایک تفصیلی مکتوب، نواب زین یار جنگ کے ذریعہ حیدرآباد روانہ کیا۔

سر مرزا کا گھناؤنی مکتوب

حضور نظام کو ورغلانے تخویف دلانے اور پُر فریب تلقین دینے کی شرمناک سازش

مرزا اسمٰعیل نے اپنے مکتوب میں حضور نظام کو لکھا کہ ' دلّی میں حیدر آباد کے خلاف شدت پیدا ہوتی جا رہی ہے ' حکومت ہند کو دیگر ریاستوں کی طرح حیدر آباد کی شرکت پر اصرار ہے۔ اور وہ حیدر آباد کے ساتھ امتیازی سلوک کے لئے بھی تیار نہیں ہے اور یہ کہ ـــ

حیدر آباد کی موجودہ حکومت پر ہندوستان کو اعتماد نہیں۔

دلّی میں اعلیٰحضرت کے متعلق یہ خیال ہے کہ " آپ اتحاد المسلمین یا اپنی کونسل کے مقابلے میں مجبور محض ہیں۔" اور مسٹر جناح اور پاکستان کے مشورہ کے بغیر آپ اپنی مرضی کو استعمال نہیں کر سکتے۔ " اس وقت آپ کی عافیت خطرہ میں ہے " جس کو بچانے کی ایک ہی صورت ہو سکتی ہے کہ '

اعلیٰحضرت اپنے وزراء سے مشورہ کے بغیر ہند کے جون والے معاہدہ پر دستخط کر دیں۔ جس کو سابق میں اعلیٰحضرت نے رد کر دیا تھا۔ اور یہ اعلان فرمائیں کہ ' آپ نے بعد غور و فکر معاہدہ کو قبول کرنے کا فیصلہ کیا ہے نیز یہ کہ '

" رضا کاروں سے ملک کو بچانے کے لئے انڈین یونین
کی افواج کو آنے کی اجازت دی جائے "

" آپ لائق علی یا قاسم رضوی کے استدلال کو کوئی اہمیت نہ دیجئے "۔ میں نے یہاں

ارباب ہند اور دیگر سربرآوردہ لیڈروں سے مشورہ کرلیا ہے جنہوں نے یقین دلایا ہے کہ !

حکومت ہند کے شرائط کو منظور کرنے اور ہندوستانی افواج کو حیدرآباد میں متعین کرنے کی اجازت دینے سے آپ کے اقتدار و رتبہ اور سیاسی موقف میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔ اور اعلیٰ حضرت قاسم رضوی کے چنگل سے محفوظ رہیں گے۔ اور حیدرآباد کے حالات بھی ابتر نہیں ہوں گے۔

نیز مجلس اتحاد المسلمین کو میرے اس مشورہ کی بات معلوم نہ ہو' آپ کی دستخط کے بعد اس کو اپنے بادشاہ کا فیصلہ قرار دے کر خاموشی اختیار کرلیں گے۔ مجھے امید ہے کہ' اعلحضرت میرے اس نقطہ نظر کو محسوس کرتے ہوئے اس پر عمل فرمائیں گے۔

وزیر اعظم میر لائق علی کی حب الوطنی

میں کسی بھی صورت میں غلامی کی دستاویز پر دستخط نہیں کروں گا

حضور نظام کی ایماء پر سر مرزا اسمٰعیل کی دلّی میں موجودگی اور وہاں سر مرزا کی مملکت اسلامیہ حیدرآباد کے خلاف خطرناک و تباہ کن شرمناک سازشوں اور ناپاک سرگرمیوں کی خبر جب طشت از بام ہوئی تو' حیدرآباد کے ہندو مسلم عوام اور سیاسی حلقوں میں بے چینی اور اضطراب کی زبردست لہر دوڑ گئی۔ اور یہ خبر بھی عام تھی کہ' نواب زین یار جنگ نے اپنے ہاتھ میں فریکچر کے بہانے جو پلاسٹر لگالیا تھا' اس میں کوئی خفیہ خط چھپا کر دلی لے گئے تھے۔

وزیر اعظم فضیلت مآب میر لائق علی نے اس صورت حال کے مدنظر حضور نظام کی خدمت میں اپنا استعفیٰ پیش کردیا۔ اور اپنی حب الوطنی کا اظہار کرتے ہوئے یہہ اعلان کیا کہ !

میں جب تک وزارت عظمیٰ کے عہدے پر رہوں، کسی بھی صورت میں دستاویز غلامی پر دستخط کر کے ملک و مالک سے بے وفائی نہیں کروں گا۔ اور اب اس وقت تک دلی نہیں جاؤں گا، تا وقتیکہ باعزت شرائط کا مجھے کامل یقین نہ ہوجائے۔

حضور نظام کی دوہری سیاست :

حکیم السیاست اعلیٰحضرت نے اس بات کا اعلان فرمایا کہ :- میرے حکم یا ایماء پر سر مرزا کسی خاص مقصد کے لئے دلی نہیں گئے ہیں۔ ممکن ہے کہ وہ اپنی شخصی حیثیت میں وہاں موجود ہوں۔

حضور نظام نے وزیر اعظم میر لائق علی کا پیش کردہ استعفیٰ نامنظور فرماتے ہوئے اپنے خاص درباری نواب زین یار جنگ کو ایجنٹ جنرل ہند کے عہدے سے سبکدوش کردیا اور ان کی جگہ جناب احمد محی الدین کو ایجنٹ جنرل برائے ہند بنانے کا فرمان صادر کیا۔ لیکن اس کے بعد بھی حضور نظام کے مصاحب خاص کی حیثیت میں نواب زین یار جنگ اور ان کے ساتھیوں (درباریوں) کی خفیہ سرگرمیاں اور سازشیں، دکشنا سدن[1] اور کنگ کوٹھی میں جاری رہیں تا کہ ایسے حالات پیدا کئے جائیں کہ !

حضور نظام کو، ملک و مالک کے جانثار رضاکاروں اور ان کے محب وطن قائد سے برگشتہ کرا کے شمولیت کے لئے راغب کیا جائے۔ حالات اس بات کے آئینہ دار ہیں کہ، ملک دشمن غداروں کی انہی سازشوں کا شکار ہو کر آخر وقت میں حضور نظام دوہری پالیسی پر مائل ہوگئے تھے۔ ۔ مولف۔

---

[1] ہند کے ایجنٹ جنرل مسٹر کے۔ ایم منشی کی سرکاری قیام گاہ، موجودہ راشٹرپتی نیلم۔

گورنر جنرل ہند کا حضور نظام کے نام مکتوب

ہندوستانی فوج آپ کے تخت و تاج کی حفاظت کرے گی

نئی دہلی۔ ۳۱ر اگست ۴۸ء۔ ہندوستان کے نئے گورنر جنرل سی راج گوپال چاری نے سر مرزا کی ستائش اور ان کے مشوروں کو قبول کرنے کی سفارش کرتے ہوئے جلالۃ الملک اعلیٰحضرت حضور نظام کو ایک مکتوب میں لکھا کہ!

ہز اگزالٹیڈ ہائینس، میں اس تجویز کی تائید کرتا ہوں جو آپ کے سابق وزیر اعظم مرزا اسمٰعیل نے پیش کی ہے اور آپ کی مرضی و حوصلہ افزائی پر آپ کی طرف سے یہاں آئے تھے جو ایک نہایت تجربہ کار اور متوازن دماغ رکھنے والے سیکولر مدبر ہیں۔ اور حیدرآباد سے متعلقہ مسائل کے بارے میں ان کے معلومات گہرے ہیں۔

یور اگزالٹیڈ ہائنس کو سر مرزا کے مشورہ کے مطابق رضاکاروں پر امتناع عائد کرنا اور ہندوستانی فوج کو "کافی تعداد میں" سکندرآباد میں متعین کرنے کی دعوت دینا چاہئیے۔ ہندوستانی فوج کو حیدرآباد میں متعین کیا گیا تو وہ اگزالٹیڈ ہائنس کے (موقف) تخت و تاج کی حفاظت کرے گی۔ اور حیدرآباد میں اور اُس کے باہر جان و مال کے عدم تحفظ کی نسبت بھی شک و شبہ باقی نہ رہے گا اور دوستی کی اساس قائم ہوگی۔

* * *

گورنر جنرل ہند کو حضور نظام کا جوابی مکتوب

میرے ملک میں ہندوستانی فوج کا داخلہ ناممکن

حیدرآباد میں بدامنی کا پروپگنڈہ شرانگیزی پر مبنی ہے

حیدرآباد، ۵؍ستمبر ۴۸ء ۔ جلالۃ الملک اعلیٰحضرت حضور نظام نے گورنر جنرل ہندوستان پر اپنے مضبوط اور اٹل موقف کا اظہار کرتے ہوئے اپنے جوابی مکتوب میں لکھا کہ!

مجھے ہز اکسلنسی کا مکتوب مورخہ ۲۱؍اگسٹ ۱۹۴۸ء کا وصول ہوا۔ سر مرزا اگرچہ کہ میرے دوست اور سابق وزیر اعظم ہیں، لیکن وہ حیدرآباد کے اصل مسائل سے کما حقہ، واقف نہیں ہیں۔ کیونکہ وہ اپنے پیشروں کے برعکس یہاں سال بھر بھی نہیں رہے۔ علاوہ ازیں وہ بعد کے حالات سے بھی لاعلم ہیں اس لئے ان کی تجاویز پر کوئی کاروائی قابل عمل نہیں ہو سکتی۔

آپ نے اپنے خط میں حیدرآباد میں جان و مال کے عدم تحفظ نسبت جو ذکر کیا ہے، وہ اس مسلسل شرانگیز پروپگنڈہ کا نتیجہ ہے جو بعض جماعتوں اور اشخاص کی طرف سے کیا جا رہا ہے جو حیدرآباد کی آزادی کے دشمن ہیں۔

دوسرے امور کی نسبت مجھے یہ کہنے دیجئے: ۔ میرے ملک میں ہندوستانی فوج رکھنے کی اجازت دینا ناخارج از بحث ہے۔ میری اپنی فوج رعایا کی جان و مال اور ملک کی اطمینان بخش طور حفاظت کر سکتی ہے۔ اور کر رہی ہے، میرے ملک میں ہندوستانی فوج کا داخلہ ناممکن ہے۔ اور

"میری فوج ہر صورت حال سے عہدہ براں ہونے کی پوری
صلاحیت رکھتی ہے"۔
میں فی الحقیقت ایک باعزت سمجھوتہ کا خواہش مند ہوں ــــــ

نوٹ :ــ حضور نظام نے اس مکتوب میں' سر مرزا اسماعیل کا فرستادہ ہونے کی تردید نہیں کی جو دوہری سیاست کی آئینہ دار ہے"۔ (مولف)

برطانیہ حیدرآباد کا ساتھ دے گا' ماونٹ بیٹن نے برطانیہ کو رسوا کردیا

لندن کے سیاسی حلقوں کا تاثر

لندن ۲۳ر ستمبر ۴۸ء۔ حیدرآباد کے ایک سابق ریذیڈنٹ مسٹر "سی ایچ۔ گڈنی" نے لندن سے ایک صحافتی مکتوب میں لکھا ہے کہ' ہندوستان کی حیدرآباد کے خلاف بڑھتی ہوئی جارحانہ کارروائیوں اور خصوصاً معاشی ناکہ بندی نے برطانوی قوم کی ساری ہمدردیاں حیدرآباد کے ساتھ کردی ہیں برطانوی قوم کا یہ تاثر دن بہ دن شدید ہوتا جارہا ہے کہ :ــ برطانیہ اپنے قدیم حلیف اور یار وفادار کے ساتھ انتہائی ناانصافی کرکے برطانوی قوم کے چہرہ پر کلنک کا داغ لگایا ہے۔ لارڈ مونٹ بیٹن[1] کے خلاف بھی لندن کے اکثر اخبارات نے سخت تنقید کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "مونٹ بیٹن نے برطانوی کردار کو دنیا میں رسوا کردیا" چونکہ وہ جرمن النسل

---

[1] لارڈ مونٹ بیٹن کی خواہش تھی کہ ہند کی تقسیم کے بعد وہ ہندوستان اور پاکستان کے مشترکہ گورنر جنرل بنیں۔ لیکن پاکستان نے اسے قبول نہیں کیا۔ جس کی وجہ سے مونٹ بیٹن پاکستان سے "جو حیدرآباد کے موقف کی حمایت میں تھا" دل برداشتہ تھے۔ (مولف)

ہیں اور مادری تعلق کی بناء پر برطانوی ہیں۔

برطانوی پارلیمان کی اکثریت اس خیال کی حامی ہے کہ' قانون آزادی کے منشا اور دار العوام میں وزیر اعظم برطانیہ کے اعتراف کے بعد یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ "حیدر آباد اپنا ایک آزاد اور خود مختار موقف رکھتا ہے"۔ لندن کے سیاسی حلقوں میں عام تاثر یہی ہے کہ برطانیہ کی روش وہ نہیں رہے گی جو اب تک رہی ہے' اب برطانیہ حیدر آباد کے مقدمہ میں ہر طرح اس کی آزادی کے حق میں ساتھ دے گا۔

لندن کے اہم اخبارات' لندن ٹائمز اور ڈیلی ٹیلیگراف نے اب حیدر آباد کے مسئلہ پر اپنی روش تبدیل کر دی ہے اور اس کی اصل وجہ "غیر اخلاقی و غیر انسانی' ہندوستان کی جانب سے معاشی ناکہ بندی اور جارحانہ حکمت عملی ہے"۔

* * *

وزیر اعظم ہند کا پارلیمنٹ میں بیان' حیدر آباد کی فوج میں اضافہ خفیہ طور پر اسلحہ کی درآمد' حضور نظام سے رضا کار تنظیم کی تحلیل کا مطالبہ

نئی دہلی' ۸ رستمبر ۴۸ء۔ آج ہند پارلیمنٹ میں وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو نے کہا کہ' حیدر آباد میں داخلی صیانت کی ضمانت اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتی جب تک سکندر آباد میں ہندوستانی فوج کو متعین نہ کیا جائے۔

ہم نے اب آخری مرتبہ نظام سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ فوری طور پر رضا کارانہ تنظیم کو تحلیل کر دیں" اور ہندوستانی فوج کو حیدر آباد میں داخلے کی سہولت پیدا کریں' خواہ ہمیں اس کے لئے کسی بھی نوعیت کا اقدام کرنا پڑے۔ حیدر آباد کے اندر شر انگیز قوتیں کام کر رہی ہیں آج وہ حیدر آباد کی حکومت پر ہر طرح قابض و مسلط ہیں۔

حیدر آباد کی حکومت نے فوج میں اضافہ کر دیا ہے اور باہر سے خفیہ طور پر کافی اسلحہ اور گولہ بارود کی درآمد کی گئی ہے اور اس کے علاوہ حیدر آباد کے اندر جو خانگی فوجیں تشکیل پائی ہیں انہوں نے اور خاص کر رضاکاروں نے زیادہ سے زیادہ جارحانہ طرز عمل اختیار کر لیا ہے۔ وہ ریاست کے اندر اور بعض وقت سرحدوں کو عبور کر کے حملہ آور ہو رہے ہیں۔

وزیر خارجہ پاکستان کا انتباہ

حیدر آباد کے خلاف اقدام سے نہ صرف ہندوستان بلکہ دنیا کے امن کو بھی خطرہ

کراچی، ۹ ستمبر ۴۸ء۔ سر ظفر خان وزیر خارجہ پاکستان (جن کا شمار دنیا کے بڑے مدبر اور قانون دانوں میں ہوتا ہے) ہندوستانی یونین کو متنبہ کیا کہ! اگر حیدر آباد کے خلاف اقدامی کارروائی کی دھمکی کو روبعمل لایا گیا تو، پھر پورا ذیلی بر اعظم فرقہ واری منافرت کا شکار ہو جائے گا۔ ہندوستان حیدر آباد کو کھلے طور پر حملہ کی دھمکی دے رہا ہے۔ لیکن وہ اس کے نتائج سے بے خبر تو نہیں ہے، یہہ معاملہ "جس کی لاٹھی اس کی بھینس" کی قسم کا ہے۔

ہندوستان کو یہہ معلوم ہونا چاہیئے کہ:۔ حیدر آباد کے خلاف اقدامی کارروائی کے نتیجہ میں، نہ صرف ہندوستان بلکہ ساری دنیا کے امن کو خطرہ لاحق ہو جائے گا۔

* * *

مصر کے فرمانروا، شاہ فاروق کا اعلان

دنیا کے تمام مسلم ممالک حیدرآباد کی اعانت کے لئے تیار ہیں

قاہرہ، ۱۰ ستمبر ۱۹۴۸ء۔ فرمانروائے مصر جلالۃ الملک شاہ فاروق نے مملکت اسلامیہ حیدرآباد کو اس بات کا یقین دیا ہے کہ

مشرق متوسط کے تمام ممالک اس کی تائید و حمایت میں کوئی کسر اُٹھا نہیں رکھیں گے:۔

شاہ فاروق نے اپنے دارالسلطنت سے اعلان فرمایا ہے کہ!

حیدرآباد کو اس امر کا یقین رکھنا چاہئے کہ وہ اس وقت تنہا نہیں ہے۔ ”سارا عالم اسلام حیدرآباد کے ساتھ ہے۔“ ہم حیدرآباد کی ہر طرح سے اعانت کے لئے صرف اس لئے تیار نہیں کہ وہ اسلامی مملکت ہے بلکہ اس کی امداد کے لئے اس بھی آمادہ ہیں کہ وہ ایک آزاد و خود مختار ملک ہے جو اپنی آزادی کی برقراری کے لئے جد و جہد کر رہا ہے۔ بہرحال مملکت حیدرآباد اس کا یقین رکھ سکتی ہے کہ ”

دنیا کے تمام اسلامی ملکوں کی حمایت اس کو حاصل ہے ۔۔۔

حیدرآباد میں آسانی سے داخل ہونے کی توقع نہیں

وزیر اعظم ہند کا بیان ؛

نئی دلی، ۱۰ ستمبر ۴۸ء ۔ وزیر اعظم ہند پنڈت نہرو نے آج پریس کانفرنس کو مخاطب کرتے ہوئے بیان کیا کہ، حکومت ہند اپنی افواج ہر حال میں سکندرآباد بھیجے گی ۔

جب پنڈت نہرو سے پوچھا گیا کہ، اگر ہندوستانی افواج کے راستے میں حیدرآبادی افواج حارج ہو اور مقاومت کرے تو کیا ہوگا ؟ پنڈت نہرو نے غصّے سے سخت انداز میں جواب دیا، ہم آگے بڑھیں گے خواہ حیدرآبادی افواج مقاومت کیوں نہ کرے ؛ لیکن اس کے بعد ہی کچھ سوچ کر کہا اور اس بات کا اعتراف کیا کہ !

ہمیں حیدرآباد میں آسانی کے ساتھ داخل ہونے کی توقع بھی نہیں ۔

حیدرآباد پر حملہ سے ہندوستان بدامنی کا شکار ہو جائے گا

جنوبی ہند کی جمہوری تنظیم کی سکریٹری کا گورنر جنرل ہند کو برقیہ

۱۰ ستمبر ۴۸ء ۔ جنوبی ہند کی جمہوری تنظیم کی سکریٹری " ایس سروج رانی " نے آج گورنر جنرل ہند کی خدمت میں ایک برقیہ روانہ کیا کہ !

دلی، جوناگڑھ اور گودھر میں مسلمانوں کے قتل عام کے علاوہ سردار پٹیل اور ان کے ساتھیوں کی چشم پوشی کی وجہ سے " مہاتما گاندھی کا بہیمانہ قتل " اور ہندوستان کے طول و عرض میں مظالم سے ظاہر ہے کہ دلی میں کس قسم کا نظم و نسق کارفرما ہے ؟

اگر آپ جھوٹی افواہیں اور غلط پروپگنڈہ کو سہارا بنا کر حیدر آباد کی پُر امن ریاست پر حملہ کر دیں گے تو، دنیا میں ہندوستان کی جمہوریت داغدار بن جائے گی اور سارا جنوبی ہندوستان بدامنی کا شکار ہو جائے گا۔ اور پورے ذیلی براعظم کا امن و آمان خطرہ میں پڑ جائے گا۔

عزت مآب پنگل وینکٹ رام ریڈی نائب وزیر اعظم حیدر آباد کا اسمبلی میں بیان

ہندوستان نے فوج کشی کی تو خطرناک نتائج کی ذمہ دار ہو گی

۱۱ ستمبر ۴۸ء۔ حیدر آباد کی مجلس مقننہ (اسمبلی) کا اجلاس اسپیکر عزت مآب سری پت راؤ کی صدارت میں منعقد ہوا۔ نائب وزیر اعظم حکومت آصفیہ اسلامیہ عزت مآب پنگل وینکٹ راما ریڈی قانون ساز مجلس میں بیان دیتے ہوئے فرمایا!

میں حکومت کا سرکار عالی کی جانب سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ، قانون شکنی اور امن عامہ میں خلل ڈالنے کی ہند یونین کی کوششوں کے باوجود حیدر آباد کی صورت حال بہ حیثیت مجموعی پر امن رہی ہے۔ اور پوری طرح قابو میں ہے۔ ان حملوں سے جو سرحد پار کے اڈوں سے منظم طریقوں پر ہمارے علاقوں میں کئے جاتے ہیں۔ کچھ عرصہ سے امن و آمان کو صدمہ پہونچا ہے۔

حکومت ہند کو اس آزاد و خود مختار مملکت کے نظم و نسق میں مداخلت اور معاہدۂ جاریہ کے تحت اسے اپنی افواج سکندر آباد میں تعین کرنے کا کوئی حق نہیں ہے :۔

اگر حکومت ہندوستان معاہدہ انتظام جاریہ کی اس اہم ترین شرط کی خلاف ورزی کرنے کا فیصلہ کرے یا کوئی جارحانہ کاروائی عمل میں لائے تو
اس کے ناگوار اور خطرناک نتائج کی ساری ذمہ داری اس پر عائد ہوگی۔

رات قائد اعظم کی تدفین صبح اچانک ہندوستان کا حملہ

مسلمان حیات طیبہ کو مشعل راہ بنائیں، بیکس دشمن پر ہاتھ نہ اٹھائیں

وطن کے غیر مسلم کو ذرا بھی نقصان نہ پہونچے

قاسم رضوی کی صدیقی ہدایات

۱۳؍ستمبر ۱۹۴۸ء۔ قائد اعظم محمد علی جناح کے اچانک انتقال پر آج صبح گوشہ محل گراؤنڈ پر ایک تعزیتی جلسہ عام میں فیلڈ مارشل سید محمد قاسم رضوی قائد رضاکاران نے تقریر کرتے ہوئے اعلان کیا کہ !

کل شام غروب آفتاب کے بعد حضرت قائد اعظم علیہ رحمہ کی تدفین عمل میں آئی، پاکستان پر رنج و الم کے بادل چھائے ہوئے ہیں۔ ممالک اسلامیہ غم زدہ ہیں اور ساری ملت اسلامیہ دکن رنج و غم میں ڈوبی ہوئی ہے' ابھی قائد اعظم کی تدفین پر بارہ گھنٹے بھی گذرنے نہ پائے تھے کہ'

ایسے وقت میں آج صبح طلوع آفتاب سے قبل ہی اچانک ہندوستان نے حیدرآباد پر چاروں طرف سے حملہ کر دیا' بیدر اور ورنگل پر بمباری کی گئی۔ خدا کا شکر ہے کہ' ہندوستان نے جنگ کی پہل کی اب ہمارا فرض ہے کہ " ہم اپنے خون سے اس جنگ کا خیر مقدم کریں "۔

مجاہد اعظم سید محمد قاسم رضوی صدر ملکتی مجلس نے تمام مسلمانان دکن سے اپیل کی

کہ وہ "حضور سرور کائنات حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کو اپنے لئے مشعل راہ بنائیں۔" مادی قوتوں اور ساز و سامان پر تکیہ نہ کریں "صرف اللہ کی قوت پر بھروسہ رکھیں" اور اپنے نصب العین کی صداقت پر قائم رہیں. صدیق دکن نے فرمایا، میں خاص طور پر!

"اپنے رضا کاروں کو ہدایت کرتا ہوں کہ ان کا کوئی اقدام
دشمن کے بوڑھوں، بچوں اور عورتوں کے خلاف نہ ہو،
بیکس اور نہتے دشمن پر ہاتھ نہ اٹھائیں، خدا ظالم کی مدد
نہیں کرتا اور خیال رکھیں کہ اپنے وطن کے غیر مسلم کو ذرا بھی
نقصان نہ پہونچے۔"

ہماری جنگ ہندیونین سے ہے، ہندو سے نہیں۔

مجاہد اعظم نے تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا، سرزمین دکن میدان کربلا بننے کو ہے۔ محمدیؐ فوج کے سپاہیوں اٹھو، وطن کے بہادرو اٹھو اور ملت اسلامیہ کے وقار و ناموس اور مملکت اسلامیہ دکن کی آزادی کے تحفظ اور اعلاء حق کی خاطر تاریخ عالم پر اپنے خون سے دوسرا سانحہ کربلا لکھ دو۔

نوٹ:۔ قائد اعظم کا انتقال ۱۱ ستمبر کو ہوا، ۱۲ ستمبر کو تدفین عمل میں آئی۔ قائد اعظم کے انتقال کی خبر نشر ہوتے ہی ہندوستان نے حملہ کا فیصلہ کر لیا تھا۔

۔ مولف ۔

بغیر اعلان جنگ ہندوستان نے حیدرآباد پر حملہ کردیا

وزیر اعظم میر لائق علی کا نشری اعلان

۱۳ ستمبر ۴۸ء م ۱۲ آبان ۱۳۵۷ ف ۔ فضیلت مآب میر لائق علی صدر اعظم سلطنت آصفیہ اسلامیہ نے نشر گاہ حیدرآباد سے اعلان فرمایا !

آج صبح ۵ بجے حکومت ہند کی فوجوں نے بغیر اعلان جنگ و اطلاع کے یک لخت حیدرآباد پر حملہ کردیا، بیدر اور ورنگل کی طیران گاہ پر بمباری کی گئی لیکن کوئی نقصان نہیں ہوا، گلبرگہ میں ہماری فوج پر فضائی حملہ کیا گیا۔ جو بالکل غیر موثر رہا، نلدرگ ضلع عثمان آباد اور نلگنڈہ میں ہماری بہادر افواج دشمن کی کثیر تعداد فوج کو پسپا کر کے آگے بڑھنے سے روک دی ہیں اور پوری جرائت و استقلال سے مقابلہ کر رہی ہیں اور انشاء اللہ آئندہ بھی برابر مقابلہ کرتی رہیں گی، آپ کا حامی و ناصر اللہ ہے ۔

محاذ پر جانے والوں سے صدیق دکن کا ولولہ انگیز خطاب

دار السلام میں ایثار و قربانی کے مناظر

۱۳ ستمبر ۴۸ء آج دار السلام سے ہزاروں رضاکار اپنے ملک و ملت کی آبرو کی بہر قیمت حفاظت کا حلف اٹھا کر مختلف محاذ پر روانہ ہوئے ۔ سرمغرب مجاہدین اور ملک و ملت کی عزت و ناموس کے پاسبانوں کو خدا حافظ کہتے ہوئے فیلڈ مارشل مجاہد اعظم جناب سید قاسم رضوی صدر مملکتی مجلس نے کہا !

عزیز رضا کاروں آپ کی آزمائش کا وقت آگیا۔ شہیدان کربلا کا خون افق دکن پر شفق بن کر پھوٹنے والا ہے۔ تمہیں اپنے علی اکبروں کو اپنی نگاہوں کے سامنے کٹوانا ہے، علی اصغروں کے گلوں کو اپنی گودوں میں چھدوانا ہے۔ اپنے عابدوں کو یتیم بنوانا ہے اپنی شہربانوں کو بیوہ بنانا ہے، اپنی بیٹی بانوؤں کا سہاگ اپنے ہاتھوں لٹوانا ہے، خون سے کپڑے رنگوا کر اپنے قاسموں کو دولہا بنانا ہے۔ اور سب کچھ کر کے "ہند کی غلامی سے بچنا اور آزادی کی موت مرنا ہے"۔

آج ملت اسلامیہ اور حکومت حیدرآباد آپ کی طرف دیکھ رہی، ملک و ملت کی حفاظت کا اہم فریضہ آپ پر عائد ہے۔

جو ذمہ داری آپ پر عائد کی جا رہی ہے وہ بڑی اہم اور مقدس ہے۔ مجھے آپ سے آج کوئی بات چھپانی نہیں ہے۔ آپ جا رہے ہیں۔ ممکن ہے کہ پھر واپس نہ آئیں اور خدا کے راستے میں بھوکے پیاسے شہید ہو جائیں۔

جو شخص اس کے لئے تیار نہیں وہ اس وقت صفوں سے باہر آجائے اور گھر لوٹ جائے۔ کسی پر کوئی جبر نہیں، کوئی پابندی نہیں اور کوئی قانون نہیں: یہ صرف خدا کا مطالبہ ہے، مذہبی پکار ہے اور یہی قانون سارے دنیاوی قوانین سے بالاتر و مقدس ہے۔

میں آپ کی بے سروسامانی سے واقف ہوں اور دشمن کی سروسامانی سے بھی باخبر ہوں لیکن یاد رکھو اور یہ ایقان بناؤ کہ اللہ کی نصرت تمہارے ساتھ ہے۔" جاؤ اللہ کی مدد سے اور اپنے دست بازو سے دشمن کی فوج پر "طیراً ابابیل" کی طرح ٹوٹ پڑو ——

:۔ محاذ پر جانے والے مجاہدین کو ہنسی خوشی وداع کرنے والوں میں نہ صرف بوڑھے باپ تھے بلکہ برقعہ پوش مائیں اور نوجوان بیویاں بھی تھیں۔ جنگ کے دوران مجلس کے ہیڈ کوارٹر دارالسلام میں ایثار و قربانی کے ایسے ایمان افروز اور روح پرور مناظر تھے جو قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی تاریخ میں نظر آتے ہیں۔ اور جو حریت کی تاریخ میں زرین حروف سے لکھے جائیں گے۔ ہمارے ساتھ محاذ پر جانے والوں میں قائد محترم کے ایک فرزند زاہد رضوی بھی تھے۔

(مظہر الدین)

حیدر آباد پر ہندوستانی افواج کا حملہ۔ ہند پاک جنگ کے امکانات

نئی دلّی۔ ۱۳ ستمبر ۴۸ء۔ آج دن میں انڈین یونین ایک کمیونکے میں کہا گیا ہے کہ ہندوستانی افواج نے حیدر آباد پر حملہ کر دیا ہے۔ دہلی کے سیاسی مبصرین کا خیال ہے کہ حیدر آباد پر حملہ کی وجہ سے ہندوستان اور پاکستان کے مابین ایک شدید اور مہیب جنگ کے امکانات بڑھ چکے ہیں:۔ دلی کے مبصرین کا بیان ہے کہ !

ہندوستان کے لئے ایک خطرہ یہ ہے کہ اس وقت کشمیر میں مسلمان حملہ آور لڑ رہے ہیں علاوہ ازیں ہندوستان کے لئے ایک اور خطرہ یہ بھی ہے کہ ہندوستان اور پاکستان کی سرحد بحیرہ عرب سے روس کی سرحد تک پھیلی ہوئی ہے۔ اور دونوں طرف کی فوجیں ایک دوسرے کے مد مقابل کھڑی ہیں۔

پاکستان میں احتجاج بھارت کے خلاف اقدام کا مطالبہ

وزیر اعظم لیاقت علی خاں کا تیقن، حضور نظام کے پیام کا انتظار

کراچی، ۱۴ ستمبر ۴۸ء۔ پاکستان میں آج پچاس ہزار سے زائد عوام کا ایک زبردست جلوس ہندوستانی ہائی کمشنر متعینہ کراچی مسٹر سری پرکاش کی قیام گاہ پہونچ کر بھارت کی سخت مذمت کی کہ اس نے شرمناک طریقہ سے !

بانی پاکستان "قائد اعظم جناح کی اچانک موت کا فائدہ اٹھا کر" حیدر آباد پر بزدلانہ حملہ کر دیا۔

یہ زبردست جلوس وہاں سے وزیر اعظم پاکستان نواب زادہ لیاقت علی خاں کی کوٹھی پہونچ کر بھارت کے خلاف شدید غم و غصہ کا اظہار کرتے ہوئے، حیدرآباد کی اعانت اور بھارت کے خلاف اقدام کا مطالبہ کیا:۔ نواب زادہ لیاقت علی خاں نے اس زبردست جلوس کے کثیر اجتماع کو مخاطب کرتے ہوئے اطمینان دلایا کہ !

پاکستان کے علاوہ دیگر ممالک بھی جو حیدرآباد کی حمایت میں ہیں "موثر اقدام کے لئے" حضور نظام کے "پیام کے منتظر ہیں"۔ علاوہ ازیں جو اطلاعات ملی ہیں، اس کی تصدیق کے لئے ہمارے ہائی کمشنر دلی کی رپورٹ کا بھی انتظار ہے جو آج کل میں مل جائے گی۔ اس وقت اس کا اظہار نامناسب ہے۔

⁂

وزیر خارجہ حیدرآباد نواب معین نواز جنگ صیانتی کونسل میں

حیدرآباد کے دستوری وفد کے قائد و وزیر خارجہ نواب معین نواز جنگ، قائد اعظم کے جنازے میں شرکت کے بعد سڈنی کاٹن کے خصوصی طیارے سے ۱۲ ستمبر کی رات کو کراچی سے پیرس پہنچ گئے جہاں صیانتی کونسل کا اجلاس ہو رہا تھا۔ ۱۳ ستمبر کو ہندوستان نے حیدرآباد پر حملہ کر دیا۔ اسی دن نواب معین نواز جنگ نے حملہ کی اطلاع صیانتی کونسل کو دیتے ہوئے فوری بحث کے لئے تاریخ مقرر کرنے کی درخواست کی اور ۱۴ ستمبر کو بھی اس کا اعادہ کیا۔ صیانتی کونسل نے حیدرآباد کے مسئلہ پر بحث کے لئے ۱۶ ستمبر کو خصوصی اجلاس طلب کیا۔

⁂

ہندوستان کا حملہ وحشیانہ کاروائی

دارالعوام اور دارالامراء میں بحث

حیدرآباد کی تائید کا اعلان

لندن، ۱۶؍ستمبر ۴۸ء۔ کل رات برطانیہ کے سابق وزیر خارجہ مسٹر انتھونی ایڈن نے دارالعوام میں کہا کہ !

ہندوستان نے حیدرآباد پر حملہ کرکے خود اپنے معاہدہ کی سخت اور ناقابل معافی خلاف ورزی کی ہے۔ نہ تو برطانوی حکومت اور نہ حکومت ہندوستان یہ قبول کرسکتی ہے کہ "قوت کے ذریعہ کوئی انصاف کیا جائے"۔ مسٹر ایڈن نے کہا، ایوان کو قوی امید ہے کہ برطانوی حکومت اپنی ممکنہ کوشش کرے گی کہ !

صیانتی کونسل اس صورت حال پر فوری کاروائی کرے اور "فوری جنگ بندی کے لئے اقدام کرے"۔ اس سے نہ صرف صیانتی کونسل کی شہرت میں اضافہ ہوگا بلکہ وہ دنیا کے ایک بڑے رقبہ میں لوگوں کو بے شمار مصائب اور تباہی سے بچائے گا۔ مسٹر انتھونی ایڈن نے حیدرآباد کے حملہ کی مذمت کی اور کہا کہ "ہندوستان نے حیدرآباد پر حملہ کرکے وحشیانہ کاروائی کی ہے"۔

وزیر خارجہ برطانیہ مسٹر "بیون" نے بحث کا جواب دیتے ہوئے ایوان میں اعلان کیا کہ، ہندوستان اور حیدرآباد کے جھگڑے میں اتحادی قوتوں کی مدافعت کو برطانیہ کی تائید رہے گی۔ مسٹر بیون نے ہندوستان کے جارحانہ اور جنگجویانہ رویہ پر سخت افسوس ظاہر کیا

دارالامراء

حیدرآباد کا مسئلہ کل دارالامراء میں بھی زیر بحث رہا، ایوان میں قائد حزب الاختلاف لارڈ سالبسری نے کہا کہ کتنی افسوس کی بات ہے کہ ہندوستان نے آزادی کے سال بھر کے اندر ایک ایسی مملکت پر چڑھائی کردی ہے جو" بالکل پر امن رہی ہے "

حیدرآباد برطانیہ کا حلیف رہا ہے۔ اور اس نے ہر بُرے وقت میں برطانیہ کی مدد کی ہے۔ جو بالکلیہ آزاد و خودمختار ملک ہے۔ لارڈ سالبسری نے دریافت کیا کہ، حکومت برطانیہ نے ہندوستان کے حیدرآباد پر جارحانہ حملے کے خلاف احتجاج کیا ہے اور کیا اقوام متحدہ میں حیدرآباد کی اپیل کی حکومت برطانیہ تائید کرے گی ؟۔

بحث کا جواب دیتے ہوئے برطانوی وزیر لارڈ ایڈیسن نے حیدرآباد کی خدمات کا اعتراف کیا اور کہا کہ حکومت ہند کو برطانیہ نے مشورہ دیا تھا کہ وہ حیدرآباد کے متعلق مسئلہ کو باعزت مفاہمت سے طے کرے اور اعتدال سے کام لے۔ لارڈ ایڈیسن نے ایوان کو بتایا کہ، برطانوی حکومت نے ہندوستان کے جارحانہ اقدام پر افسوس کا اظہار کیا ہے۔ اور برطانوی وزیر خارجہ نے دارالعوام میں اس امر کا اظہار کر دیا ہے کہ حیدرآباد کو برطانیہ کی تائید رہے گی ۔

رضاکاروں اور حیدرآبادی فوج کا ہندوستانی فوج سے شدید مقابلہ

ہندوستان کے "۸" دبابے تباہ، ہندوستان میں سراسیمگی

لندن، ۱۶؍ستمبر ۴۸ء۔ ہندوستان نے اپنے نشریہ میں اس کا اعتراف کیا ہے کہ حیدرآباد کے رضاکاروں اور حیدرآبادی افواج، ہندوستانی فوجوں کا شدید ترین مقابلہ کر رہے ہیں۔

حیدرآباد کی افواج پہلی بار پہلی بار ۲۵ پونڈی توپیں استعمال کر کے انڈین یونین کی فوجوں کے "۸" دبابے تباہ کر دئے ہیں۔ اور اس طرح مغربی جانب ہندوستانی فوج کی پیش قدمی روک دی ہے۔

حیدرآباد کی فوجیں بارودی سرنگیں بچھا رہی ہیں۔ اور مغرب کی سمت حملہ آور فوج کو روکنے کے لئے گھات میں لگ گئی ہیں۔ بیرونی پریس کے علاوہ بی بی سی نے بھی اپنے نشریہ میں مزید بتایا کہ،

جنگ کی صورت حال سے ہندوستان میں سراسیمگی پائی جاتی ہے۔ بمبئی، بنگلور، ناگپور اور مدراس میں سخت دہشت پھیلی ہوئی ہے۔ اور حیدرآباد کی طرف سے ہوائی حملوں کے خوف سے شہری آبادی کا شمالی ہند کی جانب وسیع پیمانہ پر تخلیہ جاری ہے۔

صیانتی کونسل کے خصوصی اجلاس میں معین نواز جنگ کی بحث

حیدرآباد کے مسئلہ کی یکسوئی کے لئے ۲۰ر ستمبر کی تاریخ کی مقرری

۱۶ر ستمبر ۱۹۴۸ء کو حیدرآباد کے مسئلہ پر بحث کے لئے صیانتی کونسل کا خصوصی اجلاس منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں حیدرآباد کے دستوری وفد کے قائد نواب معین نواز جنگ وزیر خارجہ نے حیدرآباد کا مقدمہ پیش کیا۔

ہندوستان نے معاہدہ جاریہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے حیدرآباد کو شرکت پر مجبور کرنے کے لئے جو پر تشدد اور شرمناک طریقے اختیار کئے تھے ان کا تذکرہ کرتے ہوئے معین نواز جنگ نے اپنی بحث میں فوجی حملہ کی تفصیلات بتلائیں کہ کس طرح ہندوستان نے زبردست افواج اور ہوائی بیڑے کے ساتھ حیدرآباد پر جارحانہ حملہ کرکے کشت و خون کا بازار گرم کر رکھا ہے۔ جس کی وجہ سے حیدرآباد کا وجود خطرہ میں پڑ گیا ہے۔

نواب معین نواز جنگ نے درخواست کی صیانتی کونسل جنگ بندی کے لئے فوری عملی اقدامات کرکے بین الاقوامی امن کی ذمہ داری کو پورا کرے اور فریقین میں باعزت سمجھوتہ کی راہ ہموار کرنے اقدام کرے۔ وزیر خارجہ نواب معین نواز جنگ نے حیدرآباد کی مسلمہ بالکلیہ آزادانہ حیثیت کا تذکرہ کرتے ہوئے معاہدہ انتظام جاریہ کے تحت حیدرآباد کے مسئلہ کو اقوام متحدہ میں پیش کرنے کے حق کا ثبوت بہم پہنچایا۔

ہندوستانی نمائندہ مسٹر راماسوامی مدلیار نے اپنی مختصر تقریر میں حیدرآباد کی آزادانہ حیثیت اور مسئلہ کو پیش کرنے کے حق کو تسلیم کرنے سے انکار کرتے ہوئے اسے حیدرآباد اور ہندوستان کا گھریلو اور غیر نزاعی اور ہندوستان کا داخلی مسئلہ قرار دیا اور مزید بحث کے لئے مہلت کی درخواست کی۔ صیانتی کونسل نے مسئلہ کی یکسوئی کے لئے "۲۰ر ستمبر" کی تاریخ مقرر کی۔

اغیار کی سازش کامیاب، پُر فریب مشورے اور تیقن -

حضور نظام کے حکم پر وزیر اعظم لائق علی کا استعفیٰ

ہندوستان کے ایجنٹ جنرل مسٹر کے۔ ایم۔ منشی نے حضور نظام کو جو پُر فریب سازشی مشورے دے کر جنگ بندی کا اعلان کرایا تھا۔ اس کا اقرار اپنی خود نوشت میں کرتے ہوئے لکھا ہے کہ !

۱۶، ستمبر ۱۹۴۸ء کی صبح العیدروس (آصفی فوج کے کمانڈر) مجھ سے ملنے آئے اور کہا کہ وہ نظام سے گفتگو کر چکے ہیں اور بتا چکے ہیں کہ اب بھارتی فوجوں کی مزاحمت[1] نہیں کی جاسکتی۔ نظام کے حکم[2] پر آج رات لائق علی نے استعفیٰ دے دیا عیدروس لادین یار جنگ دونوں نے

---

[1] حیدر آباد کی مستحکم دفاعی طاقت کی بناء پر ہی آصفی کمانڈر عیدروس نے یقین دلایا تھا کہ ' اگر ہندوستان نے حملہ کیا تو ہماری بہادر اور عالمگیر جنگوں کی تجربہ کار عالی ہمت افواج نہ صرف بھارتی فوجوں سے بھرپور ہر محاذ پر مقاومت و مدافعت کرے گی۔ بلکہ حملہ آور ملک کو سنگین حالات سے بھی دوچار کر دے گی '۔ وہی کمانڈر کہتا ہے کہ اب مزاحمت نہیں کی جاسکتی۔ عیدروس نے جو غداری کی اگلے صفحات میں ملاحظہ ہو۔

[2] یہ بات بھی واضح رہے کہ ' حملہ سے قبل ' کمانڈر عیدروس کی علیحدگی کے لئے وزیر اعظم لائق علی اور صدر مکلی مجلس مولوی قاسم رضوی کے معروضہ کو حضور نظام نے درباری سازش کے تحت مسترد کر دیا تھا۔

(مولف مظہر الدین)

مجھ سے کہا کہ :۔ چار بجے نظام مجھے ملاقات کی دعوت دیں گے اور مجھ سے ہدایت طلب کریں گے، تھوڑی دیر بعد راجہ محبوب کرن تشریف لائے، انہوں نے بھی یہی کہا، میں (کے۔ یم۔ منشی) چار بجے کنگ کوٹھی پہونچا۔

اسی اثناء میں اقوام متحدہ کا اجلاس پیرس میں جاری تھا اور معین نواز جنگ (وزیر خارجہ حیدر آباد) بھارت کے خلاف مقدمہ پیش کر رہے تھے۔

میں نے نظام کو (یہ تیقن دے کر ان کی حیثیت اور مرتبہ میں کوئی فرق نہیں آئے گا) مشورہ دیا کہ، ریڈیو پر تقریر نشر کریں۔ نظام راضی ہو گئے، تقریر کا مسودہ میرا تھا۔ نظام نے اپنے نشریہ میں وہی باتیں کہیں جن کی میں نے ہدایت کی تھی۔

صیانتی کونسل میں حیدر آباد کے مسئلہ پر بحث ہو رہی تھی۔ اگر میں نے نظام کو اس وقت مشورہ و تیقن دے کر اپنی (بھارتی) شرائط نہ منوالی ہوتی تو، حکومت ہند کے ہاتھ سے یہ زرین موقع نکل جاتا۔

ارباب ہند اور غداران وطن کا منصوبہ :۔

مسٹر منشی کا یہ بیان کہ، اگر نظام کو اس وقت مشورہ اور تیقن دے کر بھارتی شرائط نہ منوالی جاتی تو" حکومت ہند کے ہاتھ سے زرین موقع نکل جاتا"۔ بھارتی ایجنٹ جنرل کا بیان اس امر کا آئینہ دار ہے کہ !

اگر فریب سے کام نہ لیا جاتا تو، حکومت ہند کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی تھی۔

ارباب ہند اور غداران وطن چاہتے تھے کہ، صیانتی کونسل میں حیدر آباد کے مسئلہ کی یکسوئی کے لئے مقرر کردہ "۲۰ ستمبر" کی تاریخ سے قبل ہی حیدر آباد کی وحدت اور آزادی کو حضور نظام کی زبانی (محض فریب مشورے اور تیقن دے کر) ختم کرا دیا جائے۔

تاکہ! اسلامی ممالک اور دیگر بیرونی طاقتوں کو مداخلت کا موقع نہ ملے اور حیدر آباد کا مقدمہ اقوام متحدہ کے برف دان میں پڑا رہے۔

۔ مظہر الدین ۔

سازشی مشورہ پر حضور نظام کا بدبختانہ اعلان :۔

جنگ بندی کا اندوہ ناک حکم' ہندوستانی فوج کو داخلہ کی اجازت

رضاکار تنظیم پر امتناع

---

۱۷ ستمبر ۱۹۴۸ء کی المناک شام اعلیٰحضرت حضور نظام میر عثمان علی خاں آصفجاہ سابع جن کے نام کے ساتھ آخری بار جلالۃ الملک کہا گیا' اپنی زندگی میں پہلی بار شاہی محل سے بہ نفسِ نفیس نشر گاہ حیدرآباد' ہندوستانی ایجنٹ جنرل کے ہمراہ قدم رنجہ ہوکر (بھارتی ایجنٹ جنرل کی تحریر کردہ) تقریر نشر کرتے ہوئے ریڈیو پر شاہی فرمان کا اعلان فرمایا کہ !

> مجھے اپنی عزیز رعایا کو یہ مطلع کرتے ہوئے بڑی مسرت ہے کہ میں نے ہندوستان کے گورنر جنرل ہز اکسیلنسی سی راجگوپال چاری کے نام پیام روانہ کیا ہے کہ' یور اکسیلنسی کو مطلع کرتا ہوں میں نے آج شام اپنی افواج کو لڑائی بند کردینے کا حکم دے دیا ہوں اور ہندوستانی افواج کو بلارم اور سکندرآباد میں ٹھیرنے کی اجازت دے رہا ہوں اور رضاکاروں کی جماعت کو ختم کرنے کا بھی حکم دے دیا ہے میری حکومت نے استعفیٰ دے دیا ہے۔
>
> میں نے اسٹیٹ کانگریس کے صدر سوامی رامانند تیرتھ کی فوری رہائی کے احکام بھی جاری کئے تاکہ سوامی جی اس بحران میں مدد کریں اس کے علاوہ میں نے اسٹیٹ کانگریس کی مجلس عمل

> کے ارکان[لہ] کے خلاف بھی جاری کئے ہوئے تمام احکام اور وارنٹ کی منسوخی کا بھی حکم دے دیا ہوں۔

میں نے اپنے دوست مسٹر کے. یم. منشی ایجنٹ جنرل ہندوستان متعینہ حیدر آباد سے مشورہ کیا، اور میں اس کا اعتراف کرتا ہوں کہ "انھوں نے مجھے اس موقع پر بڑی مدد دی" اور مجھے مدد دینے کے لئے ایک کمیٹی مقرر کی۔

میں نے سابق وزارت کے نمائندوں کو بھی جو اس وقت حیدر آباد کی طرف سے اقوام متحدہ کے ادارہ صیانتی کونسل میں اپیل کر رہے ہیں، یہ حکم دے دیا کہ وہ اس کی زور نہ دیں۔

مسٹر منشی کی تقریر : حضور نظام کی فریب خوردہ بد بختانہ تقریر کے بعد مسٹر کے۔ یم منشی نے تقریر کرتے ہوئے کہا! میں گزشتہ رات ہز اگزالٹیڈ ہائینس کی خدمت میں پولیس کارروائی کے اغراض و مقاصد کو پیش کیا جو میری حکومت ہند کر رہی ہے۔ اور مجھے یہ کہتے ہوئے مسرت ہوتی ہے کہ !

ہز اگزالٹیڈ ہائینس نے اس کارروائی کی ستائش کی۔ میں نے جنرل راجندر سنگھ جی اور دوسرے کمانڈنگ آفیسروں سے ربط قائم کیا تا کہ التوائے جنگ کے احکام ان تک پہنچ جائیں۔

مجھے مسرت ہوگی کہ میں اپنی فوج کا خیر مقدم حیدر آباد میں کروں : ـــ جو ابھی حیدر آباد سے دور چند میل کے فاصلہ پر ہیں ـــ

بارودی سرنگیں، بھارتی ایجنٹ کی پریشانی : بھارتی ایجنٹ جنرل نے اپنے تقریر کے فوری بعد جو ہدایت آصفی کمانڈر کو دی تھی اس کا ذکر اپنی خود نوشت میں کرتے ہوئے لکھا ہے کہ! چونکہ حیدر آباد شہر کے اطراف کئی کئی میل تک خطرناک بارودی سرنگیں بچھی ہوئی تھیں ـــ اگر بھارتی افواج کا داخلہ خالص فوجی طور ہوتا تو "خون کی ندی بہنے لگتی"۔ اس لئے میں نے جیدروس سے کہا کہ "اس خطرناک بلا کو" جلد ہٹایا جائے۔

[لہ] جو نگین تخریبی جرائم کے مرتکب تھے، ملاحظہ ہو صفحہ ۵۳ تا ۵۶، ۹۱، مؤلف.

-: آہ۔ میرے وطن کی آزادی ختم ہوگئی :-

محترمہ سروجنی نائیڈو گورنر یوپی کا ردعمل

(سازش کے زیر اثر حضور نظام کے بدبختانہ اور اندوہ ناک) اعلان جنگ بندی کی اطلاع جب پریس رپورٹرس نے گورنر یوپی محترمہ سروجنی نائیڈو کو لکھنؤ کے ایک جلسہ میں دی تو انھوں نے لرزتے ہونٹوں سے کہا!

آہ۔ میرے وطن کی آزادی ختم ہوگئی۔

بلبل ہند دکن کی سپوت مسز سروجنی نائیڈو نے حیدرآباد کے ہتھیار ڈالنے کے اعلان پر اپنے ردعمل کا اظہار کرتے ہوئے پُرنم آنکھوں سے پریس رپورٹرس کو کہا کہ "مجھے دکھ ہے کہ میرے وطن کو ہتھیار ڈالنا پڑا۔"

صحافتی نمائندوں نے ریمارک کیا کہ' وہ ہندوستانی ہیں اس لئے انہیں اس پر خوش ہونا چاہئے۔ اس پر گورنر صاحبہ نے جواب دیا کہ !۔ پہلے حیدرآبادی ہوں بعد میں ہندوستانی' میں متضاد جذبات میں میں گھر گئی ہوں۔ مجھے ایک ہندوستانی کی حیثیت میں خوشی ہے۔ لیکن ایک حیدرآبادی کی حیثیت میں،

"میں اپنے ملک کی شکست پر" ماتم کناں ہوں"۔

حیدر آباد کا سقوط کیا بھارتی فوج کا ’’کارنامہ تھا؟

جب کہ :۔ حیدر آبادی افواج کی زبردست مدافعانہ طاقت اور جوابی اقدام کے طور پر ہندوستانی علاقوں "احمد آباد اور بمبئی" پر حیدر آباد کے امکانی فضائی حملہ کے پیش نظر "ہندوستانی افواج کے کمانڈر انچیف" حیدر آباد پر حملہ کے لئے "متامل" رہے۔ اور حملہ روک دینے کا مشورہ بھی بھارت کے کرتا دھرتا "سردار پٹیل" کو دیا تھا۔ دفاعی ماہرین نے یہ رپورٹ بھی دی تھی کہ جنگ کی صورت میں حیدر آباد کم از کم چھ مہینے تک پامردی سے نہ صرف مقابلہ کرسکتا ہے، بلکہ حملہ آور کو شدید نقصان بھی پہونچا سکتا ہے۔

خود وزیر اعظم ہند پنڈت نہرو نے اس حقیقت کا اظہار کیا تھا کہ حیدر آبادی فوج میں اضافہ کردیا گیا ہے اور باہر سے خفیہ طور پر (بڑی مقدار میں عصری) اسلحہ کی درآمد کی گئی ہے۔ فوجی نقطہ نظر سے ہندوستان دو محاذ کشمیر اور حیدر آباد برداشت نہیں کرسکتا۔ (واضح رہے کہ کشمیر میں لڑائی جاری تھی) نیز وزیر اعظم ہند نے حملہ سے قبل یہ اعتراف بھی کیا تھا کہ ہندوستانی فوج کو حیدر آباد میں آسانی سے داخل ہونے کی توقع نہیں۔

یہ بھی ملحوظ رہے کہ !

بھارت کے ایجنٹ جنرل متعینہ حیدر آباد مسٹر کے۔ ایم۔ منشی نے تو اپنی خودنوشت میں اس راز کا انکشاف کیا ہے کہ !۔ افواج نظام کا ایک بڑا ذمہ دار افسر جسے ہم خاموش آواز کے خفیہ نام سے پکارتے تھے، ہم سے ربط رکھے ہوئے تھا اس نے ایک خفیہ رپورٹ تیار کرکے مجھے دی، اس رپورٹ سے "ہماری فوج کو بہت مدد ملی۔"

سلہ ملاحظہ ہو صفحہ ۱۸۱، ۱۸۲

اس سازش کے تحت آصفی کمانڈر عیدروس نے

جنگ کے دوران، دشمن کو تباہ کرنے والی بارودی سرنگوں اور ڈائنامنٹ لگے سرحدی پلوں کو اڑائے بغیر، بھارتی فوجوں کو بلا کسی مزاحمت کے تیزی کے ساتھ آگے بڑھنے کا موقع دیا

بھارتی فوج کے میجر جنرل "جے این چودھری" جو سقوط حیدرآباد کے بعد ملٹری گورنر تھے۔ اس حقیقت کا اعتراف کیا تھا کہ !

حیدرآبادی افواج کے پاس جو عصری اسلحہ کا ذخیرہ تھا۔ اگر حیدرآباد کی افواج ان ہتھیاروں کو استعمال کرتی تو "حیدرآباد پر قبضہ کرنا آسان نہ تھا"

ان حقائق کی موجودگی میں !

حیدرآباد کا تین چار دن میں ہتھیار ڈال دینا
کیا :۔ حملہ آور کے زور بازو کا' کارنامہ تھا
یا :۔ غداران وطن کی شرمناک سازش کا کرشمہ ؟

محمد مظہر الدین

★

حیدرآباد کے مسئلہ کی یکسوئی کیلئے منعقدہ صیانتی کونسل کے اجلاس میں مباحث

نظام کی مدد کے لئے فوجی مداخلت ہندوستان کا استدلال، ارجنٹائن کی شدید تنقید

ہندوستان کا اقدام مسولینی کے جارحانہ اقدام کے مماثل

۲۰ر ستمبر کی مقررہ تاریخ کو صیانتی کونسل کا اجلاس حیدرآباد کے مسئلہ کی یکسوئی کے لئے منعقد ہوا تو صیانتی کونسل کے صدر مسٹر "سر الکزینڈر کیڈوگن" نے حیدرآبادی وفد سے نظام کے اخباری بیان و نشریہ کی توثیق چاہی۔

حیدرآباد کے دستوری وفد اور وزارت خارجیہ کے سکریٹری جناب ظہیر احمد نے کونسل میں اس امر کی وضاحت کی کہ حضور نظام کی جانب سے انہیں کوئی ہدایات وصول نہیں ہوئیں البتہ اخبارات سے معلوم ہوا کہ !

۱۷ر ستمبر کو ہی حضور نظام نے جنگ بندی کا اعلان کرتے ہوئے اپنی فوجوں کو ہتھیار ڈال دینے کا حکم دیا ہے، اور ہندوستانی فوج دارالخلافہ میں داخل ہو کر حیدرآباد کے نظم و نسق بہ قبضہ کرلی ہے۔ ایک ملٹری گورنر کی کمان میں "پورے ملک میں مارشل لاء کا نفاذ کر دیا گیا ہے۔" جناب ظہیر احمد نے صیانتی کونسل سے درخواست کی کہ مسئلہ کو ایجنڈہ میں قائم رکھا جائے اور اور مباحث کچھ دنوں کے لئے ملتوی کئے جائیں۔

ہندوستان کے نمائندہ سر راما سوامی مدلیار نے بحث کرتے ہوئے کہا کہ، چونکہ حیدرآباد میں امن و امان تباہ ہو گیا تھا جس کی بحالی کے لئے ہندوستانی افواج کو نظام کی مدد کے لئے مداخلت کرنی پڑی ہندوستانی افواج کو نظام اور عوام کا تعاون حاصل ہے، نیز یہ کہ ہندوستانی

فوج اپنا کام ختم کرتے ہی اور حالات کے معمول پر آتے ہی" واپس ہو جائے گی۔"

اور موجودہ صورت حال یہہ ہے کہ فرمانروائے حیدر آباد نظام نے اقوام متحدہ سے حیدر آباد کے مقدمہ کو واپس لے لیا ہے۔ سر راما سوامی نے صیانتی کونسل کو بتایا کہ ۱۷ ستمبر کو نظام نے اپنے وفد کو بذریعہ تار[1] حکم دیا تھا کہ حیدر آباد کی شکایات کو صیانتی کونسل سے واپس لے لیا جائے۔

یہہ تار مسٹر کے۔ یم۔ منشی ایجنٹ جنرل ہند متعینہ حیدر آباد نے ہمارے نام اس ہدایت ساتھ روانہ کیا تھا کہ اس تار کو حیدر آباد کے وفد تک پہنچایا جائے لیکن بروقت وفد سے ربط پیدا نہیں ہوسکا "ارجنٹائن" حکومت کے نمائندے نے اپنی بحث میں حیدر آباد کے مسئلہ پر حقیقت پسندانہ نقطہ نظر کا اظہار کرتے ہوئے، ہندوستان کے جارحانہ حملہ کی سخت مذمت اور ہندوستانی نمائندہ کی دروغ بیانی پر شدید تنقید کی اور کہا کہ!

حیدر آباد میں ہندوستانی فوجوں کے داخلہ کے لئے جس جواز کا اعلان کیا گیا ہے وہ بالکل اس اعلان کے مماثل ہے۔

جو "مسولینی" کی فوجوں نے "حبشہ" میں داخل ہوتے وقت کیا تھا۔ ہندوستانی نمائندہ نے اپنی فوج کے ساتھ نظام اور عوام کے تعاون کا جو تذکرہ یہاں کیا ہے وہ ایسا ہی ہے، جیسے کسی کی گردن پر پاؤں ہو اور ہاتھ میں بھرا ہوا پستول، تو تعاون سے انکار وہ کیسے کر سکتا ہے۔

ارجنٹائن کے نمائندہ نے اپنی بحث میں حیدر آباد کے مسئلہ کی یکسوئی اور اس کے جائز حق کی بحالی کی پرزور حمایت کرتے ہوئے کہا، اگر چھوٹے ملکوں کے ساتھ انصاف نہ کیا گیا تو اقوام متحدہ کا بھی وہی حشر ہوگا جو سابق میں لیگ آف نیشنز کا ہوا ہے اور اقوام متحدہ ایک مجہول ادارہ بن کر رہ جائے گا۔

---

[1] یہہ تار حضور نظام نے اس دن وفد کے صدر یا معتمد کو روانہ نہیں کیا تھا، بلکہ بعد میں حضور نظام کے نام سے روانہ کیا گیا اور پھر ۲۳ ستمبر کو ان سے سکریٹری جنرل اقوام متحدہ کے نام تار دلایا گیا۔

= مولف =

اقوام متحدہ کو حضور نظام کا برقیہ : ۲۳، ستمبر ۴۸ء کو حضور نظام نے اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل کے نام یہ تار روانہ کیا کہ! آج صبح میں نے اخبارات میں ظہیر احمد کا بیان، جو صیانتی کونسل میں دیا گیا پڑھا کہ، انہیں میری ہدایات حیدر آباد کا مسئلہ واپس لینے کے متعلق وصول نہیں ہوئیں۔

حقیقت یہ ہے کہ، میں نے ۱۷، ستمبر کو حیدر آباد کا مسئلہ اٹھا لینے کے لئے ایک پیام معین نواز جنگ کو روانہ کیا تھا۔ اب میں آپ کو مطلع کرتا ہوں کہ! صیانتی کونسل میں میری حکومت کی جانب سے جو مقدمہ پیش کیا گیا تھا، اس کو میں نے واپس لے لیا ہے اور صیانتی کونسل کو جو وفد روانہ کیا گیا تھا، اس کو اب کوئی اختیار باقی نہیں رہا۔

نیز یہ بھی آپ کے علم میں لاتا ہوں کہ، شخصی طور پر زمام حکومت میں نے اپنے ہاتھ میں لے لی ہے۔

معین نواز جنگ کا مکتوب بھی اقوام متحدہ کے نام : اسی تاریخ ۲۳، ستمبر کو آزاد حیدر آباد کے دستوری وفد کے لیڈر نواب معین نواز جنگ نے بھی سکریٹری جنرل اقوام متحدہ کو خط لکھا!

جس میں ملٹری حکومت کے حیدر آباد میں مظالم و نظم و نسق پر قبضہ اور حضور نظام کے ہاتھ سے اقتدار چھین لینے اور حیدر آباد پر فوجی حملہ کے ذریعہ غاصبانہ قبضہ کے واقعات کا تذکرہ کیا۔ اور حضور نظام کی موجودہ پوزیشن اور حقیقی صورت حال سے، امن عالم کے ذمہ دار اقوام متحدہ کی آگاہی کے لئے درخواست کی کہ صیانتی کونسل کا اجلاس طلب کیا جائے۔

★

زوال حیدرآباد کی سازش کا آخری سین

حکومت ہند کی تحریر کردہ "گوئبلزی" تقریر، حضور نظام کی زبان سے، اپنے ہی فرامین کی تکذیب

(ماضی، حال اور مستقبل کے گوئبلزی پروپگنڈہ کو مات کردینے والا تاریخی جھوٹ :۔ ہند کی وزارت داخلہ کے حکم پر کے۔ یم۔ منشی کی تحریر کردہ تقریر جو پستول تان کر پڑھائی گئی)

۲۳ ستمبر ۴۸ء کو حضور نظام نواب میر عثمان علی خاں آصفجاہ سابع نے شام ۷ بجے آل انڈیا ریڈیو حیدرآباد سے تقریر نشر کرتے ہوئے کہا!

ممالک اسلامیہ کے قائدین اور دوستو! لائق علی وزارت کے بھیجے ہوئے کئی وفود جو اپنے آپ کو حیدرآبادی وفود کہتے ہیں، انہوں نے ہندوستان کی شرارت کا غلط پروپگنڈہ کرتے ہوئے ہندوستان کے خلاف ایک مہم جاری رکھی ہے۔

"جس نے درحقیقت مجھے دوبارہ آزادی لائی ہے" تاکہ میں حیدرآباد کی تعمیر کرسکوں۔ اس لئے میں دنیا کے سامنے حقیقی صورت حال پیش کرنا چاہتا ہوں کہ گزشتہ ماہ نومبر میں ایک چھوٹے سے گروہ نے ایک نیم فوجی تنظیم قائم کرلی تھی، جو جبر و تعدی کے ساتھ میرے دانشمند وزیر اعظم نواب صاحب چھتاری اور دوسرے قابل اعتماد وزراء کو مستعفی ہونے پر مجبور کیا اور مجھ پر لائق علی وزارت کو مسلط

کردیا۔ اس گروہ نے جو ملک میں کوئی مقام اور کارنامہ نہیں رکھتا تھا،

قاسم رضوی کی سرکردگی میں ہٹلر جرمنی کے طریقوں کو کام میں لاتے ہوئے ریاست پر قبضہ کرلیا۔ اور سماج کے مسلمانوں اور غیر مسلموں میں جنھوں نے اس کی اطاعت سے انکار کردیا تھا دہشت پھیلادی اور مجھے بے بس کردیا گیا۔ میں ایک عرصہ تک ہندوستان کے ساتھ ایک باعزت سمجھوتہ کے لئے بے تاب رہا جس کے لیے، ہندوستان بھی آمادہ تھا۔

لیکن اس گروہ نے ایک ایسی اسلامی مملکت قائم کرنے کے شوق میں، جس میں مسلمانوں کو بالادستی حاصل رہے مجھ سے ان کوششوں رد کرادیا جو حکومت ہند کی طرف سے وصول ہوتے رہے۔ میں جانتا ہوں کہ حیدرآباد ہندوستان سے علحدہ نہیں رہ سکتا، میں جانتا ہوں اور ہمیشہ سے جانتا ہوں کہ ہندوستان ایک غیر مذہبی حکومت ہے۔

"مجھے انڈین یونین کی طرف سے کوئی خطرہ یا اندیشہ نہیں ہے۔" میں نے لائق علی وزارت[1] کے بھیجے ہوئے تمام وفود کی تحلیل کے احکام جاری کردئے ہیں۔

میں تمام دنیا کے مسلمانوں کو آگاہ کئے دیتا ہوں کہ وہ ان کے پروپگنڈہ کے شکار نہ ہوں ــــ

---

[1] فوجی حکومت نے لائق علی وزارت کو حراست میں لے لیا لیکن ہندو وزیروں کو تھوڑے ہی دنوں میں رہا کردیا۔ (مولف)

سازش کا پردہ اُٹھ گیا :۔ حضور نظام کے درباری نواب ہوشیار جنگ جن کا مسٹر منشی اور سر مرزا سے خفیہ گٹھ جوڑ تھا۔ اپنی کتاب میں مسٹر کے۔ ایم۔ منشی کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے لکھا ہے کہ !

مسٹر منشی نے حضور نظام سے جو تقریر "۲۳ ستمبر" کو عالم اسلامی کو مطمئن کرانے کے لئے نشر کرائی، وہ مسٹر منشی کی سیاست کا ایسا کارنامہ تھا، جس کو انڈین یونین کبھی فراموش نہ کر سکے گی"۔ مسٹر منشی نے حیدرآباد کے لئے اسلامی ممالک کے دعوں کو خود حضور نظام کی زبان سے باطل کرادیا" مسٹر منشی کے نزدیک اس وقت یہی طریقہ کار تھا کہ یونین کے (جون والے) مسودہ معاہدہ پر حضور نظام کی دستخط لے لئے جائیں ۔

خود منشی کا اقرار : مسٹر منشی نے اپنی ڈائری میں لکھا ہے کہ، حکومت ہند کی وزارت داخلہ کے حکم پر میں نے اس تقریر کا مسودہ تحریر کیا، جسے نظام نے ۲۳ ستمبر کو "عالم اسلام" کے نام براڈ کاسٹ کیا۔ اور مجھے یہ معلوم کر کے بڑی مسرت ہوئی کہ، صیانتی کونسل میں سر راما سوامی مدلیار نے "نظام کے نشریہ" سے کافی فائدہ اٹھایا اور اس کا حوالہ دیتے ہوئے بحث کی ۔

حضور نظام کا ارشاد جب کہ آزاد و خود مختار حکمران تھے

۲۷ جون ۴۸ء میں مکرم جاہی روڈ پر حیدرآباد دستور ساز اسمبلی کی نئی عمارت کا سنگ بنیاد رکھتے ہوئے اعلیٰحضرت حضور نظام نے ارشاد فرمایا تھا کہ ۔

مجھ کو اس پر فخر ہے کہ، میری عزیز رعایا نے ایک ایسے دور میں بھی جب کہ آج دیگر اقطاع ہند میں بدامنی اور قتل و غارت گری عام ہے میرے ملک کے گوشہ گوشہ میں امن کو باقی رکھ کر صلاح و آشتی کی زندگی بسر کر رہے ہیں ۔ اور بیرونی تخریبی اعمال کے باوجود اپنے اعلیٰ مسلک کو متاثر نہ ہونے دیا۔

(اطلاعات)

حکمران حیدرآباد، حملہ آور کمانڈر کے زیر حکم ہے جو آزاد حکومت کے دائر کردہ مقدمہ کو واپس لینے کا حکم دیتا ہے !

معین نواز جنگ کی صیانتی کونسل بحث

---

۲۸ ستمبر ۱۹۴۸ء کو متبدلہ حالات کی روشنی میں صیانتی کونسل کا اجلاس منعقد ہوا، جس کی درخواست حیدرآبادی وفد نے کی تھی۔

صیانتی کونسل کے صدر نے اجلاس کے آغاز پر وضاحت کی کہ، صیانتی کونسل جو امن عالم کی ذمہ دار ہے اس کو حقیقی واقعات کا مزید علم حاصل کرنے کے لئے فریقین کے نمائندوں کو اپنے بیانات جاری رکھنے کا موقع دینا چاہئے، قطع نظر اس کے کہ اب حیدرآبادی وفد کی نمائندہ حیثیت کیا ہے۔ موجودہ حالات کے مدنظر معین نواز جنگ کو اپنے خط (مورخہ ۲۳ ستمبر موسومہ سکریٹری جنرل اقوام متحدہ) کی وضاحت کرنے کی دعوت دی گئی۔

اقوام متحدہ میں حیدرآباد کی آزاد مملکت کے دستوری وفد کے صدر عزمآب نواب معین نواز جنگ نے اپنی بحث میں حضور نظام کے حکم کی، صیانتی کونسل میں وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ !

ایک آزاد ملک جس پر حملہ ہونے والا تھا اپنی آزادی کی حفاظت کے لئے اپنا ایک وفد اقوام متحدہ روانہ کرتا ہے، اور جب یہ وفد اپنا مقدمہ پیش کرتا ہے تو اس ملک پر حملہ ہوجاتا ہے۔

فرمانروا (نظام) جو آزاد و خود مختار تھا، اس وقت بالکلیہ بے بس اور حملہ آور کمانڈر

کے زیر حکم ہے۔ اور اپنے وفد کو اقوام متحدہ سے مقدمہ واپس لینے کا حکم دیتا ہے۔

> حقیقت یہ ہے کہ ایک جائز حکومت کے دائر کردہ مقدمہ سے دستبرداری اور اس کے مقرر کردہ وفد کی تحلیل کا حکم" حملہ آور دے رہا ہے۔"

کیا اقوام متحدہ اس صورت حال کو قبول کرنے تیار ہے ؟

نواب معین نواز جنگ نے بحث جاری رکھتے ہوئے اس بات کی پر زور تردید کی کہ ہندوستان کے حملہ کی غرض و غائیت حیدر آباد میں امن و آمان کی بحالی تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ ہندوستان نے معاہدہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ایک طے شدہ منصوبہ کے تحت حیدر آباد کی عدیم المثال پُر امن مملکت جس کے امن و آمان کی ایک دنیا معترف ہے۔ تباہ کرنے اور اس کی آزادی کو ختم کرکے ہندوستان میں ضم کر لینے کے لئے فوج کشی کی ہے۔ ان حالات میں صیانتی کونسل پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ ' وہ حیدر آباد کی آزادی اور اس کے امن و آمان کی بحالی کے لئے اقدام کرے۔

*

نظام اپنی مرضی کے مالک نہیں رہے، مسلمانوں کا قتل عام، لوٹ مار و گرفتاریاں

معین نواز جنگ کا ہندوستانی فوج پر الزام:

کراچی۔ ۲۴ ؍ اکتوبر ۱۹۴۸ء اقوام متحدہ سے فوری اقدام کی اپیل کرتے ہوئے حیدر آبادی وفد کے لیڈر نواب معین نواز جنگ نے آج ہندوستانی فوج پر یہ الزام لگایا ہے کہ اس نے حیدر آباد میں مسلمانوں کے بے رحمانہ قتل، لوٹ مار اور اندھا دھند گرفتاریوں کا سلسلہ جاری رکھا ہے اور یہ کہ نظام اب اپنے ہی ملک میں اپنی مرضی کے مالک نہیں ہیں۔ بالکلیہ ملٹری گورنر کے تابع ہیں ید

' یونائیٹیڈ پریس آف امریکہ کو بیان دیتے ہوئے نواب معین نواز جنگ نے ہندوستانی لیڈروں کے بیانات کا حوالہ دیا اور کہا کہ جو اطلاعات ان کو ملی ہیں اس سے اس کی توثیق ہوگئی ہے کہ'

ہندوستانی فوجیں حیدر آباد کے علاقوں میں جہاں کہیں گئیں' وہاں پر اس نے مسلمانوں کا بے رحمانہ قتل عام کیا دہشت زندگی کے جو دردناک واقعات مردوں و عورتوں اور بچوں کے قتل، جائیداد کی لوٹ اور اس شبہ اور بہانہ پر کہ وہ رضاکار ہیں اندھادھند گرفتاریوں کے پیش آئے وہ' صیانتی کونسل کو مطمئن کر دینے کے لئے کافی ہیں کہ کس طرح اس بربادی' قتل و غارت گری کو بچانے کے لئے فوری کاروائی کی ضرورت ہے۔

حیدر آباد کا مقدمہ پاکستان کے حوالے:

۲۸ ستمبر ۴۸ء کے اجلاس کے بعد نواب معین نواز جنگ' حیدر آباد کے مقدمہ کو پاکستانی وفد کے حوالے کر کے علیحدہ ہو گئے' اور اس کی اطلاع ۱۱ اکتوبر ۴۸ء کو اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل کو دے دی۔

پاکستان کی نمائندگی

پاکستان کے وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خاں کی سعی اور درخواست پر حیدر آباد کا مقدمہ ۱۹ مئی ۱۹۴۹ء کو صیانتی کونسل میں پیش ہوا۔

ہندوستان کے اقوام متحدہ میں مستقل مندوب "سر بینیگل ین راؤ" نے اپنی بحث میں حیدر آباد کی قانونی حیثیت کو چیلنج کرتے ہوئے حیدر آباد میں لاقانونیت اور بدامنی کا تذکرہ کیا اور کہا کہ اسی بناء پر ہندوستان کو حیدر آباد کے معاملات میں قیام امن اور نظام کی مدد کے لئے مداخلت پر مجبور ہونا پڑا۔ جس پر خود نظام نے اطمینان کا اظہار کیا۔ بھارتی نمائندے نے کہا' حیدر آباد میں جو کچھ ہوا اور اب ہو رہا ہے یہ غیر نزاعی و آپسی معاملہ ہے۔ اور اس کی بین الاقوامی اہمیت نہیں ہے۔

پاکستان کے وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خاں نے بھارتی نمائندہ کے جواب میں حیدر آباد کے مقدمہ میں بحث کرتے ہوئے جو تقریر کی وہ اقوام متحدہ کے ادارہ کی تاریخ میں چند شاہکار تقریروں میں اس کا شمار ہوتا ہے۔ اس رائے کا اظہار کرتے ہوئے اخبارات نے لکھا!

سر ظفر اللہ خاں نے قانون ہند سے حیدر آباد کے سقوط تک تفصیلی واقعات کو قانونی استدلال اور ٹھوس دلائل کے ساتھ اس طرح پیش کیا کہ ' ہندوستان دنیا میں ظالم بن کر رہ گیا۔

صیانتی کونسل میں سر ظفر اللہ خاں نے بتایا کہ ' حیدر آباد پر فوج کشی کرنے کے لئے ہندوستان نے حیدر آباد کی پُر امن مملکت میں بد امنی پیدا کرنے کا منصوبہ بنا کر سرحدی حملے ' معاشی ناکہ بندی اور دیگر تخریبی کاروائیوں کے ذریعہ حیدر آباد کو جو آزاد رہنا چاہتا تھا ' اولاً شرکت پر مجبور کیا اور حیدر آباد کے انکار پر اس نے معاہدہ شکنی کر کے ! پولیس ایکشن کے نام سے زبردست فوجی حملہ کر دیا۔

فوجی حملہ کے دوران اور فوجی حکومت کے قیام کے بعد حیدر آباد میں مسلمانوں پر جو انسانیت سوز مظالم کئے گئے ان کی تفصیلات کو ظفر اللہ خاں نے پیش کیا:— اخبارات نے لکھا کہ ! جب تک ہندوستان کا حیدر آباد پر قبضہ رہے گا ' سر ظفر اللہ خاں کی صیانتی کونسل کی یہ بحث ' ہندوستان کی حیدر آباد میں بربریت اور سفاکیوں کی یاد دلاتی رہے گی۔

صیانتی کونسل کے صدر نے وزیر خارجہ پاکستان کی بحث کے اختتام پر یہ بلیغ تبصرہ کیا!

پاکستان کے ممتاز نمائندہ نے دو اجلاسوں میں حیدر آباد کے مسئلہ پر مدلل بحث میں جو اس کی مکمل تصویر پیش کی ہے ' اس کا میں پوری کونسل کی جانب سے شکر گزار ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ معزز ارکان کونسل ان ٹھوس معلومات کو اپنے ذہنوں میں محفوظ رکھیں گے۔

(حیدر آباد کا مسئلہ اقوام متحدہ کے ارکان کے ذہنوں میں بھی محفوظ ہے۔ اور اس کے " ایجنڈہ " پر بھی لیکن اس کا تصفیہ ہوا نہ ہونے کا امکان۔ مولف)

خود مختار حکمراں سے بے بس راج پرمکھ، فریب خوردگی کا انجام

زندگی کے میدان میں کاش آپ ڈٹ جاتے
حادثوں میں دم کتنا سامنے سے ہٹ جاتے

جلالۃ الملک سلطان العلوم حکیم السیاست حضور نظام میر عثمان علی خاں آصفجاہ سابع جن کو عالم اسلامی کے حکمرانوں، مفتی اعظم اسلام (فلسطین)، اکابرین، برصغیر ہند کے بڑے بڑے مشاہیر، علماء، مورخین، بلند پایہ ہندو مسلم شعراء، سب ہی نے "دور حاضر کا عظیم اور بیدار مغز فرمانروا" تسلیم کیا ہے۔

لیکن سازش کے چنگل میں پھنس کر (جس سے دنیا کا بڑے سے بڑا حکمران اور تاریخ عالم کی بڑی سے بڑی سلطنت و خلافت بھی بچ نہ سکی) آزادی و خود مختاری سے کس طرح محروم ہو گئے۔ ملاحظہ ہو ـ

حضور نظام کے درباری جن کی کے یم منشی اور سر مرزا سے ملی بھگت تھی حضور نظام کے کان بھرتے رہے اور یہ باور کرانے کی سازش کرتے رہے کہ!

جس طرح "مصطفیٰ کمال پاشاہ" نے حضور کے "صمدی" سلطان ترکی کو معزول کر کے حکومت پر قبضہ کر لیا تھا اسی طرح قاسم رضوی بھی سرکار کے

تاج و تخت پر قبضہ[1] کرنا چاہتا ہے۔ جب کہ ہند یونین میں شرکت اور اس کی فوجوں کو حیدرآباد میں متعین کرنے سے سرکار کے "مرتبہ اور اقتدار میں کوئی فرق نہیں آئے گا اور حضور کا تخت و تاج سلامت رہے گا۔" یہ بھی باور کرایا: تاہم رضوی کہتا ہے کہ لنگ کوٹی شولاپوش ہو جائے تو مجھے خوشی ہوگی

علاوہ ازیں، حکومت ہند کا یہ پروپگنڈہ کہ!۔

رضاکار اپنے فرمانروا کو بے دست و پا کرنے پر تلے بیٹھے ہیں۔ اور پنڈت نہرو کا یہ بیان کہ! حیدرآباد پر حکومت کون کر رہا ہے "رضوی یا نظام" ؟۔ مرزا اسمٰعیل کا یہ مشورہ کہ! آپ کی عافیت خطرہ میں ہے، رضاکاروں سے ملک کو بچانے کے لئے ہندوستانی افواج کو حیدرآباد آنے کی اجازت دی جائے، میں نے ارباب ہند سے مشورہ کر لیا ہے اس سے آپ کے اقتدار اور پوزیشن میں کوئی فرق نہیں آئے گا اور حیدرآباد کے حالات بھی خراب نہیں ہوں گے۔

یہ پرفریب تیقنات اور پروپگنڈہ (جب کہ شاہی فطرت شکی مزاج ہوتی ہے) اسی مقصد کے سلسلہ کی کڑیاں تھیں کہ!

---

[1] اسی طرح کا الزام سابق میں بطل جلیل حضرت قائد ملت شہید نواب بہادر یار جنگ پر بھی لگا کر حضور نظام کو برگشتہ کرنے کی ناپاک سازش کی گئی:۔ اغیار نے چند ملت فروش حاسدوں کو آلہ کار بنا کر، ان کے ذریعہ ایک سازشی محضر آپ کے خلاف حضور نظام کی خدمت میں پیش کرایا جس کی بناء پر لسان الامت نواب بہادر یار جنگ کی "زبان بندی" کی گئی اور عتاب شاہی نازل ہوا۔ بالآخر ۲۴ رجون ۱۹۴۴ء کی رات اسی سازش کے تحت ایک دعوت میں آپ کو حقہ کے ذریعہ انتہائی مہلک سریع الاثر زہر "پوٹاشیم سائینیڈ" (حقہ کی منھال پر لگا کر) دیا گیا۔ اس سازش میں اوروں کے علاوہ ریذیڈنٹ کا بھی ہاتھ تھا۔ ۔مولف۔

" حضور نظام کو ملک و مالک کے بہی خواہ قاسم رضوی اور محبان وطن رضاکاروں سے بدظن کر کے" آزاد حیدرآباد کو ہند یونین میں شامل کر لیا جائے۔

حیدرآباد دکن کے آخری حکمران حضور نظام نے ایک طرف اپنے ملک اور رضاکاروں کو "پرچم آصفی" کی بقاء کے لئے ابھارا، مسلمانوں کے حوصلوں کو بلند کیا، بیرونی ممالک سے عصری اسلحہ کا بہت بڑا ذخیرہ درآمد کیا اور تمام عالم اسلامی کی ہمدردیاں اور تائید حاصل کی۔ اور

دوسری طرف اپنے حاشیہ برداروں کے فریب اور ہند یونین کے جھانسہ پر یقین کر کے "اپنی ناقابل شکست افواج کو ہتھیار ڈالنے کا حکم دیا"

جب کہ ! عالم اسلامی کی حکومتیں اور دیگر بڑی طاقتیں ہر طرح حیدرآباد کی حمایت میں عملی اقدام کے لئے تیار اور حضور نظام کے پیام کے منتظر تھے۔ اور حیدرآباد کے مسئلہ کی یکسوئی و جنگ بندی کے فیصلہ کے لئے صیانتی کونسل کا خصوصی اجلاس ۲۰ر ستمبر کو منعقد ہونے والا تھا۔

لیکن اس سے قبل ہی سازش کے چنگل میں پھنس کر حضور نظام (اپنے جد امجد حضرت آصفجاہ اوّل کے بلند کئے ہوئے "مقدس پرچم" کو جو دکن میں ہندوستان کے ایک ہزار مسلم اقتدار کا مظہر تھا، سرنگوں کر کے) ایک عظیم الشان آزاد سلطنت کے خود مختار عظیم فرمانروا سے :- انڈین یونین کے زیر حکم ربر اسٹامپ "راج پرمکھ" بن گئے اور پھر صرف ایک بے بس معزز شہری، "جن سے جو چاہا کہلوایا گیا"

⁘ جو چاہتے ہیں سو آپ کرے ہیں ہم کو عبث بدنام کیا ⁘

حکومت ہند کا تیقن: ہند یونین کے ہوم سکریٹری مسٹر وی پی مینن نے اپنی حکومت سے مشورہ کے بعد مسٹر منشی کے ذریعہ اور بطور خود نواب زین یار جنگ کی وساطت حضور نظام کو (راز میں) یہ تیقن دیا تھا کہ :- "ان کے مرتبہ اور وقار میں کوئی

فرق نہیں آئے گا۔ اور ان کی حکومت بھی قائم رہے گی۔"

چنانچہ اسی بناء پر حضور نظام نے ہند یونین کے ایجنٹ جنرل کے مشورہ پر ۱۷ ستمبر ۱۹۴۸ء کو جنگ بندی کا اعلان کرتے ہوئے ہندوستانی افواج کو حیدرآباد میں داخلے کی اجازت دے دی۔ پھر خوش فہمی میں یہ بھی ارشاد فرمایا کہ!

"مجھے انڈین یونین کی طرف سے کوئی خطرہ یا اندیشہ نہیں ہے۔" لیکن ہوا یہ کہ، جنگ بندی کے بعد انڈین یونین کی افواج کے داخلہ کے ساتھ ہی لاکھوں مسلمان بغض و عناد کی قربان گاہ پر چیر پھاڑ کر بھینٹ چڑھا دئے گئے، ہزاروں عورتوں کی آبروریزی کی گئی۔ اور ان کا اغواء کیا گیا اربوں روپے کی جائیداد کو لوٹ لیا گیا، پورے ملک میں بے شمار مسلمانوں کو اندھا دھند گرفتار کرکے اذیتیں دی گئیں۔ اس طرح گہوارہ امن حیدرآباد میں ہر طرف تباہی و بربادی کا بھیانک راج قائم ہوگیا۔

اس بربریت اور سفاکی کو ہندوستان نے صیانتی کونسل میں امن و آمان کی بحالی کا نام دیا۔

انڈین یونین کا تعین جو حضور نظام نے دیا گیا "ایک معاہدہ تھا" لیکن یہ معاہدہ حضور نظام کی ۲۳ ستمبر کی تقریر کے ساتھ ہی فراموش کرکے ہند یونین نے حضور نظام کے مرتبہ اور اقتدار شاہی کو ختم کردیا۔ یہی نہیں بلکہ حیدرآباد کے عظیم الشان تاریخی وجود بھی مٹانے کے لیئے اس کے علاقوں کو دوسری ریاستوں میں ضم کردیا۔

نیز یہ بھی واضح رہے کہ! حیدرآباد اور ہند یونین کے مابین جو ایک باعزت "معاہدہ جاریہ" ہوا تھا وہ ۲۸ نومبر ۱۹۴۹ء تک کے لیئے تھا۔ لیکن ختم معاہدہ سے دو ماہ قبل ہی ہند یونین نے حملہ کردیا۔

تاریخ شاہد ہے کہ، حیدرآباد کی دو سو سالہ عظیم الشان آزاد حکومت نے جب سے بھی معاہدہ کیا اس کو نبھایا۔ جو حکومت معاہدات کی پابندی کی کوئی وقعت نہیں رکھتی وہ با سیاسی اخلاق اور مذہبی قانون کی نظر میں بدترین مجرم کہلاتی ہے۔ —— محمد مظہرالدین

حیدرآباد کا مستحکم موقف اور اقتصادی طاقت

بھارت کے لئے خطرہ، سردار پٹیل کو مسٹر منشی کی خفیہ رپورٹ

مسٹر کے۔ ایم۔ منشی ایجنٹ جنرل ہند متعینہ حیدرآباد نے ۲۹، فروری ۴۸ء کو نائب وزیر اعظم و وزیر داخلہ ہند سردار ولبھ بھائی پٹیل کو ایک مکتوب میں مملکت اسلامیہ آصفیہ حیدرآباد کے مستحکم موقف اور اس کے زبردست اقتصادی امور سے متعلق "راز" کی تفصیلی رپورٹ روانہ کرتے ہوئے لکھا تھا!

حیدرآباد کو اقتصادی طور پر اتنا طاقتور بنلنے کی کوشش کی جارہی ہے کہ اس سے "ہندوستان کی پوزیشن بہت زیادہ دشوار ہو جائے گی"۔ میری پُر زور رائے ہے کہ آئندہ حیدرآباد سے گفت و شنید مصالحت کے وقت اقتصادی امور کے ان مسائل کو جو خط میں مذکور ہیں ہرگز نظر انداز نہ کیا جائے۔ اس خط کے ساتھ ایک تفصیلی رپورٹ بھی منسلک ہے۔ جس سے اندازہ ہوگا کہ حیدرآباد کی پیداوار اور برآمد و درآمد کے سلسلہ میں صحیح حیثیت کیا ہے۔

میں نے جو اعداد و شمار پیش کئے ہیں وہ حیدرآباد کے سرکاری ریکارڈ سے حاصل کئے ہیں۔ اور ان پر پورا بھروسہ کیا جاسکتا ہے۔ میں نے رپورٹ میں یہ بات واضح کردی ہے کہ!

حیدرآباد پر اقتصادی دباؤ ڈالنا بہت ضروری ہے تاکہ ہم ،
اسے شرکت کے لئے مجبور کرسکیں ۔ نیز یہ کہ ،
حیدرآباد کی سیول سروس بہت فرض شناس اور کارکرد اور لائق عمل حیدرآباد کو

اقتصادی طور پر خود کفیل بنانے کے لئے ہر امکانی تدابیر عمل میں لا رہے ہیں۔ اگر چھ مہینے تک یہ کیفیت قائم رہے تو "ہماری معاشی ناکہ بندی بھی نتیجہ خیز ثابت نہ ہوگی۔

حیدر آبادی ریلوں کی اہمیت: حیدر آباد ہندوستانی ریلوں کا محتاج ہے۔ لیکن دوسری طرف ہماری بعض نہایت ہی اہم لائینس حیدر آباد سے ہوتی ہوئی گزرتی ہیں۔ اور کافی دور تک اس علاقہ سے ہماری ریلوں کو گزرنا پڑتا ہے۔ اس بناء پر حیدر آباد، ہندوستان کے لئے مشکلات پیدا کر سکتا ہے" اور ہمیں جنوبی ہند کو باقی ہندوستان سے ملائے رکھنے "کے لئے بہت طویل راستہ اختیار کرنا پڑے گا۔ (جو دشوار کن ہے)

حیدر آباد اپنی اس اہمیت سے بخوبی واقف ہے اور وہ اسے سودے بازی کا ذریعہ بنانا چاہتا ہے اور اسی لئے غیر ممالک سے براہ راست ٹرانسپورٹ کا حق حاصل کرنے کوشاں ہے۔ بہتر ہے کہ حکومت ہند حیدر آباد کو ٹرانسپورٹ کی سہولتیں دینے سے انکار کردے، اس سے حیدر آباد کو سخت دشواریوں سے دوچار ہونا پڑے گا۔

دکن ایرویز: دکن ایرویز حیدر آباد کی آزادی کا حقیقت میں نہایت اہم عنصر ہے اور اب یہ اسکیم ہے کہ کراچی سے چٹاگانگ تک دکن ایرویز کے طیارے اڑائے جائیں۔ تاکہ ضروری سامان کی درآمد کی جاسکے۔ میری رائے میں دکن ایرویز کو ہندوستانی حدود سے باہر پرواز کی قطعاً اجازت نہ دی جائے۔

ہوائی اڈے، ہماری بے بسی: ہوائی اڈے حیدر آباد میں تیزی سے بن رہے ہیں۔ حکیم پیٹ کا ہوائی اڈہ ہمارے مواصلات پر ایک ضربِ کاری ہے۔ اسی اسٹیشن سے کراچی کو پیغام بھیجے جاتے ہیں:۔ "اور ہم انہیں گرفت میں نہیں لے پاتے۔"

اس تعلق سے آپ خود ہی وزیر مواصلات رفیع احمد قدوائی سے گفتگو کریں ورنہ

قدوائی صاحب کی وزارت کے افسران برابر مشکلات پیدا کرتے رہیں گے۔ میرا مشورہ یہہ ہے کہ،

حکومت ہند کو حیدرآباد کے ہوائی اڈوں کے معائینہ اور نگرانی کا حق حاصل کرنا چاہئے،

حکومت نظام کے تیز اقدامات : حکومت نظام بہت تیزی کے ساتھ ان پروگرام پر عمل پیرا ہے کہ !

(الف) کسی بھی ہنگامی صورت حال کے لئے کم سے کم مدت میں تیز سے تیز رفتاری کے ساتھ زیادہ سے زیادہ اسٹاک اور ذخیرہ کی فراہمی۔

(ب) حسب ذیل ملکوں میں اپنے ٹریڈ کمشنرز (ایجنٹ جنرل) متعین کرنے کے لئے ممکنہ حد تک عاجلانہ اقدامات۔

(۱) مشرق وسطی ۔ اس میں ایران اور مصر شامل ہیں۔
(۲) مشرق بعید ۔ اس میں برما تھائی لینڈ اور جاپان شامل ہیں۔
(۳) آسٹریلیا، انڈونیشیا اور دیگر قریبی جزائر ۔
(۴) برطانیہ اور یورپ کے دوسرے ممالک۔

۔ لندن میں حکومت حیدرآباد کے تیس ۳۰ لاکھ پونڈ سے زیادہ کی رقم جمع ہے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ "ریزرو بنک آف انڈیا" کی معرفت حکومت ہند سے یہہ اجازت حاصل کرنے کی کوشش کی جارہی ہے کہ، ہند کی کفالتیں جو حیدرآباد کے پاس ہیں، اسے اسٹرلنگ یا سونے میں تبدیل کر دیا جائے ۔ یہہ بھی معلوم ہوا ہے کہ "حکومت ہند نے حیدرآباد کی اس تجویز سے اتفاق کر لیا ہے"

لیکن میں یہہ عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ، اگر یہہ تجویز عمل میں آگئی تو برطانیہ میں حیدرآباد کے کھاتہ میں اسٹرلنگ کی بہت بڑی رقم ہوگی، جیسے حیدرآباد اپنی مرضی سے جس مقصد پر چاہے خرچ کر سکے گا۔

امریکہ سے بھی اس سلسلہ میں بات چیت ہورہی ہے۔ تاکہ وہاں سے ضروری سامان اور اسلحہ وغیرہ درآمد کرنے میں سہولت ہو، چنانچہ اس معاملہ میں "حیدرآباد کا ایجنٹ جنرل متعینہ لندن" امریکہ کے "چیز بنک" سے گفت و شنید کررہا ہے۔

عالمی بنک کی ممبری کیلئے سرگرمی: معین نواز جنگ (وزیر خارجہ حیدرآباد) بڑی سرگرمی سے اس جد و جہد میں مصروف ہیں کہ "حیدرآباد میں بین الاقوامی مالیاتی فنڈ اور عالمی بنک کی ممبری حاصل کرے۔ مذکورہ حقائق کے پیش نظر!

حیدرآباد پر دباؤ ڈالنا ضروری ہے:۔ ورنہ ہندوستان کی آزادی اور اقتصادی خود مختاری کو ناقابل تلافی نقصان پہنچے گا۔"

حیدرآباد کی پیداوار، ہند کی مجبوری: (منسلکہ رپوٹ) ہندوستان کے متعدد صوبے بڑی حد تک "دال" کے محتاج ہیں

حیدرآباد میں "مونگ پھلی" کی پیداوار، ہندوستان کی جملہ پیداوار کے مقابلہ میں "۲۳" فی صد ہے۔ نظام گورنمنٹ نے حیدرآباد سے باہر مونگ پھلی کی برآمد پر جو پابندی عائد کردی ہے، اس کی وجہ سے ہندوستان کی مارکٹ بری طرح متاثر ہوگی۔ حیدرآباد کو "ارنڈی" کی پیداوار میں تقریباً اجارہ داری حاصل ہے۔ حیدرآباد میں ارنڈی کی پیداوار ہندوستان کی جملہ پیدا ار کے مقابلہ میں "۴" فی صد ہے۔ حیدرآباد میں "السی" کی پیداوار ہندوستان کی پیداوار کے مقابلہ میں "۱۲" فی صد ہے۔ چانول، گیہوں اور گڑ کی پیداوار کسی حد تک کم ہے لیکن تھوڑی سی کوشش اور راشنگ کے ذریعہ حیدرآباد آسانی سے خود کفیل ہوسکتا ہے۔

حیدرآباد میں "روئی" کی پیداوار اس کی ضرورت سے اتنی زیادہ ہے کہ "اس سے حیدرآباد سودے بازی کرسکتا ہے؛ کیوں کہ "ہماری بہت سی کاٹن ملیں جو شولاپور، احمدآباد اور بمبئی میں ہیں۔" ان سب کی ضرورتیں حیدرآباد کی روئی سے پوری ہوتی ہے۔

"کوئلہ" جو ضروریات زندگی میں غیر معمولی اہمیت رکھتا ہے۔ یہ بہت بڑی نعمت حیدرآباد میں ہے۔ جس سے وہ بہت کچھ حاصل کرسکتا ہے: — "کیوں کہ ہماری کئی ریلیں اور جنوبی ہند کی صنعت گاہیں" حیدرآباد کے کوئلہ سے چلتی ہیں۔ اور ہندوستان میں اس کی پیداوار ہماری ضرورت سے کم ہے۔

"سمنٹ" بھی ضروریات زندگی میں بہت اہمیت کی حامل ہے۔ اور حیدرآباد "ایک کروڑ ۲۰ لاکھ ٹن" سمنٹ پیدا کرتا ہے۔ جو اس کی ضرورت سے زیادہ ہے۔ اور باقی سمنٹ کی بہت بڑی مقدار کو برآمد کرکے کافی نفع حاصل کرتا ہے۔ "کاغذ" ہندوستان کی جملہ پیداوار کا "۷" فی صد حیدرآباد میں بنتا ہے۔ جو اس کی ضرورت سے زیادہ ہے کاغذ کا بڑا حصہ برآمد کرکے حیدرآباد نفع کماتا ہے۔ نمک کے معاملہ میں حیدرآباد محتاج ہے۔ لیکن اس نے نمک کا اتنا ذخیرہ فراہم کرلیا ہے (جو ہند کی عائد کردہ معاشی ناکہ بندی کے باوجود) ایک سال تک اسے بے نیاز رکھے گا۔

پٹرول کے معاملہ میں حیدرآباد اپنی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے دوسروں کا محتاج ہے۔ اگر حیدرآباد میں پٹرول کی درآمد بندی کردی جائے تو حیدرآباد کی ٹرانسپورٹ کو بڑا دھکا لگے گا۔ اور اس کا سنبھلنا مشکل ہوجائے گا: — لیکن میرے مخبروں نے اطلاع دی ہے کہ حیدرآباد کئی مہینے تک پٹرول درآمد کئے بغیر اپنا کام چلاسکتا ہے۔" (ماخوذ)۔

نوٹ: — واضح رہے کہ حکومت ہند نے حیدرآباد پر دباؤ ڈالنے اور اس کے نظم و نسق کو درہم برہم کرنے کے لئے جب شدید معاشی ناکہ بندی کررکھی تھی اس دور میں حکومت آصفیہ اسلامیہ حیدرآباد نے ملک میں ٹرانسپورٹ اور دیگر عوامی ضروریات کو برقرار رکھنے اور اس بحران کا پامردی سے مقابلہ کرنے کے لئے کئی متبادل انتظامات کئے تھے۔ پٹرول کے بجائے کیمیائی پاور الکحل مایہ اور میکانیکی کوئلہ گیاس پلانٹ بنایا گیا تھا۔ جامع عثمانیہ کے قابل فخر سپوتوں نے خاص کیمیائی اور میکانیکی فارمولے ایجاد کئے تھے۔ (مولف)

سازش و غداری۔ حیدرآباد جنگ لڑے بغیر جنگ ہار گیا

عساکر آصفی کے کمانڈر جنرل العیدروس نے جو "برما" کے محاذ جنگ میں کارہائے نمایاں انجام دیکر شہرت حاصل کی تھی اور جن کو دوسری عالمگیر جنگ کا وسیع تجربہ حاصل تھا۔

مملکت آصفیہ پر ہندوستان کے حملہ سے قبل متعدد بار حیدرآبادی افواج کی عالی ہمتی اور اس کی دفاعی طاقت کا اظہار کرتے ہوئے کہا تھا!

> اگر ہندوستان نے حیدرآباد پر حملہ کیا تو ہماری بہادر افواج "ہر محاز" پر بھرپور مقابلہ اور مدافعت کرے گی اور حملہ آور ملک کو سنگین حالات سے دوچار ہونا پڑے گا۔

آصفی کمانڈر کی صلاحیت، ہند کی تشویش : ہند کی وزارت داخلہ کے سکریٹری مسٹر مینن نے اپنی کتاب میں تذکرہ کیا ہے کہ، جب حکومت ہند نے حیدرآبادی افواج کے کمانڈر انچیف کی دفاعی صلاحیتوں کے متعلق ایک تجربہ کار انگریز جنرل سے مشورہ کیا تو،

انگریز جنرل نے عیدروس کو برصغیر ہند کے جنرلوں میں بہترین جنرل شمار کرکے یہہ بتایا کہ: ”معمولی تربیت یافتہ فوج بھی عیدروس کے ہاتھوں میں کارہائے نمایاں انجام دے سکتی ہے“۔ اس رائے کو حکومت ہند نے جنگی نقطہ نظر سے انتہائی ”اہم راز“ قرار دے کر اپنے اعلیٰ حلقوں میں اس کا اظہار کیا تھا۔

یورپ میں خفیہ پلاننگ : واضح رہے کہ حیدرآباد افواج کی طاقت اور آصفی کمانڈر کی اعلیٰ دفاعی صلاحیت اور تجربہ سے حکومت ہند کو سخت

تشویش تھی چنانچہ آصفی کمانڈر کے دورہ یورپ کے موقع پر ان کی "بیہودن بیوی" کے ذریعہ لارڈ لوئی مونٹ بیٹن کے عشرت کدہ لندن میں کمانڈر موصوف کو ہموار کرکے خفیہ پلاننگ کی گئی تھی۔ چنانچہ

جو آصفی کمانڈر انچیف ہندوستان کے حملہ سے قبل ہر محاذ پر بھرپور مقاومت و مدافعت کے عزائم کا بارہا اظہار کیا تھا۔ وہی کمانڈر حملہ کے بعد : —— اپنی افواج کو ہر دفاعی محاذ کو چھوڑ کر مسلسل پیچھے ہٹنے کا حکم اس بہانے دیتا رہا کہ " محاذ جنگ کے دائرہ کو تنگ کرکے شہر حیدرآباد کے قریب اسٹالن گراڈ کی جنگ لڑی جائے گی۔

دکن میں دوسری بار غداری : دکن پر ہندوستان کی حملہ آور مغل فوجوں کو قبضہ کے لئے ماہ ستمبر ۱۶۸۷ء میں قلعہ گولکنڈہ کا ایک دروازہ کھول کر غداری کرنے والے قطب شاہی فوج کے جنرل عبداللہ خالا پنی " کی روح پھر ایک بار ماہ ستمبر ۱۹۴۸ء میں آصفجاہی افواج کے کمانڈر " العیدروس " میں عود کر آئی۔

جس نے جنگ کے دوران محاذ تنگ کرنے کے بہانہ حیدرآباد کی ناقابل شکست افواج کو نہ صرف پیش قدمی سے روک دیا' بلکہ زیر زمین بچھی بارودی سرنگوں اور ڈائنامنٹ لگے پلوں کو اڑائے بغیر " پیچھے ہٹنے اور حملہ آور فوج کو پیش قدمی سے نہ روکنے کا حکم دیا۔ عیدروس نے جو غداری کی اور رضاکاروں نے جس حب الوطنی کا مظاہرہ کیا' اس کا مختصر تذکرہ سطور ذیل میں ملاحظہ ہو :۔

جنگ کی صورت حال اور عیدروس کی غداری : جنگ کے آغاز پر جب شولاپور سے بھارتی فوج اور اس کے طاقتور " شرمن ٹینکوں " کا اقدامی دستہ آگے بڑھا تو " نلدرگ " کے محاذ پر حیدرآبادی فوج اور رضاکاروں سے پہلی مڈبھیڑ ہوئی جس میں چار " حملہ آور فوجی مارے گئے' اور دشمن کے آٹھ ٹینکوں کو حیدرآبادی فوج کے توپوں نے ڈھیر کر دیا' بھارتی فوج کو بھاری نقصان

اٹھاتے ہوئے اسلحہ اور دیگر جنگی ساز و سامان کو چھوڑ کر پیچھے ہٹنا پڑا۔

اسی دن فوج کو نلدرگ کا "پل" اُڑائے بغیر ہی وہاں کا محاذ چھوڑ کر "دالم" کی طرف پیچھے ہٹنے کا حکم دیا گیا۔ لیکن رضاکار مجاہدین وہیں ڈٹے رہے۔ ہندوستانی فوج جس کے آتش انتقام کو اس ہزیمت نے تیز کر دیا تھا، دوسرے دن شدید بمباری کر کے رضاکاروں کا صفاکر دیا اور تازہ کمک کے ساتھ آگے بڑھی اور جس مقام سے بھی گزری وہاں کے نہتے مسلمانوں کو بے دریغ قتل کیا اور تباہی مچائی۔

حیدرآبادی فوج کو جو ہندوستانی فوج کی پیش قدمی کو روکنے کے لئے گھات میں لگی ہوئی تھی، وہی محاذ تنگ کرنے کے بہانے دالم کے دفاعی مورچہ کو بھی چھوڑ کر "ہمناباد" کی طرف پیچھے ہٹنے کا حکم ہیڈ کوارٹرس سے صادر کیا گیا۔

حملہ آور فوج کو آگے بڑھنے کے لئے ہمناباد سے ہی ہو کر گزرنا پڑتا جو اس کے لئے آسان نہ تھا: کیوں کہ ہمناباد میں حیدرآبادی فوج نے مضبوط دفاعی مورچہ بنالیا تھا۔ اور دشمن کی فوج کو پسپا کرنے کے لئے گھات میں لگی ہوئی تھی۔

لیکن ہندوستانی فوج ہمناباد سے گزرنے کی بجائے غیر متوقع شمالی جانب "کلیانی" کی طرف مڑ گئی، ہندوستانی فوج کا یہ غیر متوقع اقدام درحقیقت ہماری فوج کے کمانڈر انچیف عیدروس کی ساز باز کا مرہون منت تھا۔ اس لئے کہ جنگی نقشہ میں "اس علاقہ کو انتہائی دشوار گذار" اور کلیانی و بیدر کے درمیان سڑک کو دبابوں اور فوجی ٹرکس کے لئے ناقابل عبور و مرور اور زیر تعمیر بتا کر وہاں "کوئی دفاعی مورچہ" قائم نہیں کیا گیا تھا حالانکہ اس سڑک کی تعمیر کچھ دن قبل ہی مکمل ہو چکی تھی اور پیدل آمد و رفت کے لئے کھول دی گئی تھی۔ اس سڑک سے ہندوستانی فوج بلا کسی مزاحمت کے مسلمانوں کو تہہ تیغ کرتی ہوئی "بیدر" میں داخل ہو گئی۔

اسی طرح حملہ آور فوج "وردھا" کے پل کو عبور کر کے "راجورہ" میں داخل ہو گئی، جب کہ یہی ایک "پل" ہندوستان اور حیدرآباد کے درمیان آمد و رفت کے لئے، حیدرآبادی

سرحد پر تھا۔ لیکن اس پل پر لگے ڈائنامنٹ کو بھی آگ کی کاڑی بتائے بغیر ہی آصفی کمانڈر کے حکم پر چھوڑ دیا گیا۔

اورنگ آباد کے لکچرار کی حب الوطنی : کمانڈر عیدروس کی سازش سے اورنگ آباد کے علاوہ کئی سرحدی علاقے ہاتھ سے نکل گئے تھے۔ اورنگ آباد کالج کے ایک محب وطن لکچرار " محمد ابراہیم " نوجوان طلباء اور رضاکاروں کو ساتھ لے کر ہندوستانی فوج اور دبابوں کے سامنے ڈٹ گئے' لیکن ہماری فوجی ہیڈ کوارٹرس سے وہاں کوئی مدد نہیں بھیجی گئی۔ ان علاقوں میں ہزاروں مسلم نوجوان بے سروسامانی کے باوجود بھی اپنے وطن کو بھارت کی غلامی سے بچانے کے لئے آخر وقت تک مجاہدانہ عزیمت کے ساتھ مدافعت کرتے ہوئے شہید ہو گئے۔

کیپٹن صمد خاں کا دلیرانہ مقابلہ صوبہ اورنگ آباد کے ضلع پربھنی کے ایک تعلقہ "ہنگولی" پر ایک جیالے کیپٹن عبد الصمد خاں (شہید) نے حیدرآبادی فوج کی صرف ایک کمپنی کے ساتھ جس میں "۱۱۳" بہادر "ملباری" مسلمان بھی شامل تھے' ہندوستان کی کثیر حملہ آور فوج کا حیرت انگیز دلیری سے مقابلہ کرتے ہوئے "بھارت کی ایک بریگیڈ فوج کو اپنی سرحد سے مار بھگایا" کیپٹن عبد الصمد نے ہیڈ کوارٹرس کی مصلحت سازی کو نظر انداز کر کے مورچہ بنا کر ایسا مجاہدانہ مقابلہ کیا کہ !

بھارت کی طاقتور فوج کو جو "کیشر گاؤں" کے پل پر ٹینکوں کے ذریعہ حملہ کر کے قبضہ کر چکی تھی پل کو چھوڑ کر پیچھے ہٹنا پڑا۔ یہاں پر صمد خاں کو مزید فوجی کمک کی شدید ضرورت تھی۔ لیکن آصفی کمانڈر انچیف نے فوجی ہیڈ کوارٹرس سے کوئی مدد نہیں بھیجی اور دشمن کی تازہ دم کلی فوجوں نے '

ان محبان وطن کو جب کہ " وہ بھوک پیاس کی شدت اور مسلسل مقابلہ سے تھک کر چور ہو گئے تھے " نرغہ میں لے کر شہید کر ڈالا۔

انجنیئر صادق علی کی قیادت میں حیرت انگیز یلغار: جنوبی مغرب محاذ ہی ایک ایسا محاذ تھا جہاں اپنے فوجی ہیڈکوارٹرس کی مصلحت سازی کو خیرباد کرتے ہوئے ایک فوجی دستے نے دشمن کے علاقے میں پیش قدمی کی۔

ناموس وطن کی خاطر حیدرآبادی فوج کے ایک چھوٹے دستے اور صرف (۷) رضاکاروں نے محب وطن سیول عہدہ دار "جناب میر صادق علی خاں" (انجنیئر تنگ بھدرا پراجکٹ) کی قیادت میں، منیر آباد کے اطراف منیر آباد، ہبلی ریلوے لائن کے اوپر، حملہ آور بھارتی فوج کی "ایک میسور آرمی بٹالین کا پوری طرح صفایا کردیا"

دشمن کے علاقہ پر قبضہ: مجاہدین دکن کا یہ چھوٹا سا گروہ حیرت انگیز یلغار کرتے ہوئے دریائے تنگبھدرا کو عبور کر کے دشمن کے علاقہ "ہاسپیٹ" پر قبضہ کر کے وہاں "آصفی پرچم" لہرادیا تھا" محبان دکن نے یہاں پر مقابلہ میں سات سو کے قریب بھارت کے فوجیوں کو ہلاک کیا اور انکے جنگی ساز و سامان پر قبضہ کرلیا۔ دشمن نے پھر اپنی تازہ دم فوجوں کو یہاں جھونک دیا۔

صادق علی خاں (شہید) اپنے تھوڑے سے ساتھیوں کے ساتھ ہند کے علاقہ ہاسپیٹ کو مقابلہ کر کے اپنے قبضہ میں لینے کے بعد، ہاسپیٹ کو مورچہ بنا کر تقریباً چوبیس گھنٹوں تک مقابلہ کرتے رہے۔ یہاں پر اسلحہ اور فوجی کمک کی شدید ضرورت تھی جو چند ہی گھنٹوں میں بھیجی جاسکتی تھی۔ لیکن ہمارے فوجی ہیڈکوارٹرس نے کمانڈر کے حکم کی بنا پر ان محبان وطن کو کوئی کمک نہیں بھیجی۔

بالآخر یہ تھوڑے سے مجاہدین، ہندوستان کی تازہ دم کمکی فوج سے متعدد بار مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہوگئے۔ مشتے نمونہ صرف چند محاذ کا ذکر کیا گیا ہے۔

:- اگر ہمارے فوجی ہیڈکوارٹرس سے محاذ پر اپنی فوجوں اور ہم رضاکاروں کو مدد

دی جاتی اور بیرونی ملکوں سے درآمد کردہ کثیر عصری اسلحہ سپلائی کیا جاتا۔ اور حیدرآباد کی تجربہ کار، بلند حوصلہ ناقابل شکست افواج کو "ہر محاذ پر" جم کر لڑنے کا حکم دیا جاتا تو

" جنگ کا نقشہ ہی کچھ اور ہوتا " :

مختصر یہ کہ، اس طرح حیدرآبادی افواج کے کمانڈر انچیف میجر جنرل العیدروس کی غداری کے علاوہ حضور نظام کے مصاحبین اور درباریوں کی محلاتی سازشیں اور دشمن سے ساز باز سر مرزا اسمٰعیل و سر سلطان احمد کی شرمناک ریشہ دوانیاں، کے یم منشی کی ملی بھگت اور ہند یونین کے پُر فریب خفیہ وعدوں پر یقین اور بھروسہ کر کے حضور نظام کی اختیار کردہ پالیسی سے!

" ناقابل تسخیر حیدرآباد جنگ لڑے بغیر جنگ ہار گیا "۔

عصری اسلحہ کا ذخیرہ جو سڈنی کاٹن کے ذریعہ بیرونی ممالک سے مسلسل درآمد کیا گیا تھا وہ سب کا سب "سیل بند" ہی ہندوستانی فوج کے حوالہ ہو گیا۔ اسی اسلحہ کو ہندوستانی فوج نے کشمیر کے محاذ جنگ میں استعمال کر کے اپنے دفاعی موقف کو بہتر بنا لیا تھا۔

جنرل چودھری کا اعتراف : حیدرآباد پر حملہ کی قیادت کرنے والے ہندوستانی فوج کے ایک میجر جنرل "جے این چودھری" جو سقوط حیدرآباد کے بعد ریاست کے ملٹری گورنر بنائے گئے تھے، ان اسلحہ کو قبضہ میں لینے کے بعد کہا تھا!

اگر حیدرآباد کی افواج ان ہتھیاروں کو استعمال کرتی تو، ہم اتنی آسانی کے ساتھ حیدرآباد پر قبضہ نہیں کر سکتے تھے۔

قارئین اس امر کو ملحوظ رکھیں کہ! ہندوستان جس کو آزاد ہوئے ایک سال ہوا تھا، تب اس کی دفاعی طاقت اتنی نہیں تھی جیسی کہ آج کے ہندوستان کی بہت بڑی اور عظیم دفاعی طاقت ہے۔

رضاکاروں کی حب الوطنی اور عزیمت: ہم رضاکاروں کو محاز پر متذکرہ سازش کے تحت ناکارہ ہتھیار اور ناقص گولی بارود دے کر بھیجا گیا تھا۔ لیکن اس کے باوجود جنگ کے دوران رضاکار مجاہدین اپنی قلت اور معمولی ہتھیاروں کے ساتھ "جذبہ حریت اور حق و صداقت کی عظیم طاقت سے سرشار ہوکر" ہندوستان کی ایک لاکھ فوج اور اس کے مہیب ٹینکوں سے آخر دم تک ٹکر لیتے ہوئے پاش پاش ہو گئے۔

کتنے ہی رضاکار وطن عزیز حیدرآباد اسلامیہ کو غلامی سے چند ساعت ہی کے لئے سہی، بچانے اور دشمن کے دبابوں کو اپنے ملک کی سرحد میں داخل ہونے سے، جتنی دیر بھی روک سکتے تھے، روکنے کے لئے "ان فولادی چینیوں میں آکر قیمہ قیمہ بن گئے۔"

اس طرح ہزاروں رضاکار "اعلاء کلمتہ الحق"[1] کی خاطر شہید ہو کر صفحہ عالم پر حب الوطنی کی تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ کیا۔

وقت نے دغا دے دی ورنہ دیکھتی دنیا
ہم کتاب ہستی کے سو ورق الٹ جاتے

- محمد مظہر الدین -

---

[1] اعلاء کلمتہ الحق، حضرت قائد ملت شہید علیہ رحمہ کا اعلان !

اقتدار ملت اسلامیہ اعلاء کلمتہ الحق کے سوا کسی اور مقصد کے لئے نہیں ہوسکتا۔ میں حفاظت تخت و تاج آصفی کو "تحفظ ملت اسلامیہ اور اعلاء کلمتہ الحق سمجھتا ہوں" اور اسی راستہ میں مٹنے کو موت نہیں بلکہ شہادت اور حیات ابدی تصور کرتا ہوں۔ (مکمل اعلان کے لئے ملاحظہ کیجئے میری کتاب ... "پولیس ایکشن کے خوفناک ماحول میں")

- مولف -

رازکے انکشاف ۔ ہند کے ایجنٹ جنرل کے یم منشی کے قلم سے

مونٹ بیٹن اور رضوی : بحیثیت ایجنٹ جنرل ہند حیدر آباد میں تقرر پر، میں حیدر آباد جانے سے پہلے ۲۵، ڈسمبر ۱۹۴۷ء کو گورنر جنرل ہند لارڈ مونٹ بیٹن کی خدمت میں باریاب ہوا" انہوں نے مجھ سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ!

قاسم رضوی جو مجلس اتحاد المسلمین کا صدر اور طوفانی فوج کا سالار ہے، وہ تلا ہوا ہے کہ "دکن میں مسلم بالادستی قائم رہے" اس شخص نے مجھے بہت زیادہ پریشان کر رکھا ہے۔ سر والٹر مانکٹن جو نظام کے خاص مشیر دستوری کی حیثیت میں وہاں ہیں وہ میرے گہرے دوست ہیں۔ ان کے مشورہ پر اگر ایک مرتبہ نظام خود یہاں آگیا تو "بلا شبہ وہ الحاق کی دستاویز پر دستخط کرکے واپس جائے گا" پھر ہم رضوی سے سمجھ لیں گے۔

مجھے باخبر رکھنے والے : متعدد اصحاب جن سے میں نے حیدر آباد میں دوستانہ ربط قائم کر لیا تھا۔" وہ مجھے تمام اہم اور ضروری حالات سے باخبر رکھتے تھے۔"

سر سالار جنگ : میں نے حیدر آباد کے چوٹی کے جاگیردار اور بہت بلند مرتبہ ذی حیثیت شخص سر سالار سے ملاقات کی۔ سر سالار جنگ مجھے اپنے پرائیوٹ کمرہ میں لے گئے اور سرگوشی کرتے ہوئے کہا!

مسٹر منشی! یہ لوگ ہرگز الحاق منظور نہیں کریں گے۔ آپ حیدر آباد کا مسئلہ حل کرنا چاہتے ہیں تو" سکندر آباد سے ہندوستانی فوج ہرگز نہ ہٹائی جائے۔

نظام کا ڈاکٹر : نظام کے خاص ڈاکٹر کرنل واگھرے میرے گہرے دوست بن گئے تھے۔ واگھرے کو میری دوستی کی قیمت چکانی پڑی، انہیں علاحدہ کر دیا گیا۔

ہوشیار جنگ: میرے لئے "جو بہت زیادہ معین و مددگار ثابت ہوئے" ان میں نظام کے مصاحب خاص و درباری "ہوش یار جنگ" بھی تھے۔ وہ نظام کو خوش رکھنے اور ہنسانے کے لئے "مسخرے" بھی بن جایا کرتے تھے۔ وہ بھیس بدل کر رات کے دو بجے دلکشنارن میں اس دروازہ سے جو بھی ملازمین کے لئے تھا، آنکھ بچا کر آتے اور مجھے جگا کر باتیں کرتے تھے۔

ہوش یار جنگ، نظام کو لائق علی اور رضوی کے خلاف اکساتے رہے، انہوں نے نظام کو مشورہ دیا تھا کہ ! لائق علی وزارت کو علحدہ کر کے، ہندوستان سے الحاق کر لیں اور نئی دہلی سے فوجی اعانت حاصل کر کے رضا کار تحریک کو ختم کر دیں۔"

راجہ بہادر آنگار: نظام کے ایک سابق وزیر راجہ بہادر آنگار حیدر آباد کے ایک بارسوخ اور ماہر قانون سیاست داں تھے۔

راجہ بہادر آرمودآنگار کے فراہم کردہ اطلاعات اور مشوروں سے میں نے غیر معمولی فائدہ اٹھایا۔

ایک بڑا افسر: حیدر آباد کا ایک بہت بڑا افسر[1] جس کا میں نام ظاہر کرنا نہیں چاہتا، وہ بہت بے باکی سے مجھ سے ملنے آتا تھا۔ قبل اس کے کہ، لائق علی اس کے خلاف سخت اقدام کریں، وہ رخصت کی درخواست دے کر بمبئی چلا گیا۔

نواب علی یاور جنگ: حیدر آباد کے ایک سابق وزیر اعظم مہدی یار جنگ کے داماد اور اعلیٰ مرتبہ پر فائز نواب علی یاور جنگ[2] اور ان کی سحر طراز بیگم

---

[1] لنل: ین۔ گپتا فینانس سکریٹری۔

[2] جن کو مخالف حیدر آباد سرگرمیوں اور اخبار سے ساز باز کی بنا پر وزارت امور دستوری کے قلمدان سے علاحدہ کر دیا گیا تھا۔ سقوط حیدر آباد کے بعد حکومت ہند نے علی یاور جنگ کو سفیر اور پھر گورنر کے عہدوں سے نوازا تھا

سے میرے تعلقات بے انتہا تپاک تھے۔ ان کی بیوی بہت ہی خوبیوں کی خاتون تھی۔ علی یاور جنگ سے اتحادی لیڈر سخت نفرت کرتے تھے۔

ظہیر احمد : لارڈ ماونٹ بیٹن کے رخصت ہو جانے کے چند دن بعد حیدر آباد کے امور خارجہ کے سکریٹری ظہیر[۱] احمد مجھ سے آکر ملے اور کہا ! میں آپ کے پاس اس لئے حاظر ہوا ہوں کہ مجھے آپ پر بھروسہ ہے۔ وہ واحد شخص جو مفاہمت اور مصالحت کر اسکتا ہے وہ آپ اور صرف آپ ہیں۔

منظور جنگ : منظور جنگ اکثر مجھ سے ملا کرتے تھے۔ اور اپنے کئی دستوں کو بھی مجھ سے ملایا تھا۔ اتحادی لیڈروں نے نظام کو مجبور کیا تھا کہ کنگ کوٹھی میں منظور جنگ کی آمد و رفت بند کر دی جائے۔

(نوٹ۔ کتاب کی ضخامت اجازت نہیں دیتی کہ ایسے ان سب افراد کا تذکرہ کیا جائے جس کا انکشاف مسٹر منشی اپنی خود نوشت ڈائری میں کیا ہے۔ مولف) :۔

حملہ کے لیے ہند کے کمانڈر انچیف کا تامل : مسٹر منشی نے لکھا ہے کہ ! ہندوستانی افواج کے کمانڈر انچیف جنرل " بوچر " حیدر آباد پر حملہ کے لئے آخر وقت تک " متامل " رہے۔ کیوں کہ انہوں نے حیدر آبادی فوج کی قوت اور اہلیت کا بہت زیادہ اور اپنی ہندوستانی فوج کی قوت اور اہلیت کا بہت کم ' اندازہ لگایا تھا۔ لیکن وہ اس کا اندازہ نہیں کر سکتے تھے کہ ! رضا کار تنظیم کو کچلنے کے لئے جو قیمت بھی ادا کی جائے وہ کم ہے ' کیوں کہ :۔

رضا کار خطرہ سارے بھارت کی سلامتی کے لئے " پیام قضا " بن گیا تھا۔

بھارت کو خطرہ کا احساس : اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ' بھارت کو خطرہ کے

---

[۱] سقوط کے بعد حکومت ہند نے اعلیٰ عہدوں اور کچھ عرصہ سفارت سے بھی سرفراز کیا۔ ۔مولف۔

احساس نے مبہوت کر رکھا تھا' اور دہلی کے بعض حلقوں میں تذبذب اور تامل کا عالم طاری تھا! — سردار پٹیل نے حیدرآباد کی مہم کی کمان اپنے ہاتھ میں لے لی تھی۔

لیکن پیش نظر مہم کے لئے درکار فوج کا جلد از جلد فراہم کر لینا کوئی آسان کام نہ تھا۔ کیوں کہ ہندوستان کی مغربی سرحدات اور کشمیر کا دفاع نظر انداز نہیں کیا جا سکتا تھا۔

حملہ نہ کرنے کمانڈر ہند کا سردار کو مشورہ: بعض لوگوں کا خیال تھا کہ' جناح کی موت اور پولیس ایکشن میں خاص رابطہ تھا۔

۱۲؍ ستمبر کو آدھی رات کے وقت ہندوستان کے انگریز کمانڈر انچیف جنرل بوچر نے سردار پٹیل سے گفتگو کی۔

اتنی رات گئے سردار کو بستر سے اٹھانا کوئی معمولی بات نہ تھی۔ جنرل بوچر نے' احمد آباد اور بمبئی پر حیدرآباد کے امکانی فضائی حملہ کا تذکرہ کرتے ہوئے سردار پٹیل کو مشورہ دیا تھا کہ' فی الحال حیدرآباد کے خلاف فوجی مہم ملتوی کر دیں۔ (شاید اس بناء پر کہ انہیں گرین سگنل اور سردار پٹیل کے منصوبوں کا علم نہ تھا۔) سردار نے بوچر سے کہا!

اگر حیدرآباد نے احمد آباد اور بمبئی پر فضائی حملہ کیا تو یہ دونوں شہر پامردی سے بھگت لیں گے۔" سردار نے بوچر کو مطمئن کیا۔ اور ۱۳؍ ستمبر کی صبح ہندوستانی فوجیں حیدرآباد پر حملہ آور ہوئیں۔

عیدروس فرشتہ غیب: افواج نظام کا ایک بڑا ذمہ دار افسر جسے ہم "خاموش آواز" کے خفیہ نام سے پکارتے تھے' ہم سے ربط قائم رکھے ہوئے تھا۔ میری درخواست پر اس نے ایک تفصیلی رپورٹ تیار کر کے مجھے دی" اس رپورٹ سے ہماری فوج کو بہت مدد ملی۔"

جس دن بھارتی فوجوں نے حیدرآباد پر حملہ کر دیا۔ اسی دن مجھے اور میرے اسٹاف کو لائق علی نے گرین لینڈ میں نظر بند رکھا۔ اسی دن شام میں سات بجے بیگم عیدروس ملنے آئیں' ان کا

انداز حد درجہ دوستانہ تھا۔ انہوں نے سرگوشی کرتے ہوئے اپنے شوہر "عیدروس" کے بارے میں کہا کہ، وہ فرشتہ غیب ہے اور اس نے یہہ کہا ہے کہ !

"تین دن سے زیادہ مدت جنگ جاری نہیں رہے گی۔"

قاسم رضوی عہدہ وسطیٰ کا ہیرو : رضوی ایک ان تھک نہایت ہی زیرک اور شاطر شخص ہے۔ وہ دشمن کو فریب دینا بھی جانتا ہے۔ اور دھونس دینا بھی۔

قاسم رضوی عہدہ وسطیٰ کے تخیلی ہیرو کی طرح نمودار ہوا، مجنونانہ جوش کے ساتھ شرربار آنکھیں رکھنے والا یہہ پر جوش اور بلند آہنگ خطیب یہہ سمجھتا تھا کہ ! دکن کے مسلمانوں کو انڈین یونین سے محفوظ رکھنے کے لئے اللہ نے مامور کیا ہے۔

لیکن یہہ پہلا مقصد تھا " دوسرا مقصد یہہ تھا کہ !

مدراس کی شمالی سرکار کا علاقہ جو کبھی حیدر آباد کا تھا وہ حیدر آباد میں شامل ہو جائے اور پھر دہلی کی طرف کوچ کر ہندوستان میں مسلم بالادستی قائم کرنے لال قلعہ پر آصفی پرچم لہرائے اور خلیج بنگال کی لہریں اس کی آزاد مملکت کے قدم چھولیں۔"[1]

ایک سال سے کم مدت میں رضوی حیدر آباد کی ناقابل مزاحمت طاقت بن گیا تھا:۔ اگر پولیس ایکشن میں ذرا بھی تاخیر کی جاتی تو، قاسم رضوی کی بے پناہ طاقت " ناقابل تسخیر بن جاتی۔

رضوی کی حوصلہ مندی و کردار : نو مہینے حیدر آباد میں قیام کے دوران مجھے رضوی اور اس کی سرگرمیوں سے واقف ہونے کا موقع ملا۔ وہ جس راستہ پر چل رہا تھا " اس سے ڈگمگاتے ہوئے "میں نے اسے

---

[1] سقوط حیدر آباد کے بعد، حکومت ہند کی وزارت دفاع کی شائع کردہ کتاب "پولو آپریشن" میں بھی اس (پروپگنڈہ) کا ذکر کیا گیا ہے

کبھی نہیں دیکھا۔ جو گروہ حیدرآباد پر تباہی لایا، کٹھن موقعہ پر اس گروہ کا تنہا فرد رضوی تھا جس نے

" اپنی حفاظت کے لئے پاکستان کو پرواز کرنے سے گریز کیا۔"

بمبار طیارے : مسٹر منشی نے اپنی کتاب میں فوجی ذرائع سے انکشاف کرتے ہوئے لکھا ہے کہ :۔ حیدرآباد نے پچاس بمبار طیاروں کا ایک دستہ جو "پیکاک ایر بورن ڈیویژن" کے نام سے موسوم ہے، عراق و پاکستان میں تیار رکھا تھا۔ اور جنرل حبیب العیدروس نے نظام کے حکم سے جدید اسلحہ حاصل کرنے کا معاہدہ فرانس و زیکوسلواکیہ سے بھی کیا تھا۔ بیرونی ملکوں سے اسلحہ، اسٹریلوی ہواباز سڈنی کاٹن کراچی سے حیدرآباد کو سپلائی کرتا تھا۔ (اقتباس کے یم منشی کی خودنوشت سے)

شخصی عناد پر مسٹر بدر شکیب بھی منشی کے در پر

سقوط حیدرآباد سے کچھ دن قبل مجلس کے ایک سینئر لیڈر مسٹر بدر شکیب کا بھی خفیہ ربط مسٹر کے یم منشی سے ہو گیا تھا۔

مسٹر بدر شکیب کی بعض خامیوں اور کمزوریوں کی بناء پر صدر ملکی مجلس جناب قاسم رضوی نے انہیں وزارت میں شامل کرایا تھا۔ نہ اسلامی ممالک کے وفد میں، اور نہ ہی اقوام متحدہ کے وفد میں۔ محض اس بناء پر بدر شکیب صاحب کا شخصی عناد اور خود غرضانہ انتقامی جذبہ سے مغلوب ہو کر کے یم منشی کے در پر پہنچ جانا انتہائی شرمناک حرکت تھی۔ :۔ مولوی بدر الدین شکیب ایڈوکیٹ ملکی مجلس کے قدیم رکن عاملہ کے علاوہ شہر کے ایک حلقہ " داؤد " کی مجلس ضلع کے بھی صدر تھے اور راقم الحروف (مظہر الدین)

اسی ضلع کا معتمد[1] اور رکن شوریٰ مملکتی مجلس تھا۔ (قاسم رضوی صاحب کے دورِ صدارت میں)۔ علاوہ ازیں مولوی بدر شکیب ضلع "واؤ" کے رضا کاروں کے سالار اور راقم الحروف ضلع واؤ کے محلہ نامپلی کا سالار تھا:۔

معتبر اور باوثوق ذریعہ سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ، حکومت ہند کے ایک مشن کے سلسلہ میں موصوف مسٹر کے یم منشی کی ایماء پر ہی سقوط حیدرآباد کے فوری بعد پاکستان چلے گئے۔

واضح رہے، حکومت ہند اور اور مسٹر منشی کا مشن یہ تھا کہ حیدرآباد پر ہندوستان کے جارحانہ حملہ کو صحیح ثابت کرنے کے لئے لائق علی حکومت رضا کار تنظیم مملکتی مجلس اور اس کے مخلص قائد سید محمد قاسم رضوی کو بدنام کیا جائے۔ اور یہ کام پاکستان میں مجلس کے کسی قریبی آدمی سے ہی کرایا جا سکتا تھا۔ چنانچہ اس کام کی انجام دہی کے لئے بھارتی ایجنٹ جنرل نے مسٹر بدر شکیب کو منتخب کیا تھا۔

(مولف)

---

[1] سابق میں مسٹر فصیح الدین (ایڈیٹر "پرچم") معتمد ضلع تھے۔

مملکت اسلامیہ حیدرآباد پر، ہندوستان کا فوجی حملہ

صدیق دکن سید محمد قاسم رضوی کا مجاہدانہ کردار :۔ بسلسلہ صفحہ ۲۴

دشمن کا اعتراف :۔ مسلمانوں کے حوصلے بہت بلند تھے۔ قاسم رضوی کو حیدرآبادی ملک کا نجات دہندہ سمجھتے تھے۔

اگر پولیس ایکشن میں ذرا بھی تاخیر کی جاتی تو، قاسم رضوی کی بے پناہ طاقت " ناقابل تسخیر بن جاتی "۔ (کے یم منشی بھارتی ایجنٹ جنرل)

حملہ کے لئے ہند کا پروپگنڈہ : حکومت ہند جب معاشی ناکہ بندی، سرحدی حملوں اور تخریب کاری کے ذریعہ آزاد حیدرآباد کو بھارت میں " ضم " ہونے پر مجبور نہ کرسکی تو، حیدرآباد پر فوج کشی کے لئے جواز پیدا کرنے کی خاطر محبان وطن رضاکاروں اور ان کے قائد کی دہشت انگیزی اور مظالم کا خود ساختہ فرضی ہوا کھڑا کرکے انہیں بدنام کرنے، منصوبہ بند ہمہ گیر پروپگنڈہ کی یہ مہم چلائی کہ !

ہندو اکثریت اور ہندوستان کی آزادی خطرہ میں ہے۔ رضاکار خطرہ، سارے ہندوستان کی سلامتی کے لئے پیغام قضا بن گیا ہے۔ قاسم رضوی دلی پر قبضہ کرنا اور لال قلعہ پر آصفی پرچم لہرانا چاہتا ہے۔

ہندوستانی اخباروں میں اس طرح کے کارٹون شائع ہوئے تھے، جس میں قاسم رضوی صاحب اور ہم مسلمان رضاکاروں کو دہشت انگیز خوفناک اور خونخوار راکشش

بتایا جاتا اور اسی طرح کے بڑے بڑے پورٹریٹ بھارت کے ہر علاقوں میں لگائے گئے تھے۔ بھارتی حلقوں اور اس کے پریس نے جن کی نظروں میں حیدر آباد کے مسلم اقتدار کی عظمت ایک عرصہ سے خار بن کر کھٹکنے لگی تھی، تنکے کو تاڑ، رائی کو پہاڑ اور سایہ کو بھوت بنا کر :- بطل حریت قاسم رضوی کے خلاف اس قدر متواتر گوئبلزی پروپگنڈہ کیا! ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں اس مرد مجاہد کی ایسی بھیانک تصویر ذہنوں پر اتر گئی جیسی کہ،

"سلطان ٹیپو کی بھیانک تصویر انگریزوں کے ذہن پر انہی کے پروپگنڈہ سے اس طرح اتر گئی تھی کہ!

عورتیں اپنے بچوں کو "ٹیپو آیا ٹیپو آیا" کہہ کر ڈرایا کرتیں اور سپاہی نیند میں چونک اٹھتے۔

حالانکہ رضوی صاحب کے سخت مخالف بھی ان کے اس جوہر کے ثناخواں اور معترف ہیں کہ!

قاسم رضوی ایک نڈر و بے باک اور مخلص لیڈر تھے۔ جنھوں نے حق و صداقت اور عزیمت کے راستہ پر کسی مصلحت سازی کو کبھی ترجیح نہیں دی۔ صدیق دکن سید محمد قاسم رضوی کا دل بلا لحاظ مذہب و ملت اہل وطن کی ـــــ محبت کا مرغزار تھا۔ جو کسی کے معمولی دکھ درد کو سن سکتا تھا نہ برداشت کر سکتا تھا۔

عادل فاروقی : ضلع ناندیڑ قصبہ قندھار کے تحت "لوہا" ایک مشہور موضع ہے۔

لہ اس کا اعتراف ایک کٹر دشمن کے۔ ایم۔ منشی نے کرتے ہوئے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ!
حیدرآباد میں قیام کے دوران مجھے رضوی اور اس کی سرگرمیوں سے واقف ہونے کا کافی موقع ملا:- وہ جس راستہ پر چل رہا تھا
اس سے ڈگمگاتے ہوئے، میں نے اسے کبھی نہیں دیکھا:-

(جواب مہاراشٹرا میں ہے) اس موضع میں پولیس ایکشن سے پہلے جب کہ انڈین یونین سے تعلقات کشیدہ تھے، چند رضاکاروں اور پٹھانوں نے انڈین یونین کی اس ٹولی کی تلاش میں، جو سرحد پار سے آکر وہاں روپوش تھی اور بم سازی کرکے آس پاس کے دیہاتی مسلم بستیوں میں لوٹ مار اور تخریب کاری کرتی تھی، حملہ کر دیا۔ جس میں دو مقامی ہندو قتل اور چند ساہوکار لوٹ کا شکار ہوئے تھے۔

مجاہد اعظم سید محمد قاسم رضوی اس حادثہ کی اطلاع ملتے ہی بذات خود مقام واردات پر پہنچ کر نہ صرف اس موضع کے رضاکاروں اور لیڈروں کو پولیس کے حوالہ کیا بلکہ اس موضع کی مجلس ہی کو ختم کر دیا، اور اس ضلع کے صدر مولوی اخلاق حسین زبیری ایڈوکیٹ (مولوی یامین زبیری وزیر حکومت مقامی کے چچا) جیسے اہم قدیم اور مضبوط لیڈر کو عہدہ سے الگ کرکے، ضلع کے مددگار مہتمم پولیس کو بھی معطل کراکے دم لیا۔

قائد رضاکاران قاسم رضوی جس دن لوہا گاؤں پہنچے وہ جمعہ کا دن تھا۔ آپ نے یہ کہکر وہاں نماز جمعہ ادا نہیں کی کہ، میں ظالم بستی میں نماز نہیں پڑھوں گا اور قندہار پہنچکر ظہر کی نماز قصر ادا کی۔ جس وقت صدر محترم موضع لوہا پہونچے تو وہاں کے مسلمانوں سے یہ کہکر مصافحہ نہیں کیا کہ، میں ظلم سے ہاتھ نہیں ملا سکتا۔ اس واقعہ سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ

اس ہستی کے دل میں ہندو برادران وطن کی ہمدردی کا کتنا عظیم جذبہ موجود تھا۔ "حالانکہ وہ زمانہ مسلمانوں کے صبر اور حوصلے کے لئے بڑا ہی آزمائشی تھا" جب کہ مسلمانوں کے خلاف دشمنوں کی شر انگیز سرگرمیاں عروج پر تھیں۔ اور کمیونسٹوں کی تخریبی کاروائیاں جاری تھیں۔

پولیس ایکشن سے قبل شر انگیزی: انڈین یونین نے حیدرآباد کی مکمل معاشی ناکہ بندی کردی تھی۔ پٹرول، ادویات اور

دیگر تمام رسل و رسائل بند کر دیے گئے تھے۔ اور چند ملک دشمن لیڈروں کی سازش سے کئی شر انگیز فرقہ پرست عناصر حیدرآباد سے نکل کر ہند یونین کے سرحدی علاقوں میں جمع ہو گئے تھے اور وہاں سے ہندوستانی فوج اور پولیس کی مسلح ٹولیوں کو ساتھ لے کر مملکت حیدرآباد کے سرحدی علاقوں پر چھاپے مارتے تھے۔ چنانچہ ضلع عثمان آباد کے علاقہ "نانج" پر حملہ میں کئی مسلمان مرد و عورتیں اور بچے شہید کئے گئے۔ ضلع ناندیڑ کے علاقہ "عمری" میں، اسٹیٹ کانگریس کے لیڈروں کی قیادت میں بنک کو لوٹ لیا گیا۔ اس بنک ڈکیتی میں کئی افراد مارے گئے۔ اسی طرح ہر سرحدی گاؤں پر مسلح دھاوے کئے جاتے جہاں مسلمان تھوڑی تعداد میں رہتے تھے۔

ان منصوبہ بند تخریبی حملوں میں قتل و غارت گیری اور لوٹ مار کا نشانہ ان علاقوں کے غریب دیہاتی مسلمان تھے۔ جن کی تباہی و بربادی کی اطلاع سے ملک کے عام مسلمانوں میں اشتعال پیدا ہونا ایک قدرتی امر تھا۔"

لیکن اس اشتعال انگیز ماحول میں بھی،
اس مرد حق پرست نے ملک کے ہندوؤں کے
خلاف مسلمانوں میں کسی جذبہ نفرت کو
پیدا ہونے نہیں دیا۔
حتیٰ کہ

جنگ کے دوران جب کہ جذبہ حریت سے سرشار رضاکار محاذ پہ ہندوستان کی فوجوں اور اس کے رسالوں سے ٹکر لے رہے تھے، اور ہندوستانی فوجیں حیدرآباد کے سرحدی علاقوں میں سیول آبادی پہ حملے کر کے وہاں کے نہتے مسلمانوں کا قتل عام کر رہی تھی۔ ہندوستان کی جارحیت اور اس کی فوجوں کی اس سفاکی کے خلاف عام مسلمانوں میں غم و غصہ کے شدید جذبات تھے۔ ہزاروں رضاکار جنگ میں شریک تھے۔

"مگر اندرون ملک کسی شہری یا دیہاتی ہندو کی کسی رضاکار
محب وطن کے ہاتھوں نکسیر تک نہیں پھوٹی۔"

چونکہ قائد محترم قاسم رضوی نے جنگ کے آغاز پر ہم رضاکاروں کو یہ "صدیقی اور فاروقی" ہدایت کی تھی کہ!

اپنے وطن کے کسی غیر مسلم کو ذرا بھی نقصان نہ پہنچے۔ ہماری جنگ ہندو یونین سے ہے ہندو سے نہیں۔

قائد اعظم کی رحلت اور حملہ : حضرت قائد اعظم محمد علی جناح کی اچانک رحلت' اور تدفین کے صرف دس گھنٹے بعد ہی طلوع آفتاب سے قبل ۱۳؍ ستمبر ۴۸ء کو انڈین یونین نے بغیر اعلان جنگ حیدر آباد پر اچانک حملہ کر دیا۔ جب کہ پوری ملت اسلامیہ رنج و غم میں ڈوبی ہوئی تھی۔ معاہدہ کے اختتام سے قبل "پولیس ایکشن کے نام سے ہندوستان کے اس جارحانہ فوجی حملہ میں" مملکت حیدر آباد کے کمانڈر عیدروس اور شاہی درباریوں کی غداری اور اغیار کی سازش سے (جو کنگ کوٹھی اور دکشنا سدن میں ہوئی تھی) ۱۷؍ ستمبر ۴۸ء کو انڈین یونین کا فوجی قبضہ حیدر آباد دکن پر ہو گیا۔ اور دکن میں ۷ سو سال سے زائد قدیم مسلم دور حکومت اور مملکت آصفیہ اسلامیہ دکن کی دو سو سالہ عظیم الشان آزادی و خود مختاری ختم ہو گئی جو ہندوستان میں مسلمانوں کے نو سو سالہ اقتدار کی مظہر تھی۔

پولیس ایکشن کے بعد قتل عام : ۱۷؍ ستمبر کو حضور نظام کے اعلان جنگ بندی پر، ہندوستانی افواج کے داخلہ کے ساتھ ہی حیدر آبادی صوبوں کے اضلاع اور مواضعات کے ہزاروں مسلمان جو پناہ لینے کے لیے عورتوں اور بچوں کے ساتھ دارالخلافہ پیدل آ رہے تھے۔ انہیں جنگلوں ہی میں ہندو یونین کے طیاروں نے نشانہ بنا دیا۔ اور کتنے ہی مسلمانوں کو دبابوں سے روند ڈالا گیا۔ اضلاع کے

جو ریلیں حیدرآباد آتی تھیں ان کے ڈبے مسلمانوں کے خون سے تر رہتے تھے۔

سقوط حیدرآباد کے ساتھ ہی بھارتی فوجیوں اور فرقہ پرست غنڈوں نے ہر اُس ٹرین کو جو حیدرآباد آرہی تھی راستہ میں روک، روک کر مسلمانوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور ان کا سارا مال و اسباب، زیور اور نقدی رقم کو لوٹ لیا۔ میرے ایک قدیم رفیق اور ساتھی "مولانا حافظ ابو یوسف" (جو اب ایم ایل سی اور آندھرا پردیش کانگریس لیجسلیٹر پارٹی کے ڈپٹی لیڈر ہیں) انہیں دنوں ناندیڑ سے اپنے کاروبار کو سمیٹ کر حیدرآباد آرہے تھے کہ 'شہر کے قریب بلارم اسٹیشن' پر فوجیوں نے ان کا پورا اثاثہ ایک لاکھ نقد رقم اور عورتوں کے زیور لوٹ لیا تھا۔ جمعیت العلماء کی جانب سے بھارتی فوجیوں کی بربریت کی تحقیقاتی رپورٹ ملٹری گورنر جنرل جے ین چودھری کو پیش کی گئی تھی۔ جو سرکاری ریکارڈ میں موجود ہے۔

> جنگ بندی کے بعد حیدرآباد کے تعلقہ جات و مواضعات میں، کانگریسی غنڈوں اور بھارتی فوجیوں نے مسلمانوں کو پکڑ کر اور انہیں یکجا کر کے کر کے مشین گنوں سے چھلنی کر دیا۔ اور کئی گاؤں میں چن چن کر تمام مسلمان مردوں اور معمر عورتوں کو قتل کر دیا، شیر خوار بچوں اور حاملہ عورتوں کو سنگینیوں سے چھید دیا گیا۔ نوجوان عورتوں کا اغواء اور آبروریزی کی گئی'

بے حساب عورتیں اپنی عصمت بچانے باؤلیوں میں کود کر جان دے دیں۔

ممالک محروسہ سرکار عالی کے کئی ملازمین اور متعدد سویلین اعلیٰ عہدے داروں کو بھی فوجیوں نے گولی کا نشانہ بنا دیا۔ جناب عبدالستار سبحانی مہتمم تعلیمات میدک، جناب رشید عباس دوم تعلقدار سنگاریڈی، جناب کاظم جنگ دوم تعلقدار میدک اور جناب شیخ ابوالحسن مہتمم تعلیمات سنگاریڈی کو فوجیوں نے غنڈوں کی نشانہ بنایا۔ ان کے بنگلوں اور

دفاتر میں گھس کر گولی ماردی

اور تو اور جس موضع "لوہا" کے معمولی حادثہ پر مجاہد اعظم سید محمد قاسم رضوی نے اتنا سخت قدم اٹھا کر عدل و انصاف کے تقاضوں کو پورا کیا اور کرایا تھا، وہیں پولیس ایکشن کے بعد قندھار" تک کئی میل طویل سڑک کے دونوں طرف مظلوم مسلمانوں کی کٹی ہوئی لاشیں چیل کودں کی غذا بن رہی تھی۔

اس طرح بلا لحاظ عمر وجنس وزیر اعظم کو پیش کردہ سروے رپورٹ کے مطابق

۵ لاکھ مسلمان پولیس ایکشن کے بعد کی درندگی میں شہید کئے گئے

لاکھوں سہاگنیں بیوہ اور بچے یتیم ہو گئے سینکڑوں بستیاں ویران ہو گئیں، مساجد مندر بنا دئے گئے "بیس ارب" روپے کے اثاثہ، نقد رقم، زیور، ساز و سامان، مویشیوں اور اناج کے ذخیرہ کو لوٹ لیا اور جائیداد، زمینات و مکانوں پر قبضہ کر لیا۔

اس خونریزی بربریت و تباہی اور مسلمانوں کے قتل عام کے سفاکانہ حادثات حیدرآباد کے علاقہ "مرہٹواڑہ اور کرناٹک" میں بہت بھیانک پیش آئے، تلنگانہ میں خون خرابہ کم ہوا۔

علاوہ ازیں ریاست کی کانگریسی حکومت نے پہلے مرحلہ میں دو لاکھ ۹۳ ہزار ملازمین کو علیحدہ کر کے ان کے بارہ لاکھ متعلقین کو فاقہ کشی میں مبتلا کر دیا۔

پنڈت سندر لال کی الم انگیز رپورٹ

پنڈت سندر لال جی کو وزیر اعظم ہند نے مولانا ابو الکلام آزاد وزیر تعلیم ہند کے مشورہ پر تحقیقات کے لیئے حیدرآباد بھیجا تھا، وزیر داخلہ ہند سردار پٹیل نے سندر لال جی کی الم انگیز رپورٹ کو حاصل کر کے برفدان کے حوالے کر دیا۔ پنڈت سندر لال نے بھارت کے

فوجی قبضہ کے بعد حیدرآباد کے اضلاع کا مشاہدہ کرنے کے بعد بیان کیا کہ !

میں باؤلیوں کو لاشوں سے پٹا ہوا پایا" اور دگیر کی ندی میں انسان
کا خون اور پانی ایک ہو کر کئی دن تک بہتا رہا۔"
ہر جگہ تباہ و برباد حال بیوائیں، یتیم بچے اور اجڑی ہوئی بستیاں نظر آئیں۔
اور یہ تباہی اس طرح ہوئی کہ،
ہندوستانی فوج آگے بڑھتی جاتی اور اس کے پیچھے کانگریسی غنڈے ہوتے، جو ہر موضع پر حملہ کر دیتے، پہلے مردوں کو قتل کیا جاتا پھر عورتوں کی عصمت ریزی کی جاتی، اور زیور، نقدی، جانور اور جائداد کی لوٹ ہوتی۔
میں نے ہر طرف لاشیں دیکھیں، یہ دیکھ کر میں نے اپنے ہاتھ اٹھا کر "خدا" سے پوچھا۔
"کیا تو نے مجھے لاشوں کا شمار کرنے کے لیے بھیجا ہے"۔

قدیم قوم پرست لیڈر مسٹر نرسنگ راؤ ایڈیٹر رعیت نے اپنی تحریر کردہ ڈائری میں (جو اخبارات میں بھی شائع ہوئی) لکھا ہے کہ !

حیدرآباد میں رضاکاروں نے پندرہ مہینوں میں اتنا نہیں کیا،
جتنا کہ پندرہ دنوں میں میرے ہندو بھائیوں نے مظالم ڈھائے۔
میں نے کئی ایسے مقامات اضلاع میں دیکھے ہیں
"جہاں عورتوں کے سوا، ایک بھی مرد نظر نہیں آیا"۔

عام گرفتاریاں : مسلمانوں کو رضاکار کہکر پورے ملک میں اندھا دھند عام گرفتاریوں کا طویل سلسلہ قائم کر دیا گیا۔ مگر کسی "غیر مسلم رضاکار" پر ہاتھ نہیں ڈالا گیا، جب کہ وہ بھی حیدرآباد کی آزادی کی بقا کی جدوجہد میں ہمارے ساتھ تھے ہر مسلمان کو رضاکار سمجھ کر بغض و عناد کی نظر سے دیکھا جاتا۔ اور ذی حیثیت و معزز مسلمانوں کے علاوہ اعلیٰ ترین بلند سرکاری عہدوں پر فائز مسلمانوں کو بھی گرفتار کر کے دردناک

اذیتیں دی گئیں۔ ہتھکڑی لگا کر ننگے پیر اور ننگے سر سڑکوں پر گشت کرایا گیا۔

حیدرآباد اور ممالک محروسہ سرکار عالی کی تمام جیلوں کے پر ہو جانے کے بعد ہزاروں مسلمانوں کو مختلف مقامات پر کھلے میدانوں میں خاردار تار کی باڑ لگا کر فوجی سنگینوں کے سخت پہرے میں رکھا گیا تھا۔ جہاں دھوپ بارش اور سردی سے بچاؤ کی کوئی صورت نہیں تھی۔ کھلی زمین پر ہی سونا بیٹھنا اور وہیں حوائج ضروری سے فارغ ہونا پڑتا تھا۔

کھانے کے لیے صرف ایک روٹی فی کس کبھی دو وقت اور کبھی صرف ایک وقت دی جاتی اور کوئی طبی امداد کا بھی انتظام نہیں تھا۔ قیدیوں کے ساتھ انتہائی سفاکانہ و ظالمانہ اور جانوروں سے بھی بدتر سلوک کیا جاتا۔

برخلاف اس کے جو سلوک حیدرآباد کی مطلق العنان مسلم دورِ حکومت میں ۱۲ اس کی آزادی کے بدترین دشمنوں کے ساتھ کیا جاتا تھا، مشتے نمونہ ملاحظہ ہو !

اسٹیٹ کانگریس نے اپنے جلسہ سالانہ ۳۸ء کی ایک قرارداد میں کہا ہے: ۔ اعلیٰحضرت بندگان عالی نے بمراحم خسروانہ ستیہ گرہی قیدیوں کے متعلق عطائے معافی عام جو رحم دلانہ عمل اختیار فرمایا ہے، اس کو یہ ادارہ بنظر استحسان دیکھتا ہے۔

برطانوی ہند کے مشہور مہاسبھائی لیڈر ڈاکٹر "مونجے" نے اپنے دوستوں سے جیل میں ملاقات کے بعد وزیر اعظم حیدرآباد کو ایک مکتوب ۱۲؍ مارچ ۳۹ء کو لکھا تھا کہ: ۔ مجھے خوشی ہے اور میں آپ کو یہ کہنے کے قابل ہوں کہ، میرے دوست ڈاکٹر "پرنجپے" اور دیگر قیدی اورنگ آباد جیل میں آرام سے ہیں۔ جیل کے مسلم عہدے دار، قواعد و ضوابط کی پابندی کرانے میں بھی " انسانیت کا جذبہ ملحوظ رکھتے ہیں"۔

آریہ سماجی لیڈر پنڈت نارائن سوامی کا بیان: ۔ ہم سب گلبرگہ جیل میں آرام سے تھے "جیل کے مسلمان افسروں نے" ہمارے ساتھ کبھی کوئی برا سلوک یا ظلم و زیادتی نہیں کی۔

یہاں تک کہ! سقوط حیدرآباد سے قبل صدر اسٹیٹ کانگریس سوامی رامانند تیرتھ

جن کو ۴۸ء میں 'ہندو یونین سے ساز باز کر کے حیدرآباد کی آزادی کے خلاف باغیانہ سرگرمیوں اور ملک دشمن تخریبی جرائم کی بناء پر سنٹرل جیل میں قید رکھا گیا تھا۔ جیل میں بچھونا سپلائی نہ کئے جانے کی شکایت کی تو صدر مملکتی مجلس و قائد رضاکاران جناب قاسم رضوی نے جو قانون ساز اسمبلی (مقننہ) میں مجلس کی اکثریت پارٹی کے لیڈر بھی تھے، صدر المہام (وزیر) پولیس و قانون عزت مآب عبدالحمید خاں سے کہا تھا!

اگر حکومت جیل میں صدر کانگریس اور ان کے ساتھیوں کو آسائش مہیا نہ کیا تو "میں دارالسلام سے انتظام کروں گا"۔

عزیمت اور گرفتاری: حضور نظام کے اعلان جنگ بندی اور اجازت پر جب ہندوستانی فوجیں حیدرآباد میں ہو رہی تھیں، تب اسی دن محترم قاسم رضوی کو پاکستان لے جانے کے لئے کراچی سے "سڈنی کاٹن" کا تاریخی طیارہ حیدرآباد آیا اور آپ کے چلے جانے کا انتظام بھی مکمل کر لیا گیا تھا:۔

مگر اس مرد مجاہد نے عظیم اسلامی کردار اور اخلاقی پابندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے قوم کو اس خونی منجدھار میں چھوڑ کر" اپنی جان بچانے کے لئے" چپکے سے فرار ہونے کو سختی سے ٹھکرا دیا۔ جب کہ بعض لوگ اسی طیارہ سے اسی وقت پاکستان چلے گئے۔

اس کے تیسرے دن ۱۹ ستمبر ۴۸ء کو (فوجی قاعدے کے مطابق انڈین آرمی کمانڈر کے سامنے آصفی سپریم کمانڈر انچیف[1] کے ہتھیار ڈالنے کی رسم کے بعد) ملٹری گورنر جنرل جے این چودھری کے حکم پر فیلڈ مارشل سید محمد قاسم رضوی کو گرفتار کر لیا گیا۔

مجاہد اعظم قاسم رضوی نے اپنی گرفتاری پر کہا! ملٹری حکومت "چاہے مجھے پھانسی دے" لیکن کسی اور کو' ان واقعات کی پاداش میں مبتلائے آلام نہ کیا جائے۔

---

[1] ولیعہد سا [illegible] اعظم جاہ

مسلمانوں کی اندھادھند گرفتاریوں نے اس وقت عجیب وحشت و سراسیمگی کا ماحول پیدا کر دیا تھا۔ اس ظلم عام کے انسداد کے لیے قائد محترم قاسم رضوی نے جیل میں مرن برت رکھا، اور جب تک ملٹری حکومت نے یہ تیقن نہیں، دیا کہ!

"جن کے خلاف ثبوت نہ ہو ان کو رہا کر دیا جائے گا اور خصوصی عدالتوں کے ذریعہ محروسین کے مقدمات کی جلد یکسوئی کر دی جائے گی۔" اس وقت تک بہ جبر غذا استعمال کرنے اور "ہرنیا" آپریشن کرانے سے قطعی انکار کر دیا تھا۔

حالانکہ مرض کی نوعیت جان لیوا حد تک خطرناک ہو چکی تھی۔ اس وقت ملٹری گورنر مسٹر جے این چودھری بے انتہا پریشان ہو کر اس مجاہدانہ احتجاج کو ختم کرانے بطور خود آپ پر دباؤ ڈالا اور بلآخر ہر طرح کی کوششوں سے تھک ہار کر، جیل میں ملک کے بڑے علماء اور مشاہیر کو بلوا کر، ان کے ذریعہ بھی اس مجاہد کو آپریشن کے لئے رضامند کرانے کی بہت کوشش کی، مگر عزیمت کی یہ چٹان اپنی جگہ سے ہل نہ سکی۔ آخر کار جنرل چودھری کو آپ کی بات ماننے پر مجبور ہونا پڑا، اور کئی محروسین کو رہا کیا گیا جس میں راقم الحرف بھی تھا۔ آپ نے عام گرفتار شدہ مسلمانوں کی بدحالی کے پیش نظر جیل میں، اے کلاس قبول کرنے سے بھی انکار کر دیا تھا۔

فرضی الزامات: جس طرح انگریزی سامراج حکومت نے، ہندوستان کی آزادی کے حصول کے لیے جدوجہد کرنے والے محبان وطن کو، فرضی الزامات عائد کر کے سزائیں دی تھیں۔ اسی طرح ہند کی جمہوری حکومت نے، حیدرآباد کی آزادی کی حفاظت کے لیے جدوجہد کرنے والے محب وطن قاسم رضوی کو، فرضی الزامات عائد کر کے سزا دی۔ اور ان مجرمین کو جو قتل و غارت گری، عمری بنک کی ڈکیتی اور پر تشدد تخریبی جرائم کے مرتکب تھے، اس نام نہاد جمہوریت میں وزارت اور عہدوں سے نوازا گیا۔

قتل کا فرضی مقدمہ : سقوط حیدرآباد سے بہت پہلے شہر کے ایک محلہ میں شعیب اللہ نامی ایک شخص کا قتل ہوا تھا جو بالکلیہ ذاتی مخاصمت کا سبب تھا۔ مقتول ایک قوم پرست چھوٹے کانگریسی اخبار کا ایڈیٹر تھا' جس کے مخفی تعلقات ایک بڑے غیر مسلم قوم پرست لیڈر کی لڑکی سے طشت از بام ہونے لگے تھے۔ ہند یونین اور کانگریسی لیڈروں نے مقصد براری کے لیے رضا کار تنظیم کو بدنام کرنے' اس قتل کے لیے رضا کاروں کو مواد الزام ٹھیرایا تھا۔

اگر ہم رضا کاروں کو مخالف عناصر کی بیخ کنی ہی کرنی ہوتی تو' ایک چھوٹے اخبار کے غیر معروف ایڈیٹر کے بجائے مشہور قوم پرست اخبار" پیام" کے ایڈیٹر اور بڑے صحافی عبدالغفار" جیسے شدید مخالف کے علاوہ دیگر بدترین ملک دشمن افراد کا بہ آسانی صفایا کیا جا سکتا تھا'

مگر کبھی کسی مجلسی رضا کار نے ان باتوں کا خیال تک نہیں کیا۔

" ہمارا نصب العین صرف اپنے ملک کی آزادی کا تحفظ تھا": ـــ

حیدرآباد میں ہند یونین کے فوجی قبضہ کے بعد' شعیب اللہ کے قتل کا الزام قائد محترم قاسم رضوی صاحب کے سر تھوپا گیا' اور دو فرضی گواہوں[1] کو پکڑ کر جبر و تشدد اور لالچ کے ذریعے ان کو سرکاری گواہ معافی بنا کر :ـ سابقہ دور کے اس قتل کا فرضی مقدمہ انڈین یونین نے جناب قاسم رضوی پر ایک خصوصی عدالت میں جو فوجی ایمیا تلنگیری میں قائم کی گئی' سخت پہرے میں چلایا۔

سزائے موت پر مجاہد کا ردعمل اس مقدمہ قتل میں عدالت خصوصی کے جج مسٹر " پٹوں" کے حکم " سزائے موت" کو بھی اس مجاہد

---

[1] قادر محی الدین اسیر اور قدیر اللہ: (راقم الحروف جس حلقہ کا سالار تھا' اس کے ایک پلاٹون کا قدیر اللہ بھی رضا کار تھا) تفصیل میری کتاب "پولیس ایکشن کے خوفناک ماحول میں"

نے سینہ تان کر مسکراتے ہوئے سنا اور کہا۔

> "سزا کا حکم لکھتے ہوئے جس قدر جنبش آپ کے ہاتھ اور دل میں ہوئی، اس کا رمق برابر اضطراب بھی سزا سن کر میرے دل میں نہیں ہوا

آخری فیصلہ تو اس عدالت میں ہوگا' جہاں نہ کوئی غاصب طاقت جج کی کرسی پر ہوگی نہ کوئی حق پرست مظلوم مجرم کے کٹہرے میں۔

جیل کی کالی کوٹھری میں آپ کو "آڑے کٹھرے ڈنڈے" ڈال کر رکھا گیا (جو بہت ہی خطرناک عادی مجرموں کو ہندوستان کے دور غلامی برٹش سامراج حکومت ڈال رکھتی تھی) جس سے ٹخنے زخمی ہو جاتے تھے اور سونے بیٹھنے میں سخت تکلیف ہوتی تھی' اس لیے آپ چمڑے کی ایک پٹی ٹخنوں پر باندھ کر رکھتے تھے۔ عدالت میں پیش کرتے وقت اس کو نکالنے کے لیے ہتھوڑے سے اس کے ریٹ توڑے جاتے اور بعد میں پھر ریٹ کر دیا جاتا۔

صرف آداب عدالت کی خاطر انسان کو اذیت دینے والے اس طرز عمل کے خلاف سخت احتجاج کرتے ہوئے عدالت العالیہ سے خواہش کی ہے کہ' آڑے کھڑے ڈنڈے نکالے بغیر عدالت میں پیش کرنے کے لیے جیل کے' حکام کو حکم دیا جائے۔ چنانچہ ہائی کورٹ نے جہاں آپ کی اپیل کی سماعت ہو رہی تھی' آپ کی درخواست کو منظور کیا۔ لیکن اس مرد مجاہد نے اس مصیبت سے چھٹکارا پانے یہہ درخواست نہیں کی کہ "اس بلا کو نکال ہی دیا جائے۔"

بی بی نگر ڈکیتی کیس: جس فرضی مقدمہ قتل میں آپ کو عدالت خصوصی نے سزائے موت دی تھی' اس کو مرافعہ میں عدالت العالیہ نے قتل کے الزام سے بری کرتے ہوئے آپ کی سزائے موت کو منسوخ کر کے' ایک اور نام نہاد مقدمہ

"[لہ] بی بی نگر" میں (جس کو عمری بنک ڈکیتی کی مرتکب ریاستی حکومت نے "بی بی نگر" ڈکیتی کیس" نام دیا) آپ کو دو سالہ اسیری کے علاوہ مزید سات سال قید با مشقت کی سزا دی۔ اس طرح آپ نے نو سال کی طویل قید میں ہر طرح کی بھیانک مصیبت کو خندہ پیشانی سے جھیل کر ثابت کر دیا کہ ایک مرد مومن کے عزم و حوصلہ کو بڑی سے بڑی مصیبت بھی شکست نہیں دے سکتی۔

رضا کار قائد سید محمد قاسم رضوی صدر مملکتی مجلس اتحاد المسلمین نے جو قربانی ملت کے لیے پیش کی اور ناموس وطن کے لیے جو مخلصانہ اور مجاہدانہ سعی و جہد کی اس کو کسی طرح فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ یہہ اور بات ہے کہ !

جو تلوار کے میدان میں شکست کھا جاتا ہے، اس کو قلم کی دنیا میں بھی شکست خوردہ ہی قرار دے کر "اس کی خوبیوں کو گھناؤنے کفن میں لپیٹنے کی کوشش کی جاتی ہے" اور اس کو مجرم ٹھیرایا جاتا ہے۔

جیسا کہ "ٹوجو" نے پھانسی کے تختہ پر کہا تھا !

[لہ] "بی بی نگر" شہر سے ۲۲ میل کے فاصلہ پر ہے۔ اس سے آگے ایک چھوٹے موضع میں جہاں مسلمانوں کی آبادی تھوڑی تھی۔ وہاں بیرونی تخریب کاروں نے مسلمانوں کی زندگی کو اجیرن بنا دیا تھا۔ اس کی اطلاع ملنے پر صدر محترم رضوی صاحب نے رضا کاروں کے ایک دستے کے ساتھ (جس میں راقم الحروف بھی تھا) پہنچ کر شوریدہ سری کا تدارک کیا۔ اور مسلمانوں کو اشرار کے ظلم سے نجات دلا کر جب واپس ہو رہے تھے تو "بی بی نگر" کے مقام پر ملک دشمن عناصر نے آپ کی "جیپ وین" پر سنگباری اور حملہ کیا۔ جب ملک دشمن اشرار کی شوریدہ پشتی حد سے بڑھ گئی تو رضا کاروں کو ان کا تعاقب کر کے جو بی بی نگر گاؤں میں گھس گئے تھے اچھی طرح سرکوبی کرنا پڑا :۔ پولیس ایکشن کے بعد اس واقعہ کو "بی بی نگر ڈکیتی" کا نام دے کر مقدمہ چلایا گیا۔

> جاپان جنگ ہار گیا ہے۔ اس لیے سب سے بڑا مجرم میں ہوں
> اگر جاپان جنگ جیت جاتا تو سب سے بڑا مجرم "چرچل" ہوتا
> اور میں سب سے بڑا جج۔

خانگی زندگی :

صدیق دکن سید محمد قاسم رضوی صاحب کی پیدائش ۳۱؍ مئی ۱۹۰۰ء میں ایک متوسط گھرانے میں ہوئی، علی گڑھ یونیورسٹی سے بی اے ایل ایل بی کیا، وہ فوجداری کے ممتاز ایڈوکیٹ تھے۔ وہ اپنے ارادے کے اٹل اور دھن کے پکے تھے۔ کافی غور و فکر کے بعد رائے قائم کرتے اور پھر اس پر پہاڑ کی طرح جم جاتے، سیاسی ہو یا خانگی وہ بات چیت میں لگا لپیٹ کے قائل نہ تھے۔

جو رائے ہوتی اس کو ڈنکے کی چوٹ سنا دیتے، جس کسی پر اعتماد کرتے بہر نوع اس اعتماد کا خیال رکھتے۔ آپ کی اس اخلاقی خوبی اور کمال اتاترک کی طرح کا اقدام نہ کرنے کی سیاسی غلطی سے شکست حیدر آباد کی اندرونی سازش اسی طرح کامیاب ہوگئی! جس طرح قطب شاہی دکن کی آزادی، اندرونی غداروں کی سازش سے ختم ہوگئی تھی جس کو عبدالرزاق لاری کی جب الوطنی اور العزمی بھی بچا نہ سکی۔

شہنشاہ ہندوستان" اورنگ زیب" نے کہا تھا !

> اگر قطب شاہی دربار کی جنرل غداری نہ کرتے تو "عبدالرزاق لاری جیسے محب وطن کی موجودگی میں"
> حیدر آباد دکن پر ہندوستانی فوج کا قبضہ کرنا ناممکن تھا (تاریخ گولکنڈہ)

بہرحال، جن پر بھروسہ تھا۔ وہی پتے ہوا دے کر آگ لگانے کا باعث بنے۔

جن بے دردوں نے اس محب وطن کے ہونٹوں سے زہر کا پیالہ لگایا تھا، ان کے خلاف اپنے بچاؤ کے لیے دوران مقدمہ، بھارتی عدالت میں ایک لفظ بھی کہنا" اس کی حمیت نے گوارہ نہیں کیا۔"

مختصر یہ کہ محترم قاسم رضوی ملکی و ملی اور سیاسی مسائل پر گہری نظر رکھنے کے علاوہ سپاہیانہ اسپرٹ کے حامل تھے' جس کا اعتراف عالمی صحافت ہی نہیں بلکہ دشمن نے بھی بارہا کیا تھا۔ آپ دین اور سیاست کے امتزاج کو حکومتی نظم و نسق میں ضروری سمجھتے تھے۔ دار الاقامہ اور کتب خانہ کی تحریک آپ کے ابتدائی کارناموں میں نمایاں حیثیت رکھتی ہے۔ نادار طلباء اور مستحقین کو ہمیشہ رقمی امداد دیا کرتے تھے۔ بہ حیثیت شاعر آپ کا مقام اس لیے متعین نہ ہو سکا کہ قومی خدمات کے ہنگامہ آفریں ماحول میں مشق سخن چھوڑ دیا تھا' تقریروں اور تحریروں میں بلا کا جوش اور روانی ہوتی تھی' غوغائی مجموں پر قابو پالینا آپ کا خاص جوہر تھا اور گفتگو میں یقین کی روح بولتی تھی۔ آپ کے خوئے دل نوازی کا یہ عالم تھا کہ معمولی رضاکار اور کارکنوں کے دکھ درد میں بھی برابر کے شریک رہتے' سفر میں ساتھیوں کا خاص خیال رکھتے اور ان کے کام میں بھی ہاتھ بٹاتے تھے۔

قائد محترم رضوی صاحب میں خاص بات یہ تھی کہ' وہ ہمیشہ "باوضو" رہتے' تلاوت قرآن اور نماز سے غیر معمولی شغف تھا۔ اکثر قرآن مجید گلے میں حمائل رہتا تھا۔ جب تفسیر قرآن و سیرت پاک اور کلام اقبال کا مطالعہ کرتے تھے تو' ایک عجیب کیفیت آپ پر طاری ہوجاتی' آنکھوں سے آنسو بہنے لگتے اور کچھ دیر کے لیے ماحول سے بے خبر گم سم ہوجاتے تھے۔ آواز میں ایک خاص کھنک تھی۔ بات کرنے کا ایک خاص انداز تھا۔

آپ کے دل کے کسی گوشے میں بھی ہندو برادران وطن کے لیے نفرت اور بد خواہی نہیں تھی۔ یہ ہی وجہ تھی کہ آپ کی قیادت میں ہزاروں غیر مسلم بھی رضاکار تھے اور باوجود ہندوستان کے شرانگیز مسموم پروپگنڈہ مہم کے' ملک کے غیر مسلم عوام آپ پر نہ صرف اعتماد کلی رکھتے تھے بلکہ ملک و قوم کا محافظ سمجھتے تھے۔ جس کا بین ثبوت خود حکومت ہند کا اپنی ہی پیش کردہ استصواب عامہ کی شرط سے انحراف ہے۔

ان دنوں جب کہ ملک کو فوجی تصادم کا اندیشہ لگا ہوا تھا' رضاکاروں کے ڈریس

اور ہتھیاروں کی فراہمی و دیگر کئی امور درپیش تھے۔ اس وقت راقم الحروف (مظہر الدین) نے بحیثیت سالار رضاکار اپنے حلقہ نامپلی کے متصل محلہ لال ٹیکری میں وہاں کے بعض رضاکاروں کی جانب سے چند ہندو دوکان داروں سے بھی چندہ وصول کرنے کے غلط اقدام کی جانب صدر محترم قاسم رضوی صاحب کی توجہ مبذول کرائی تو آپ نے فوری پریس نوٹ اور مجلس کی تمام شاخوں کے نام گشتی جاری کر کے "ہندو بھائیوں سے کسی بھی قسم کا چندہ وصول کرنے کی سخت ممانعت کر دی"۔

نو سال قید بامشقت کے بعد رہائی :

—:(ملحوظ رہے کہ پولیس ایکشن کے بعد کا پُرخطر اور بھیانک ماحول ۱۹۵۶ء تک باقی رہا۔ ریاست حیدرآباد کو تنظیم جدید کے نام پر ختم کر کے اور اس کے علاقے مرہٹواڑہ اور کرناٹک کو علحدہ کر کے یکم نومبر ۵۶ء کو آندھرا پردیش کا قیام عمل میں آیا، اور سابقہ حیدرآباد اسٹیٹ کانگریس اور اس کی مجلس عمل کے تخریب کار گروہ کی بورگل رام کشن راؤ حکومت ختم اور بے دست و پا ہو گئی۔ جس کا ماقبل سقوط آزاد حیدرآباد کے مسلم اقتدار اور رضاکاروں سے راست ٹکراؤ تھا) :—

۱۱ ستمبر ۱۹۵۷ء کو مجاہد اعظم کی رہائی پونہ کے مشہور "ایروڈا جیل" سے عمل میں آئی:—
(جس میں کبھی انگریز سامراج حکومت نے گاندھی جی کو قید کر رکھا تھا، جو اپنے ملک کو غلامی سے نجات دلانا چاہتے تھے۔ اسی جیل میں ہندوستان کی جمہوری حکومت نے قاسم رضوی کو قید رکھا، جو اپنے ملک کو غلامی سے بچانا چاہتے تھے):—

رہائی کے دن قائد محترم کے استقبال کے لیے آپ کے مشیر قانونی مولوی زاہد علی کامل ایڈوکیٹ، میرے مخلص دوست مولوی مرزا امام بیگ رونق (حیدرآباد کی قدیم اور پہلی اردو نیوز ایجنسی؛ دکن نیوز کے ایڈیٹر) اور میں (مظہر الدین) پونہ کے ایروڈا جیل پہنچے۔

محترم رضوی صاحب سزا کاٹ کر نو سال بعد جب ایروڈا جیل سے باہر نکلے اور مجھ پہ

نظر پڑی تو، آپ نے مخصوص انداز میں مسکرا کر ہاتھوں کو پھیلا دیا۔ میں بے اختیار سابق کی طرح فوجی "سلوٹ" کر کے ایک بے خودی کے عالم میں بغلگیر ہو گیا اور دیکھا کہ،

بامشقت سزا کی طویل مدت نے آپ کے جسم کو نحیف اور بالوں کو سفید کر دیا، مگر عقابی آنکھوں میں وہی چمک تھی اور گفتگو کے تیور میں بھی وہی انداز مجاہدانہ تھا۔ جیل کے باہر انٹرویو اور رپورٹنگ کے لیے آئے ہوئے تمام ہندوستانی اور بیرونی ممالک کے بڑے اخباری نمائندے اور فوٹو گرافرس بھی آپ کی مقناطیسی شخصیت سے متاثر ہوئے بغیر رہ نہ سکے۔ پونہ سے حیدرآباد جاتے وقت راستے میں کئی مقامات پر اپنے قائد کو دیکھنے اور استقبال کرنے کے لیے مسلمانوں کا مجمع ہو گیا تھا، اکثر مقامات پر مجاہد اعظم موٹر روک کر ان لوگوں سے ملے اور کچھ دیر تک بات چیت بھی کی۔

پونہ سے صبح ۸ بجے نکل کر دوسرے دن صبح ۵ بجے حیدرآباد پہنچنے تک سفر کے دوران صدر محترم اور راقم الحروف میں طویل بات چیت ہوتی رہی۔ جناب صدر نے کئی اہم باتوں کا تذکرہ کیا اور حیدرآباد میں مختصر قیام کے دوران بھی کئی انکشافات کا اظہار کیا۔ جتنے دن بھی آپ کا قیام حیدرآباد میں (بمقام اڈیکمیٹ جناب زاہد علی کامل کے بنگلہ پر) رہا۔ ہر روز سینکڑوں مسلمانوں اور خاص طور پر عثمانیہ یونیورسٹی کے بی۔ اے۔ و ایم۔ اے۔ کے ہندو طلباء کا آپ سے ملنے اور دیکھنے کے لیے تانتا لگا رہتا۔ آپ کے اہل و عیال پاکستان منتقل ہو چکے تھے

قبل از رہائی سے انکار کر دیا تھا

ریاست حیدرآباد کی کانگریسی حکومت قاسم رضوی صاحب کو ایک بلا، اور خطرناک مصیبت سمجھ کر چاہتی تھی کہ، آپ یہاں نہ رہیں۔

چناں چہ ریاستی حکومت کے چیف منسٹر مسٹر بی رام کشن راؤ اور وزیر داخلہ ڈگمبر راؤ بندو نے قاسم رضوی صاحب سے جیل میں ملاقات کر کے

آپ کی قبل از وقت رہائی کے لیے یہ مشروط پیش کش کی تھی کہ "آپ پاکستان چلے جائیں۔ لیکن اس مرد مجاہد نے حکومت کی اس پیش کش کو یہ کہکر ٹھکرا دیا کہ!

"آپ کی حکومت کے رحم وکرم پر کوئی شرط قبول کر کے یا معافی مانگ کر رہا ہونا ذلت سمجھتا ہوں۔ اگر میں اپنے بچاؤ کے لیے جانا چاہتا تو اپنی گرفتاری سے پہلے ہی' اسی وقت جا سکتا تھا جب کہ آپ کی بھارتی فوجیں سازش وغداری کے بزدلانہ سہارے خون خرابہ کرتے ہوئے حیدرآباد میں داخل ہو رہی تھیں"۔ اس طرح آپ اپنی بامشقت سزا کی بھیانک مدت مدت کو پوری کر کے رہا ہوئے۔

پاکستان کو ہجرت

سازش وغداری سے اپنے ناقابل تسخیر ملک کی آزادی کے خاتمہ پر جس طرح ماضی میں مجاہد حریت "عبدالرزاق لاری" عالمگیر قید سے رہائی کے بعد" ہندوستان کے زیر تسلط رہنے کو گوارہ نہ کرتے ہوئے" اپنے جذبات حریت کا اظہار کر کے "ہجرت" کی تھی کی تھی:۔ اسی طرح مجاہد حریت قاسم رضوی ہند یونین کی قید

[لے] تسخیر گولکنڈہ کے بعد شہنشاہ ہندوستان اورنگ زیبؒ نے مجاہد دکن عبدالرزاق لاری کی حب الوطنی اور جرائت سے متاثر ہوکر یہ پیغام دیا تھا کہ' اگر تم ہمارے اطاعت گزار رہو تو ہم تمھارا قصور معاف کر کے' تم کو اعزاز و مناصب عطا کریں گے:۔ لیکن اس مرد حر نے "ہجرت" کی خواہش کی ——— اور شاہی پیغام کا یہ جواب دیا کہ!

جو شخص آزاد ملک میں پرورش پایا' اور اس کی آزادی کی حفاظت کے لیے جس حملہ آور سے جنگ کی ہو وہ اسی کی" اطاعت گزاری نہیں کر سکتا"۔

اس جواب سے شہنشاہ بہت برہم ہوئے' لیکن کچھ عرصہ بعد اجاز[illegible]ے تو وہ ہجرت کر کے بیت اللہ چلا گیا اور وہیں جان جان آفریں کے سپرد کی۔ (تاریخ گولکنڈہ)

سے رہائی کے بعد ۱۷ / ستمبر ۵۰ء کو زاہد علی کامل ایڈوکیٹ کے بنگلہ پر منعقدہ اجلاس شوریٰ اور پریس کانفرنس میں ویسے ہی جذبات حریت کا اظہار کر کے ۱۸ / ستمبر کی صبح مملکت اسلامیہ پاکستان ہجرت کر گئے۔ وہیں ۱۵ / جنوری ۱۹۷۰ء کی صبح جان جان آفریں کے حوالہ کی۔ انا اللہ وانا اللہ راجعون۔

نوٹ:۔ مذکرہ اجلاس شوریٰ میں بلدہ و اضلاع حیدرآباد کے کئی ارکان شریک تھے۔ صدر محترم قاسم رضوی نے اپنی ہجرت اور مملکتی مجلس کی بقاء اور اپنے جانشین کے مسئلہ پر روشنی ڈالی۔ مجلس کو سیاسی حیثیت ہی سے قائم رکھنے کا فیصلہ کرتے ہوئے جناب صدر نے معتمد مولوی ابوالخیر ایڈوکیٹ کو صدر نامزد کرنے کا اعلان کیا جو ایک کیس کے سلسلہ میں سنگاریڈی گئے ہوئے تھے۔ اجلاس کے اختتام کے بعد رات میں آئے اور اپنی نامزدگی قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ بعد ازاں جناب صدر نے مجھے (محمد مظہر الدین کو) صدر مجلس نامزد کر کے حلف دلایا۔ اس وقت میرے مخلص ساتھی جناب غوث پیر اور دیگر رفقاء مجلس نے صدر محترم سے درخواست کرتے ہوئے کہا: بدلے ہوئے حالات کے مدنظر جناب صدر اتنی بڑی اہم ذمہ داری کیلئے اپنے فیصلہ پر نظرثانی کریں۔ مظہرالدین صاحب بہت مخلص اور مجلس کے شیدائی ہیں لیکن بہت ہی انتہاپسند اور جوشیلے نوجوان ہیں۔ صدر محترم نے اپنے فیصلے پر نظرثانی کرنے سے انکار کر دیا۔ اسی دوران رات دو بجے مولوی زاہد علی ایڈوکیٹ نے اپنی کار بھیج کر مولوی عبدالواحد اویسی ایڈوکیٹ کو بلوایا تھا۔ جناب صدر سے جب مکرر اپنے فیصلہ پر نظرثانی کیلئے درخواست کی گئی اور بہت اصرار ہونے لگا تو آپ بے چین اور افسردہ ہوگئے۔ رات دیر گئے جبکہ پاکستان روانگی کیلئے چند گھنٹے رہ گئے تھے۔ افسردگی سے فرمایا اب یہ مظہرالدین پر منحصر ہے۔ اس صورت حال کے پیش نظر میں نے صدارت سے دستبرداری اور مولوی عبدالواحد اویسی کی نامزدگی کی تحریک پیش کی۔ تب صدر محترم قاسم رضوی نے مولوی عبدالواحد اویسی کو شوریٰ کا رکن اور پھر صدر مجلس۔ تابع توثیق شوریٰ تحریراً نامزد کیا۔ (مولوی عبدالواحد اویسی نے بہت جانفشانی سے مجلس کو نمائندہ سیاسی جماعت کی حیثیت سے ازسر نو مستحکم کیا)۔

مولف

حرفِ آخر

بطل حریت سید محمد قاسم رضوی نے اعلاء حق کی خاطر وطن عزیز مملکت اسلامیہ حیدرآباد کی آزادی و خود مختاری کی حفاظت اور مسلمانوں کی سیاسی قوت کی بقاء کے لیے حملہ آور سے جنگ کی تھی، " جو قرآنی حکم[1] کے مطابق فرض عین ہے۔"

یہ اور بات ہے کہ سازش اور غداری سے مدافعت کے پرخچے اُڑ گئے۔

جو لوگ معرکہ حق و باطل، عزیمت و حریت سے ناواقف، احساس پستی اور مسموم پروپگنڈہ سے متاثر ذہنی بیمار ہیں۔ وہ یہہ سمجھتے ہیں کہ !

قاسم رضوی نے غلطی کی جو بھارت میں شمولیت اور اس کے تسلط کو قبول کرنے کی بجائے اس طاقتور ملک سے جنگ کی جو حیدرآباد سے کئی گنا بڑا تھا۔

لیکن وہ جو معرکہ حق و باطل، حریت اور عزیمت سے واقف، اہلِ فہم و بصیرت ہیں۔ یہ جانتے ہیں کہ !

> " قرآنی تعلیم اور سنت رسولؐ کے مطابق سب سے
> بڑی ذلت اور گمراہی یہ ہے کہ، اعلاء حق کے
> مقابل باطل کو طاقت ور دیکھ کر، اس کی
> غلامی اور تسلط کو قبول کرنے کے آمادہ ہو جائے۔"

اس قرآنی تعلیم اور احکام کو تمام علماء و محدثین اور مفسرین کے علاوہ،

---

[1] دیکھیے سورہ بقرہ، آیت ۱۹۰ — سورہ حج، آیت ۳۹

مولانا ابوالکلام آزاد نے (جب کہ وہ آزادیٔ ہند سے بہت قبل امام الہند تھے) اپنے مجاہدانہ مقالات[1] اور اپنی معرکتہ الآرا کتاب "مسئلہ خلافت" میں، اور مولانا ابوالاعلیٰ مودودی نے اپنی کتاب "الجہاد فی الاسلام" میں بہت وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے۔

مولانا آزاد نے لکھا ہے کہ!:۔ جب غیر مسلموں نے کسی اسلامی حکومت اور آبادی کا قصد کیا تو مسلمانوں پر دفاع فرض عین ہوگیا۔

جب کسی اسلامی حکومت یا جماعت پر غیر مسلم حملہ کریں یا حملہ کا قصد کریں "یا ان کی آزادی و خود مختاری کو کسی قسم کا نقصان پہنچانا چاہیں تو"

مسلمانوں پر حملہ کرنے والے سے لڑنا فرض ہو جاتا ہے:۔ (مسئلہ خلافت)

مولانا مودودی نے لکھا ہے کہ!۔: حکومت اسلامیہ اور دیار اسلام پر ہر غاصبانہ حملہ کے مقابلہ میں مدافعت قطعیت کے ساتھ فرض عین ہے اس لیے کہ، اسلامی حکومت اور اسلامی قومیت پر حملہ در اصل "عین اسلام" پر حملہ ہے۔

اور خواہ دشمن کا مقصد اسلام کا مٹانا نہ ہو، بلکہ محض "مسلمانوں کی سیاسی قوت" ہی کو مٹانا ہو۔

تب بھی اس سے جنگ کرنا مسلمانوں کے لیے ویسا ہی فرض ہوگا، جیسا اسلام کو مٹانے والے سے جنگ کرنا ہے:۔ (الجہاد فی الاسلام) ۔۔۔

الٓمٓ • غُلِبَتِ الرُّوۡمُ • فی ادنی الۡاَرۡضِ وَھُمۡ مِنۡ بَعۡدِ غَلَبِھِمۡ سَیَغۡلِبُوۡنَ ٥

مظہر ملت محمد مظہر الدین

---

[1] الہلال اور البلاغ میں۔

کتاب : زوالِ حیدرآباد اور پولیس ایکشن
کتاب : پولیس ایکشن کے خوفناک ماحول میں
تحریر کردہ : محمد مظہر الدین : نواب بہادر یار جنگ کے تربیت یافتہ اور قائد رضاکاران جناب قاسم رضوی کے باڈی گارڈ دستے کے سالار

کتاب ملنے کا پتہ : حسامی بکڈپو، مچھلی کمان، کمرشیل بکڈپو اور تاجران کتب چارمینار۔ سلیم بک بیورو عابد سرکل اور دیگر بک ڈپوز حیدرآباد

قیمت : ۳۵/ روپے
نوٹ : وی پی اور ہول سیل خریدی کے لئے کتاب حسامی بکڈپو مچھلی کمان حیدرآباد، اے پی سے حاصل کی جاسکتی ہے ۔
ٹائیٹل : تاج، شاہ عثمان و پرچم آصفی اسلامیہ
مطبوعہ : فینس بلاکس پریس، چھتہ بازار
پانچواں ایڈیشن : (دوہزار) ستمبر ۱۹۹۷ء
مطبوعہ : ڈائمنڈ پریس، منڈی حیدرآباد

مولف کا پتہ
محمد مظہر الدین 12 - 2-72
مراد نگر۔ حیدرآباد 28۔ (اے پی)

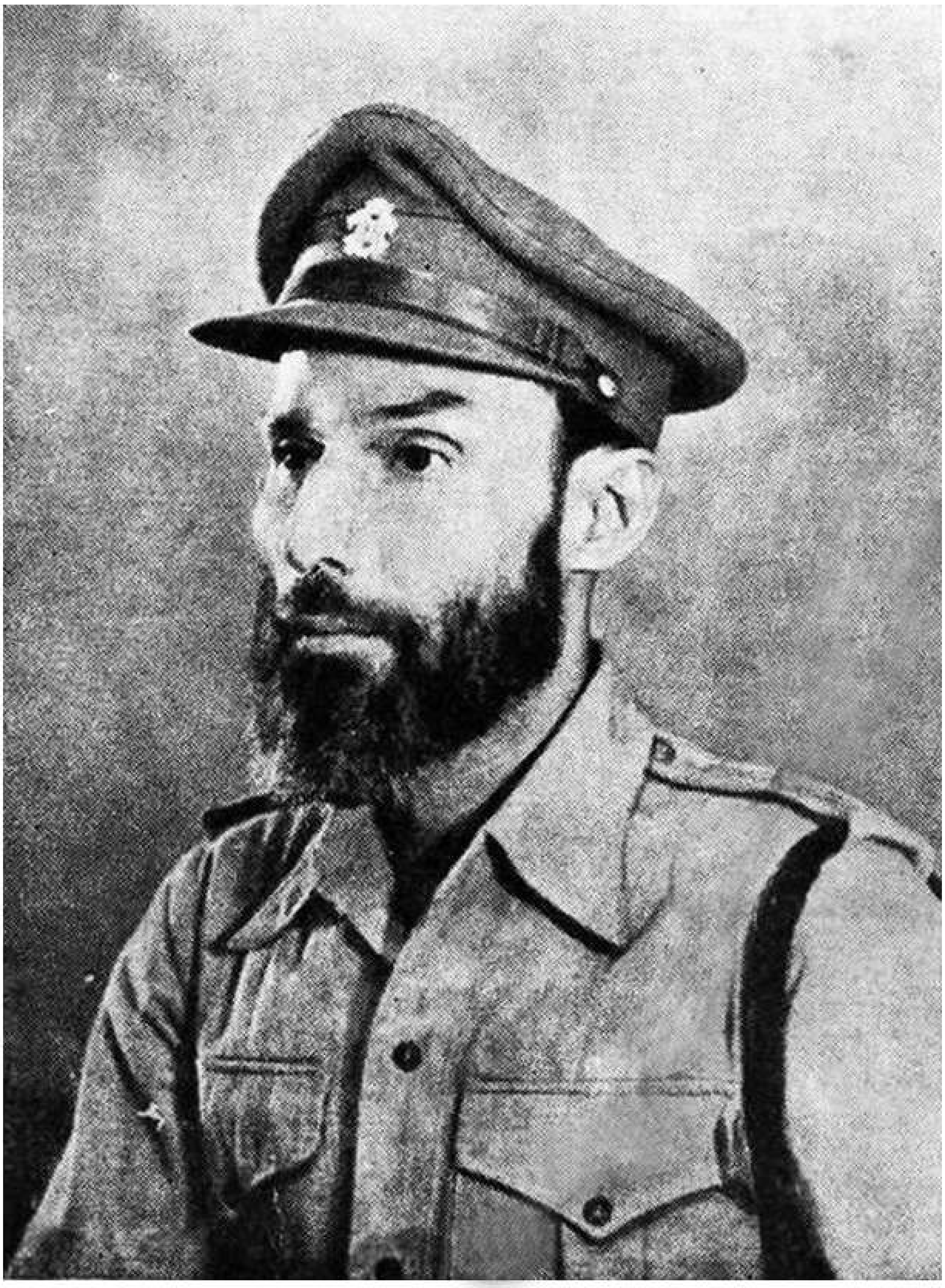

مجاہدِ اعظم

صدّیقِ دکن سیّد محمّد قاسم رضوی

جس نے اعلأ کلمۃ الحق کی خاطر جارحیت کیخلاف حیدرآباد کی
آزادی کے تحفظ کیلئے جنگ کی

لیکن اغیار کی سازش اور اپنوں کی غدّاری سے مدافعت کے
پرخچے اُڑ گئے۔

زوالِ حیدرآباد اور پولیس ایکشن

پانچواں ایڈیشن۔ اہم واقعات کا اضافہ نظر ثانی کے بعد

راز کے انکشافات

برسوں کی تحقیق و تدقیق، شبانہ روز کی جستجو و دوڑ دھوپ، واقعات کی چھان بین، عینی مشاہدوں، قدیم یادداشتوں، حکومتی اعلامیوں، نصف صدی قبل اور مابعد کے اخبارات و رسائل کی ورق گردانی اور معتبر ذرائع سے!

حیدرآباد پر پولیس ایکشن کے نام سے ہندیونین کے فوجی حملہ کے 40 سال بعد پہلی بار تحریر کردہ مستند حقائق۔

مولف

مظہرِ ملت، محمد مظہر الدین